سلسلۂ دار المصنّفین

(۲)

مکاتیب شبلی

حصّۂ اوّل

(یعنی)

علامۂ شبلی نعمانی مرحوم کے اُن خطوط کا مجموعہ جو وقتاً فوقتاً اُنھون نے اپنے عزیزون اور دوستون کے نام لکھے اور جن مین مُلکی، قومی، مذہبی، علمی، اور اصلاحی خیالات و مسائل کا بڑا ذخیرہ موجود ہے

مرتبہ

سیّد سُلیمان، ندوی، ناظم دار المصنّفین

باہتمام

محمد عابد علی خان مالک مطبع

مطبع شاہی لکھنؤ مین چھپکر

دفتر دار المصنّفین اعظم گڈھ سے شائع ہوئی

فہرست مکاتیب جلد اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکاتیب شبلی

علمی شخص کی ایک ایک چیز علمی ہوتی ہے، اُسکے قلم کا ایک ایک لفظ بحرِ ادب کا ایک ایک موتی ہوتا ہے، اور گھنٹون کی جانکاہیون کا نتیجہ ہوتا ہے، اِس بنا پر اگر اُسکے لٹریچر کا ایک حرف بھی مٹجاے تو نہ صرف اُسکی محنتون کا ایک کثیر حصہ ضائع ہوجاے گا بلکہ دنیاے علم سے بہت سی علمی مخلوقات معدوم ہوجاے گی، مسلمانون نے اِسی علمی قدردانی کے خیال سے اکثر علما کے خطوطِ روزمرّہ اور مکاتیب تک محفوظ رکھے ہین، عربی زبان کے اُدبا مین ابو اسحاق صابی ابن العمید خوارزمی، بدیع الزمان ابو العلامعری، علماے قدیم مین امام غزالی، و متاخرین مین شیخ شرف الدین بہاری، شیخ احمد سرہندی، شاہ ولی اللہ دہلوی، مرزا جانجاناں، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، وغیرہ کے مکاتیب موجود ہین، اور ان مین سے اکثر حلیۂ طبع سے مزین ہوچکے ہین، آج مرزا نوشہ غالب کا نام تمام شعراے اُردو مین ممتاز نظر آتا ہے لیکن اُنکے فارسی یا اُردو کلام سے انکا یہ امتیاز اسقدر جلی نظر نہ آتا جسقدر اب اُنکے رقعات اور مکاتیب سے جلی نظر آتا ہے، علامی ابو الفضل کے نشآت عہد اکبری کی بہترین تاریخ ہین

عام خطوط اور مکاتیب کے مجموعہ سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اُس سے صاحب مکاتیب کے ذاتی حالات، مختلف تعلقات، اسکی لائف کے بہت سے ضروری گمشدہ و قعات، اُسکے

مختلف زمانے کے مختلف خیالات اور شب و روز کے خیالات کی بلندی و پستی نہایت واضح طور
سے ظاہر ہوتی ہے، اگر آج شہنشاہ اورنگ زیب کے رقعات موجود نہوتے، تو مورخین نے جتنا
بدنام کرنا چاہا تھا، وہ اس سے زیادہ بدنام ہوجاتا۔

صاحب مکاتیب لاکھون استفسارات کے جواب مین جو علمی فتوے دیتا ہے، اگر انکا مجموعہ
یک شیرازہ مین مرتب نہ کیا جاے تو اسکی بہت سی خاص تحقیقات ضائع ہوجائین اور عام
نشتہ خطوط مین ادب و انشاپردازی کے جو زر و جواہر وہ ودیعت رکھتا ہے انکا نشان صفحۂ
عالم سے فنا ہوجائے۔

حضرت الاستاذ علامہ شبلی نعمانی کے جو احسانات ہماری زبان پر ہین ہم اُنسے کبھی سبکدوش
نہین ہوسکتے، لیکن اُنکے مقابلہ مین یہ سخت کفرانِ نعمت ہوتا اگر اُنکے خطوط و مکاتیب کا مجموعہ نہ
شائع کیا جاتا، اس سے ایک طرف تو اُردو علم ادب کے ایک بیش بہا ذخیرہ کے برباد ہوجانے کا خوف
تھا اور دوسری طرف آیندہ نسلون کو ہماری بدمذاقی اور علمی ناقدردانی پر افسوس ہوتا۔

سیّد سلیمان

۲۳ - اگست ۱۹۱۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایسر سیّد احمد خان کے نام

(از قسطنطنیہ)

(۱)

سیّدی۔

تسلیم۔ مین ۲۲ مئی کو یہان پہونچا لیکن ترددات کی وجہ سے خط لکھنے کی مہلت نہ مل سکی یہ خط بھی مختصر اور پرائیوٹ ہی۔ کچھ کچھ باتین آپ انتخاب فرما کر چھاپ دین تو ممکن ہی۔ مین نے سردست ایک مختصر سا حجرہ لعہ مہینہ کرایہ کا لے لیا ہے۔ لیکن کھانیکا صرف یہان بہت زیادہ ہی۔

سب سے ضروری بات یہ ہی کہ آپ دو تین سو یا اس سے زیادہ روپے بھیجدین کہ جو کتاب جسوقت ہاتھ آئے لے لی جائے۔ یا نقل و کتابت کا انتظام کیا جا سکے۔ کتابین یہان بہت ہین اور نادر ہین لیکن کہان تک لکھوائی جا سکتی ہین۔ امام غزالی کی تصنیفین یہان موجود ہین ابو علی سینا کی تو شاید کُل تصنیفات مل سکتی ہین۔ امام غزالی کے خطوط بھی موجود ہین۔ خیر جو ممکن ہوگا کیا جائیگا۔ یہان اکثر لوگون سے ملاقات ہو سکتی ہی لیکن مشکل زبان کی ہی۔ بعض بڑے کالج

دیکھیے مگر زبان کی اجنبیت کی وجہ سے حالات معلوم کرنے مین نہایت دقت ہوتی ہی مین نے ترکی پڑھنی شروع کی ہی اور انشاء اللہ کچھ نہ کچھ بقدر ضرورت واپسی کے وقت تک سیکھ لونگا اسوقت تمام کالجون وغیرہ کی رپورٹ تیار کر سکون گا۔

حالات دلچسپ ہین اور سفرنامہ کیلئے بہت سامان ملجائیگا لیکن اسوقت بلکہ زمانۂ قیام تک مطلق فرصت نہین ملسکتی۔ ہر روز تین چار میل کا چکر کرنا پڑتا ہی۔ بہت بڑا شہر ہی اور تمام کتب خانے وغیرہ دور دور واقع ہین۔

روپیہ بھیجنے کا آسان طریقہ یہ ہی کہ کُک کمپنی کے ہان سے نوٹ منگوا کر میرے یہان بھیجدیجئے۔ مین بھی کُک کے نوٹ ساتھ لایا ہون اور وہ یہان کُک کے کارخانے مین بے تکلف چل سکتے ہین۔

یہان آجکل عینی کی شرح بخاری چھپ رہی ہی۔ ۹ جلدین چھپ چکی ہین۔ بہت بڑی کتاب ہی۔ حنفیہ کو اسکی تلاش تھی۔ وہان کسی متصلب حنفی کو درکار ہو تو منگوا سکتے ہین۔

بیروت کے علمانے تمام نصارائے عرب خواہ جاہلیہ کے ہون خواہ اسلام کے اُن سب کے اشعار کا ایک مجموعہ تیار کر کے چھاپنا شروع کیا ہی ایک جلد چھپ چکی ہی۔ اسی مین اخطل کا دیوان بھی ہی۔ لیکن وہ مستقل تین جلدون مین چھپ چکا ہی یہ آج تک کہین نہین ملسکا تھا۔ یورپ مین بھی اسکی بہت تلاش تھی۔

معتزلہ کی کتابین یہان بھی نہین ہین۔

وہان کے حالات جسقدر تحریر فرمائیگا میری تشفی کا باعث ہوگا۔ لڑکون کو مین

حضور کے بھروسہ پر چھوڑ آیا ہون۔ میان حمید کو نگرانی کی تاکید فرمائیگا۔

یہ خط والد قبلہ کو بھیجدیا جائے یا اسکی نقل۔ متعدد خطوط لکھنے کی فرصت نہین۔ حالات سفر مین ایک قصیدہ موزون ہو گیا ہے۔ وہ خط کے ساتھ شامل ہی۔ مطبع مفید عام مین چھپاکر علی گڈھ گزٹ کے ساتھ شائع کر دیا جائے۔ تو مناسب ہوگا۔ اسکی چند کاپیان والد قبلہ کو بھی بھیجدیجیے گا۔

یہان کا اخبار اختر جو فارسی زبان مین ہی اور جسکی اشاعت دو ہزار ہی مین نے آپ کے نام روانہ کرنے کے لیے کہدیا ہی۔ اسکی ششماہی قیمت ۱۲ ہی وہ انہی روپیون کے ساتھ بھیجدیجیے گا۔ ممکن ہی کہ اس اخبار مین ہمارے کالج کے حالات چھپتے رہین۔ اور وہ ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ دینگے۔ یہان اکثر لوگ ہندوستان کے نام سے بھی واقف نہین ورنہ اگر مسلمانونکے تمام حالات اور ضرورتین معلوم ہون تو کالج کو مدد ملنا یقیناً مشکل نہین ہزارون میل تک یہان کے اوقاف کا فائدہ پہونچتا ہے۔

شبلی نعمانی۔ ۲۵ مئی سنہ ۱۸۹۲ء
قسطنطنیہ مقام تختہ خان، قریب خان محمود پاشا۔

(۲)

سیدی و مولائی۔

تسلیم۔ یہ تیسرا خط ہی جو استنبول سے لکھ رہا ہون۔ آپ کو اور بزرگان وطن کو میرے خطوط کا انتظار کرنا چاہیے یعنی سکوت کی حالت مین قیاس یہ یقین کر لیجیے کہ مین بخیریت ہون باقی حالات سفر اسکی نسبت مین پہلے لکھ چکا ہون کہ یہان سے کچھ نہ لکھونگا۔

قلمی کتابین یہان نہین ملین۔ مصر مین کبھی کبھی ہاتھ آجاتی ہین اس لئے صرف
مطبوعہ کتابین خریدی جاسکتی ہین لیکن اُنکی تعداد بھی معتدبہ ہی۔ یہان امام غزالی کی تمام
کتابین اور رسالے موجود ہین۔ مکاتبات کا نسخہ بھی ہی۔ بوعلی سینا کی اسقدر تصنیفات ہین کہ
کہین نہونگی۔ ارسطو وغیرہ کی کتابون کے اصلی ترجمے نہایت قدیم خط مین موجود ہین لیکن کیا حاصل؟
کتابت کی شرح للمعہ جزء سے کسی حال مین کم نہین۔ معتزلہ کی کتابین البتہ ناپید ہین۔ عبدالقاہر
جرجانی کی تفسیر ہی مگر اسمین کوئی نئی بات نہین۔

پرسون مین عثمان پاشا سے ملا۔ نہایت اخلاق سے ملے۔ عربی سمجھ لیتے ہین اور دوچار
معمولی باتین بھی کرسکتے ہین۔ مین نے اُنکے ہاتھ کا بوسہ دینا چاہا لیکن راضی نہ ہوے بلکہ
اُلٹی خود میری تقلید کرنی چاہی۔ رخصت کے وقت فرمایا کہ آپ جب چاہین تشریف لائین۔
بہت خوشی سے ملونگا۔ تمام اور بڑے بڑے پاشاؤن سے بھی ملاقات ہوسکتی ہی لیکن اول تو
زبان کی اجنبیت مانع آیا مجکو اور کسیکی ملاقات کا شوق بھی نہین۔

یہان کا ٹائپ بے انتہا عمدہ ہی۔ تمام دُنیا مین اُسکا نظیر نہین۔ علی گڈھ گزٹ کیلئے یا
مستقل اشاعت کیلئے ضرور خریدنا چاہیے۔ بیروت و بالنٹ کے حروف مین بھی یہ نوک پلک نہین۔

افسوس ہی کہ عربی تعلیم کا پیمانہ یہان بہت ہی چھوٹا ہی اور جو قدیم طریقہ تعلیم تھا اُسمین
یورپ کا ذرا پرتو نہین۔ جدید تعلیم وسعت کے ساتھ ہی لیکن دونون کے حدود جدا رکھی گئی ہین
اور جبتک یہ دونون ڈانڈے نہ ملین گے اصلی ترقی نہو سکے گی۔ یہی کمی تو ہمارے ملک مین ہی
جسکا رونا ہی۔

میں نے کالج کا نتیجہ اکمل الاخبار میں دیکھا اور بے انتہا خوش ہوا بلکہ سچ یہ ہے کہ اُسی عالم
ن خط لکھنے بیٹھ گیا ورنہ معمولی باتیں روز روز کیا لکھوں۔

روپیے فوراً جسقدر کتاب کیلئے بھیجنے ہوں بھیجیے۔ یہان سے مین اُٹھا تو پھر مجکو خط وغیرہ
ی چیز نہ مل سکے گی۔ یہان کی جو چیزیں مشہور ہیں وہ آپ کو معلوم ہیں اگر کوئی چیز مطلوب ہو تو
حریر فرمایے کہ مین لیتا آؤن مین چاہتا ہون کہ کالج کیلئے چند ترکی زبان کی عمدہ کتابیں خریدی
جائیں جن سے یہان کی علمی ترقی کا اندازہ ہو سکے گا۔

یہ خط والد قبلہ کے پاس بھیجدیا جائے۔ میان حمید کو تاکید فرمائیے کہ مجکو نہایت مفصل
ط لکھیں اور عزیزوں کے امتحانات کے نتیجے بھی لکھیں۔

میری تصنیفات تیار ہو جائیں تو چند نسخے یہان آنے چاہئیں۔ لیکن دیر ہوگی تو مجکو
مل سکیں گے۔ مین انشاءاللہ ۱۵۔ اگست تک یہان رہونگا۔

ہان آج مین حسین حبیب آفندی سے جو بمبئی مین سفیر تھے اور اب یہان پولیس
رل مین ملا۔ بے انتہا مہربانی کی۔ گھر کے تمام کمرے دکھائے۔ دعوت کی۔ اور بہت سی مہربانیان
ین۔ وہ اُردو بخوبی بولتے ہین۔ آپ فوراً سیرۃ النعمان کا ایک نسخہ جو وہان مین دیکھ آیا ہون
ر اسپر کالج کی مہر نہیں لگی ہے بھیجدیجیے۔ ضرور مین اُنکو ہدیہ دونگا۔ وہ اسی مذاق کے آدمی ہین۔

والسلام۔

۱۵۔ جون سنہ ۱۸۹۲ء
شبلی۔ قسطنطنیہ

باب عالی۔ ادارۂ اختر۔

(۳)

مطاعی۔

افسوس ہے سفر کی روا روی میں ابتک عریضہ نہیں لکھ سکا۔ علی گڈھ گزٹ مہینہ بھر کے
لئے میرے نام جاری کر دیا جائے کہ کالج کے حالات معلوم ہوتے رہیں۔

اُستاد کی تنخواہ بھیجدی جائے۔

ضمن کا معاملہ خدا کرے بخیر انجام ہو۔

ہم لوگ بایمان و یقین جانتے ہیں کہ اور صیغوں میں بھی نہایت ابتری ہے۔ مگر جراءت
اتنا بھی سمجھے کہ سال میں قاعدہ کے موافق جانچ تو ہونی چاہیے۔ والتسلیم۔

شبلی۔ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

اعظم گڈھ

لہ سید صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

مخدومی۔

جن صیغوں میں آپ کے نزدیک ابتری ہے اُن کے نام بتانے ضروری ہیں اُمید کہ اُس سے مطلع
فرماویں گے۔ والسلام۔

سید احمد

علیگڈھ۔ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۵ء

۲- محسن الملک نواب مہدی علیخان مرحوم کے نام

(۱)

جناب من۔

آپ کا خط پڑھکر بے اختیار ہنسی آگئی۔ آپ لوگ مجھکو اسقدر بھولا اور سادہ دل سمجھتے ہین۔ اسکول[2] کے لیے میرا یہان رہنا مفید ہوتا تو کیا رہ جاتا۔ لیکن یہان کا روپیہ ہمیشہ یہین خرچ ہوتا ہے۔ باہر نہین جاتا۔ مجھکو سردست صمار ماہوار سے زیادہ نہین مل سکتے اور یہی یہان کا خرچ ہے پھر جس قدر تنخواہ بڑھتی ہے خرچ بڑھتا جاتا ہے۔ البتہ اگر یہان کی سوسائٹی مین مبتذل۔ بدحیثیت۔ بے وقعت۔ رہکر رہون تو پس انداز ہو سکتا ہے۔ باقی وہان کیلئے[1] یہان کے لوگون سے چندہ یہ کس قدر حماقت کا خیال ہے۔

مولوی صاحب روپیہ اور دولت کی قدر مجھ سے زیادہ کسی کو نہین۔ مین کچھ ابراہیم ادہم اور بایزید نہین ہون۔ میرا تو رُوان رُوان دُنیا کی خواہشون سے جکڑا ہے۔ لیکن دُنیا کو سلیقہ کے ساتھ حاصل کرنا چاہتا ہون۔ مجھ سے جوڑ توڑ، سازش، درباداری، خوشامد، لوگون کی جھوٹی آؤبھگت نہین ہو سکتی۔ اور بغیر اس کے کامیابی معلوم۔

---

[1] [illegible] سے ناظم کا منصب مقرر ہوا ہے۔ یہان سے مقصود حیدرآباد ہے۔

[2] یعنی نیشنل اسکول علیگڈھ۔

ہی بیٹھے ہیں نے ہوشتہ حیثیت پسند ہی۔

یہان مجھ سے میری خواہش کا استفسار ہوا مین نے کہا موجودہ آمدنی کے ساتھ
کالج کے تعلق سے آزادی چنانچہ اسی قدر ماہوار کا منصب مقرر ہوگیا۔ الفاروق کے بعد
غالباً ماحصل یا تمام ہوجائے روبکار مین بھی اضافہ کا وعدہ درج کر دیا گیا ہی۔ گو مقدار کی تعیین
نہین۔ بس میری تنہا زندگی کو یہ بہت ہی۔ تاہل کا ارادہ نہین۔ زیادہ دھوم دھام کی خواہش
نہین۔ بے رحمت خدا نے اس قدر دیا تو لاکھ شکر ہی اور یون تو ع کاسۂ چشم حریصان الخ
رہا قوم کی خدمت کرنی۔ اسکی تدبیر یہ نہین کہ جھوٹی سفارش کرکے دو چار کو نوکری دلادیجائے
ان کو اس قابل بنانا چاہیے کہ وہ خود اپنی سفارش کرسکین۔

زیادہ نیاز۔ شبلی نعمانی۔

۱۵ ستمبر ۱۸۹۳ء

---

۱ مولانا نے اس کے بعد ۱۸۹۸ء میں استعفیٰ اختیار کیا جس سے ۱۸۹۸ء پھر آزادی ہی۔ ۲ یہ نواب صاحب پر تعریض ہے
۳ مولانا علی گڑھ کالج چھوڑ کر ۱۸۹۸ء میں اعظم گڑھ اپنے وطن میں مقیم ہوئے، یہان ایک انگریزی اسکول (نیشنل اسکول)
قائم کیا تھا، اعظم گڑھ میں اسوقت الفاروق کی تصنیف کے علاوہ اس اسکول کا اہتمام و انتظام شغل تھا،
اسی زمانہ میں حیدرآباد گئے تھے کہ کالج سے جو تعلق تھا رہا، اُتنے ہی کا یہان وظیفہ ہوئے۔
نواب صاحب نے شاید یہ لکھا ہے کہ وہ کالج میں دوبارہ قیام کریں اور نیز یہ لکھا ہے کہ شاید آپ
حیدرآباد میں بیٹھ رہنا چاہتے ہیں کہ نیشنل اسکول کو وہان سے فوائد پہونچ سکیں۔

جناب من۔

والانامہ ورود فرما ہوا۔ سنٹرل کمیٹی کی ممبری میرے لیئے موجب فخر ہی لیکن مین اس کو پسند نہین کرتا کہ بغیر کسی خدمت اور محنت کے محض فخر کے لیئے اپنا نام اس فہرست مین لکھواؤن۔

مین سال بھر سے بیمار اور ضعیف ہون۔ کوئی دماغی کام نہین کرسکتا تصنیف کا مشغلہ بالکل بند ہی جب کسی کام کرنے کے قابل ہونگا تو نہایت فخر سے اس عہدہ کو قبول کرون گا[1]۔

شبلی۔ اعظم گڈھ

۱۹- مارچ ۱۹۰۵ء

۳- شیخ حبیب اللہ صاحب[2] کے نام

(۱)

قبلۂ ام۔ تسلیم۔

گو میرا قلم خامۂ نقاش کی ہمسری کرے جس سے مین اس عجیب و غریب مقام (نینی تال) کی پوری تصویر کھینچ سکون، تاہم مجکو یہ امید نہین کہ اس کوشش سے عزیزان

---

[1] نواب صاحب اسکے جواب مین لکھتے ہین۔

مکرمی۔

یہ خط واپسی ہے منظوری کا عنایت نامہ عنایت ہو، عذر نا مسموع براہ کرم ضرور منظور فرمائیے مجھ پر احسان ہوگا۔

مہدی۔

[2] مولانا کے پدر بزرگوار اعظم گڈھ کے رئیس و وکیل تھے، سنہ ۱۹۰۱ء مین وفات پائی۔

وطن کو جو میرے حیطہ تحریر آئے پہنچے ہون گے اپنے شوق و انتظار کا صلہ مل جائے گا۔

مین بے تکلف تسلیم کرتا ہون کہ نینی تال ایک عجیب اور حیرت انگیز مقام ہی لیکن عجیب انگیز اور دلچسپ و فرحت زا ہونا دو جداگانہ چیزین ہین تو مجھ ایسے ایشیائی خیال آدمی سے یہ امید رکھنا عبث ہی کہ مین اُسکو فرحت زا بھی مان لون گا ہان جو لوگ انگریزون کی ہر ادا پر جان دیتے ہین اُن کا مذہب کیا پوچھنا۔ ع ۔ ہرچہ آید در دلم غیر تو نیست۔

اب حالات سنیئے۔

کاٹ گودام تک ریل ختم ہوتی ہی اور پہاڑون کا سلسلہ شروع ہوتا ہی کاٹ گودام سے نینی تال ۲۰ میل ہی مگر تمام راستہ قدرت الٰہی کی نیرنگی و عظمت کا مرقع ہی عرض مین پانچ چھ ہاتھ مین چھوٹی ہوئی ہی جس پر رستہ چلتا ہی باقی ایک طرف پہاڑ کی وہ ہیبت ناک دیوار ہی جسکی طرف دیکھنے سے نگاہ کانپ جاتی ہی دوسری جانب نہایت عمیق ہولناک غارونکا سلسلہ ہی اور اگر اس پہاڑ مین سخت سردی نہوتی تو یہ غار بڑے بڑے اژدرا اور موذی جانورون کے دارالسلطنت ہوتے نینی تال جب تین میل رہجاتا ہی تو پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوتی ہی سطح زمین سے اس مقام کا ارتفاع تین میل سے کم نہین مگر اس پیچ در پیچ سے راہ نکالی ہی کہ بے اختیار انگریزونکی ہمت پر آفرین کی صدا بلند ہوتی ہی آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو مقام تین میل کا اونچا ہوگا اس کے زینے کیسے پرپیچ اور دشوار گذار ہونگے کوئی شخص کیسا ہی جیس استقلال دل رکھتا ہو یہان پہنچکر ممکن نہین کہ حیرت کے صدمہ سے بچ سکے تال جو ایک میل سے زیادہ لمبا ہی یہ ایک نہایت گہرا غار تھا جسکی تھاہ اب بھی غیر معلوم ہی

اس میں مدت سے قدرتی چشموں کا پانی گرتا ہی اور اب وہ بھر گیا ہی اور تال کے لقب سے
ممتاز ہی شام کو اس کے کنارے میموں اور مسوں کا مجمع ہوتا ہی اور مختلف طرح کے کھیل کھیلتی
ہیں سامنے ایک میدان ہی جس میں انگریز کرکٹ کھیلتے ہیں یہ سب کچھ ہی مگر چونکہ اس کے
دونوں طرف پہاڑ کی نہایت اونچی دیواریں کھڑی ہیں مجھکو یہ جگہ ہر طرف سے نہایت
بند اور گھٹی ہوئی معلوم ہوئی مجکو یقین ہے کہ جو شخص صحرائیت اور فضائیت کا
دلدادہ ہے میرے دعوے کی شہادت پر فوراً آمادہ ہوگا جس کوٹھی میں میں ہوں بہت
بلندی پر نہیں ہی تاہم دو دن کی مشق میں نیچے تک پہونچنے اور واپس آنے میں میرا دم
ٹوٹ جاتا ہی اور کئی جگہ ٹھہرنا پڑتا ہی ہر ایک کوٹھی سے انگریزوں کی بے روک ہمت اور
پرجوش محنت کی شہادت ملتی ہی یہاں جو کچھ آرام ہی صرف یہ ہی کہ کسی وقت یہاں آفتاب
کی عملداری نہیں ہونے پاتی یہی بات ہی جس کے لیئے انگریزوں نے لاکھوں کروروں روپے
صرف کر دیئے ہیں درحقیقت ہم کو انگریزوں سے سبق سیکھنا چاہیئے کہ صحت سب چیزوں پر
مقدم ہی اور کوئی کام دنیا میں ناممکن نہیں رمضان تو خوب گذریگا مجکو اگر کچھ دلچسپی ہے
تو اسی سے جس کوٹھی میں ہوں سید صاحب کے حقیقی بھتیجے بھی مع اہل و عیال کے تشریف
فرما ہیں اور مجکو بڑی مشکل سے جگہ ملی یقیناً اگر میاں محمود آتے تو نہایت تکلیف اور سید صاحب پر بار
ہوتا تحریر فرمائیے کہ مدرسہ کے چندہ کا کیا ہوا منشی جی نے رقعہ لکھا یا نہیں میرا خط محمد سمیع کو عنایت ہو
تاکہ تم لوگ یہاں کے حالات سے مطلع ہو سکیں میرا پتہ یہ ہی نینی تال کوٹھی نمبر ۳ ایڈونیسولا [illegible]

فرودگاہ سید احمد خان۔ ۲۰ مئی [illegible]ء شبلی نعمانی۔

(۲) از قسطنطنیہ

قبلہ ام - تسلیم -

میں بفضلہ اچھا ہوں اب میں ایک دوسرے مکان میں اٹھ آیا ہوں جو نہایت خوش منظر و ہر طرح موزون ہے گو کرایہ زیادہ تھا مگر بجز اس کے چارہ نہ تھا یہاں کے حالات خط میں نہیں سما سکتے اس لیے اس کو دوسرے موقع پر رکھتا ہوں افسوس ہو کہ میں بجز ترکی زبان کے اس ملک میں زبان کا رواج نہیں تمام چیزوں میں دقت پیش آتی ہو اور تحریری دقت تو بالکل بے معنی ہوتی ہو دو میری سمجھے میں خوب آتی کتب میں یہاں عجائب و غرائب ہیں لیکن حسرت کے سوا کچھ حاصل نہیں نہ نقل ہو سکتی ہو نہ مطالعہ کے لیے کافی ہو میں ہر روز دو میل پیادہ سیر کرتا ہوں کیونکہ کتب خانہ دور دور واقع ہیں یہ سیر صحت کے لئے بہت مفید ہو ترکی پڑھنی میں نے شروع کی ہو دیکھیے پوری بھی کر سکتا ہوں یا نہیں یہاں بعض بعض ہندوستانی بھی ہیں اور سرکاری عہدوں پر مامور ہیں لیکن تنخواہیں کم ہیں یہاں تنخواہیں عموماً کم ہوتی ہیں چونکہ میں زیادہ قیام کرنا نہیں چاہتا اس لیے خط بھیجنے میں مطلق تاخیر نہ ہونی چاہیے ورنہ مجھ کو نہیں مل سکے گا۔ ۲۰۔۲۲ دن میں خط پہونچتا ہو۔

ماموں صاحب سے فرما دیجیے کہ آجکل یہاں عینی بخاری کی شرح چھپ رہی ہو۔ ۹ جلدیں چھپ چکیں۔ نہایت عمدہ چھپ رہی ہو میں خیال کرتا ہوں کہ بعض تحقیقات اس میں ایسی ہیں جو فتح الباری میں نہیں مل سکتیں قیمت ابھی متعین نہیں ہوئی ایک مشترک کمپنی

ڈیڑھ دو لاکھ سرمایہ کی ہی جس نے ایک عظیم الشان مطبع قائم کیا ہو اُسی مین یہ کتاب چھپی ہی
ہو اس مطبع مین تمام کام انجن اور کلون کے ذریعہ سے ہوتا ہی۔

یہان کے کالجون کی ایک بات مجکو بہت پسند آئی ہر کالج کا خاص لباس ہی اور
کوٹ پر گریبان کے قریب ہر کالج کا نام لکھا ہوتا ہی مجکو یہ بات نہایت پسند ہوئی ہمارے کالج
مین یہ طریقہ کیون نہین اختیار کیا جاتا سید صاحب قبلہ بغیر کسی پس و پیش کے کالج کا ایک
خاص لباس قرار دین تو بہت اچھا ہی۔

جناب سلطان المعظم ہر جمعہ کو مسجد حمیدیہ مین تشریف لاتے ہین اور وہ نہایت عمدہ
نظارہ ہی کہتے ہین کہ عید کے دن عجیب سمان ہوتا ہی خدا سے اُمید ہی کہ مین دیکھ سکون
مین یہان دو تین مہینے سے زیادہ ٹھہرنا نہین چاہتا اسکے بعد انشاء اللہ طرابلس اور دمشق کی
سیر کرکے قاہرہ جاؤن گا اور وہان چند روز قیام کرون گا۔

گو یہان کی امید مین مسلمانونکی ترقی و قوت کی نسبت بالکل برباد ہو گئی ہین کیونکہ
یہان کی حالت وہان سے کچھ اچھی نہین تاہم سفر بے شبہہ ضروری تھا جو اثر اس سفر سے
میرے دل پر ہوا وہ ہزار کتابون کے مطالعہ سے نہین ہو سکتا تھا۔ مجکو معلوم ہوا کہ انسان جبتک
دنیا کے بڑے بڑے حصہ نہ دیکھے انسان نہین ہو سکتا افسوس ہی اُن لوگون پر جنکی تمام عمر
ایک مختصر سی چار دیواری مین بسر ہو جاتی ہی۔

میرے نام اس پتہ سے خط بھیجنا چاہیئے۔ قسطنطنیہ۔ باب عالی ادارہ خمسہ۔
لیکن لفافہ پر انگریزی اور عربی دونون خط مین ہونا چاہیئے۔ میرے تمام احباب و اعزہ کو سلام و نیاز

میان محمد اسحٰق کا نام معلوم نہین کہ درج امیدواران منصفی ہو گیا یا نہین جواب خط مین کالج
کے نتیجۂ امتحان کی تفصیل ضرور ہو، خط یا اسکی نقل سید صاحب قبلہ کو بھیجدی جائے۔ جناب موصوف
کی خدمت مین عرض ہو کہ علیگڈھ گزٹ میرے نام جاری کر دین۔ والسّلام۔

قسطنطنیہ۔ جانب باب عالی معرفت ادارۂ اختر۔ ۵ جون سنہ ۱۸۹۲ع

شبلی نعمانی۔

(۳)

قبلہ ام۔

ایک خط خدمت عالی مین روانہ کر چکا ہون سید صاحب کو آج کی ڈاک مین ایک
خط لکھا ہے وہ بھی آپ کو ملے گا۔

مین حسین آفندی سے جو پہلے سفیر بمبئی تھے اور اب یہان محکمہ پولیس کے افسر کل
ہین ملا نہایت خوش ہوا ان کے اخلاق نے مجکو نہایت گرانبار کر دیا ہے اور مین کسی قدر
سبکدوش ہونا چاہتا ہون اس لیے عرض ہے کہ نہایت اہتمام نہایت تلاش اور جد و جہد کے
ساتھ نظام آباد کے برتن ارسال فرمائیے کسی ہوشیار شخص کو نظام آباد بھیجیے جو وہان کسی
رئیس کی معرفت فرمائش ہو اکرائے یہان ہندوستان کے ظروف گلی آتے ہین مگر اچھے
نہین آتے اگر ممکن نہ ہو تو لکھنؤ کی چکن کا ایک تھان مگر نہایت عمدہ فردی بوٹیان ہون

ف۵ مولانا کے بھائی محمد اسحاق بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ تھے۔ بمقام الہ آباد سنہ ۱۹۱۲ع مین وفات پائی۔

ف۶ نظام آباد ضلع اعظم گڈھ کے برتن مشہور ہوتے ہین۔

نہایت باریک اور نازک کام ہوا ور ﷲ سے کم قیمت کا ہو خواجہ عزیز الدین[1] صاحب کی معرفت اگر خرید اجائے تو غالباً اچھا ہوگا۔ مین یہان آخر اگست تک رہونگا اُسوقت تک آجائے۔ یہ بھی نہو تو مراد آباد کا کوئی برتن مگر نہایت عمدہ۔ غرض کوئی نادر چیز ضرور بھیجیے۔

والتسلیم

قسطنطنیہ۔ ادارۂ معارف۔ باب عالی۔

شبلی۔ ۱۵-جون سنہ ۱۸۹۲ع

(۴)

قبلۂ ام۔

آج مین نے عجیب دلاویز خواب دیکھا ہے عجیب اس لئے کہ دوپہر کا وقت تھا اور آنکھین بیدار تھین اور دلاویزی کی یہ کیفیت ہے کہ جاگے ہوئے مدت ہو چکی ہے اور ابتک آنکھون مین وہی سمان پھر رہا ہے۔ مفصل سنیئے۔ آج جمعہ کا دن تھا۔ معمول کے موافق موکب سلطانی کا نظارہ گاہ تھا مین بھی ہمہ تن شوق بنکر گیا جامع حمیدیہ مین داخل ہوا سلطان المعظم بڑی شوکت وشان سے آئے لیکن مین کچھ نہ دیکھ سکا کیونکہ یہ سیر صرف ان لوگون کو نصیب ہوسکتی ہے جو گند نگاہ سلطانی پر پہلے سے موجود ہوتے ہین اور پھر نماز کے ختم ہونے تک جگہ سے حرکت نہین کرسکتے۔

محل سلطانی سے تھوڑی دور کے فاصلے پر ایک نہایت پر تکلف جامع مسجد ہے

---

[1] خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز پروفیسر کیننگ کالج لکھنؤ ہندوستان کے مشہور فارسی شاعر مصنف قیصر نامہ مولانا کو ان سے اور ان کو مولانا سے نہایت خلوص تھا۔

جو سلطان کے نام سے حمیدیہ مشہور ہی اُس گذرگاہ مین ایک مکان ہی اور دور دور
ملکون سے آئے ہوئے معززین یا عہدہ دار جو موکب ہمایونی کی سیر کرنا چاہتے ہین وہ کسی
معزز شخص کے ذریعے سے اجازت حاصل کرتے ہین اور اس مکان کی چھت پر بیٹھکر
تماشہ دیکھتے ہین اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہین ہی کیونکہ سواری کے وقت دور تک
چارون طرف فوج کا دائرہ ہوتا ہی اور کوئی شخص اُس کے اندر داخل نہین ہوسکتا
محبی حبیب آفندی (سابق سفیر بمبئی) نے مجکو اجازت دلانے کا وعدہ کیا تھا مگر اتفاق
سے وہ دیر مین آئے اُدھر سواری کا وقت قریب آگیا اور طرفہ ہوا اور دورباش کی
صدائین بلند ہونے لگین مجبوراً مین مسجد مین داخل ہوا اور صف اوّل مین جاکر
بیٹھ گیا سلطان کی گاڑی زینہ تک آتی ہی اور وہ اُترکر فوراً مسجد کے بالائی حصہ پر جہان
نہایت مقرب اور مخصوص لوگون کے سوا کوئی نہین جاسکتا تشریف لیجاتے ہین وہان ایک
مقصورہ ہی جس کا دروازہ منبر کے بائین طرف ہی یہ سلطان کی نماز کی جگہ ہی جب سلطان
تشریف لاتے ہین تو کھڑکی پر پردے چھوڑدیے جاتے ہین اور کوئی شخص اُنکو دیکھ نہین سکتا
خطیب نے جب سلطان کے مقصورہ کی طرف نگاہ اُٹھاکر بڑے جوش سے یہ کہا کہ اَللّٰھُمَّ
انْصُرْ مَوْلَانَا السُّلْطَانَ الْغَازِیْ عَبْدَالْحَمِیْدْ خَانْ تو میرے بے اختیار
آنکھون سے آنسو جاری ہوئے دیر تک دل کا یہ حال تھا کہ ابھرا آتا تھا خطیب نے
پہلے صحابہ کا نام پڑھا اور سلطان کا نام آیا تو ایک زینہ اُتر آیا تاکہ ظاہر ہو کہ سلطان اگرچہ

ل جنگ روس مین مولانا نے چندے انجمن کے ذریعے سے قسطنطنیہ بھیجے تھے یہی ذریعۂ تعارف تھا

آج ظل اللہ ہین تاہم اُن کا رتبہ حضرت صدیق وحضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ نسبت
نہین رکھتا۔ نماز کے بعد حسین حبیب آفندی نے اتفاقاً مجکو دیکھ لیا اور مسجد کے صحن مین
جہان پاشا اور سرداران فوج حلقہ باندھے کھڑے تھے لیجاکر کھڑا کر دیا اور لوگون سے کہہ دیا
کہ ان سے کوئی تعرض نکرے سُلطان مقصورہ سے اُتر کر زینہ کے قریب پردہ کے اوٹ
مین بیٹھے اور فوجین سامنے سے گذرنی شروع ہوئین، دو گھنٹہ کامل ایک عجیب تماشا
نظر آتا رہا، قریباً دس ہزار فوج تھی مختلف رسالے اور ہر رسالے کے تمام ساز و اسلحہ جُدا جُدا
تھے مین کیا کہون، ترکی جوانونکی دلیرانہ مورتین، چمکتے ہوئے اسلحہ موزون اور باقاعدہ
رفتار گھوڑونکی جست وخیز، پاشاؤنکا زرکار لباس جگمگاتے ہوئے تمغے عجیب سمان تھا جو
کسی طرح بیان نہین کیا جا سکتا اخیر مین دونون شہزادے آئے بڑے کی عمر نو دس
برس کی ہی لیکن جس شان وشوکت سے وہ گھوڑے پر سوار تھا بڑے بڑے دلیرونکے
وہ تیور نہین ہو سکتے فوجین گذر چکین تو سُلطان گاڑی پر سوار ہوئے اور ہمارے
سامنے سے گذرے سواری مقابل آئی تو تمام حلقہ نے رکوع کے قریب جھک کر
سلام کیا سُلطان دونون ہاتھون سے کا جواب دیتے تھے یورپ کے اکثر معزز اشخاص
یہ تماشا دیکھنے آئے تھے حالانکہ یہ معمولی چیز ہی اور ہر جمعہ کو ہوتی ہی عید کے دن کہتے
ہین کہ قیامت کا سمان ہوتا ہی خدا وہ دن بھی دکھلائے۔

۱۹- جون ۱۸۹۲ء شبلی نعمانی

قسطنطنیہ

۴- شیخ عجیب اللہ[۱] صاحب کے نام

(۱)

جناب من

خط آیا لڑکون نے اکثر نمبر پائے ہین - دریافت فرمائیے کہ اب کیا شکایت ہی کیا مدرسین خوب نہین پڑہاتے یا پڑہا سکتے ہی نہین مین نہایت مستعدی سے علاج کر رہا ہون تبخیر کی شکایت ہی -

جرمنی مین اگلی سال ایک عظیم الشان مجلس منعقد ہوگی جو صرف عربی و فارسی وغیرہ پر تحقیقات جدیدہ کے دفتر پیش کریگی حمید اللہ خان[۲] کو گورنمنٹ انگریزی نے وہان سفیر کرکے بھیجنا چاہا ہی اُن کا خط آیا ہی کہ مجکو بھی مجلس مذکور مین کوئی مضمون پڑھنا چاہیئے حمید اللہ خان نے یہ اعتراف کر کے کہ وہ اس کام کو بالکل انجام نہین دیسکتے سید احمد خان صاحب کو لکھا ہی کہ وہان کے علماء سے کچھ لکھوا کر ارسال فرمائیے بالخصوص میرا نام لکھا ہی یہ مضمون وہ اپنے نام سے نہین پڑہینگے بلکہ جسکا لکھا ہوگا اُسی کے نام سے افسوس ہی کہ میری طبیعت صحیح نہین آپ کو خط لکھ رہا ہون اور سر پھرنے لگا فرصت بھی کم رہگئی ہی شاید نہ لکھ سکون آپ دیکھین گے کہ عربیت اب بھی موجب شہرت و عزت ہی اگر آج حمید اللہ خان عربی سے واقف ہوتے تو نہ صرف لندن بلکہ تمام یورپ مین اُن کی

۱- مولانا کے عم محترم ۲- حمید اللہ خان سربلند جنگ پسر سمیع اللہ خان حیدرآباد دکن مین جج تھے۔

نام آوری کا پھریرا اُڑتا۔

ایک عرض ہے اگر قبول ہو ابکی تعطیل مین والد قبلہ جنید[۱] و حامد[۲] کو لیکر علی گڈھ تشریف لائین گے نہایت عمدہ موقع ہے آپ اور سمیع بھی ضرور تشریف لائین، دیکھیے لیت و لعل کے حال مین نہ رہجائیگا۔

سید محمود[۳] صاحب کی نسبت کچھ طے نہین ہوا یہ خبر غلط ہے کہ ججی[۴] مجکو ملی ہے مین ہمیشہ اِس عہدے سے پہلو بچاتا رہا ہون جی تو چاہتا ہے کہ ایسی باتین کیے ہی جاؤن مگر اب کوئی بات نہین رہی۔ اور یون تو؎

در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است ‫ صدسال می توان سخن از زلف یار گفت

جواب جلد لکھیے مگر خدا کیلئے وہی یاریطرح مختصر نہ ہو سمیع کو یہ خط دکھائیگا وہ آپ کو علی گڈھ آنے کے لیے شاید اُبھارین۔ جناب مکرم حافظ حبیب اللہ خان صاحب کی خدمت مین تسلیم و نیاز۔

شبلی نعمانی۔ ۱۲۔ اگست سنہ ۱۸۸۶ء

(۲)

مکرمی۔

تسلیم۔ نامہ عالی آیا علالت کے حال سے سخت افسوس ہوا مگر تعجب ہے کہ آپنے

---

[۱] [illegible]

[۳] سید محمود صاحب کی نسبت خیال تھا کہ لکھنؤ کی ججی ان کو ملیگی۔ [۲] علیگڈھ کالج کی ججی مقصود ہے۔

[illegible] حکیم حفیظ اللہ صاحب اگرچہ خوشامدین کرائین گے مگر علاج اگر جی لگا کر کرین تو خدا کے فضل سے اُمید ہی کہ صحت ہوجائے۔

کلکٹر کے دستخط اگر جلدی مین نہو سکے تو اب کیا مانع ہی والد قبلہ کو مجبور کیجیے کہ وہ کلکٹر سے مدرسہ کا ملاحظہ کرا کے اُس سے رپورٹ لکھوائین اِس کام مین تعویق مناسب نہین، مجکو بخار خفیف رہتا ہی۔ مولوی سید محمد صاحب کا علاج ہوتا رہا مگر کچھ مفید نہ ہوا پرسون دہلی جاتا ہون سید حامد صاحب خلف سید احمد خان صاحب وہین ہین اُنھون نے بھی میرے آنے کی تحریک کی ہی اور امید ہی کہ اطبا توجہ کرین گرمیون مین سید صاحب نینی تال جائین گے مین بھی اُن کے ساتھ جانیکا قصد رکھتا ہون۔ آپ نے رذیل قومون کی نسبت دریافت فرمایا ہی ایک گشتی خط کے ذریعہ سے ممبرون سے دریافت کیجئے جو رائے سب کی ہو اُس پر عمل کرنا چاہیے۔

سید محمود لکھنؤ گئے ہین الہ آباد ہائی کورٹ کی ایک شاخ لکھنؤ مین قائم ہوگی امید کیجاتی ہی کہ سید محمود صاحب وہان جج مقرر ہون، تنخواہ اور اختیارات وہی ہونگے جو ہائی کورٹ الہ آباد کے ججون کے ہین، ابکی ایک اخبار انگریزی سے معلوم ہوا کہ عزیزی مہدی[۱] ایک اور امتحان مین پاس ہوئے اگرچہ برے نمبر مین آئے یعنی درجہ چہارم مین پاس ہوئے محمد رؤف[۲] امتحان داخلہ بارسٹری مین کامیاب ہوگئے محمد سمیع کی

---

۱ مسٹر مہدی مرحوم بی اے بیرسٹر برادر مولانا۔ ۲ آنریبل عبد الرؤف صاحب بیرسٹر الہ آباد۔

مختصر نویسی نے اب اُن سے قطع تعلق کر لیا گھر کا اتنا ترا تو مقدمہ اسکو ایک ڈبل کے کارڈ پر نالا خیر مین نے تو اُن سے خط کتابت ترک کرنا چاہا ہی۔

ملکہ معظمہ نے اپنی تصنیف دو کتابین کمیٹی مدرسۃ العلوم کو تحفہ بھیجی ہین پرسون اُس کے شکریہ کا عظیم الشان جلسہ تھا معلوم نہین داروغہ چنگی کا کیا انتظام ہوا؟ مدرسہ کے مفصل حالات، تعداد طلبہ اور کیفیت خواندگی تحریر فرمائیے یہ خط والد قبلہ کو دکھا دیجئے گا۔ آپ سے تو قطع امید کرنی پڑی دیکھئیے اور کون یہان آنیکی ہمت کرتا ہی سمیع آئین مگر اُنکے ساتھ تو کسی ضامن کی ضرورت ہی اگرچہ وہ خود دونون کے ضامن ہین۔ اگر آپ کو یہ احتمال ہو کہ والد قبلہ میری علالت کی خبر سے گھبرا اُٹھین گے تو اُن کو یہ خط نہ دکھایئے گا کیونکہ مین اچھا ہون اور بخار تو آج کل یہان اسقدر عام ہی کہ ایک فردبشر نہین بچا ہی اور ہر شخص آئے دن بیمار ہو جایا کرتا ہی،

شبلی نعمانی ۲۵۔ اگست ۱۸۸۶ء

(۳)

عم مکرم۔

تسلیم و نیاز۔ مدت سے قدمبوسی نہین ہوئی اور بہت جی چاہتا ہی۔ میرا تو آنا نہین ہو سکتا اس لیئے امید کرتا ہون کہ آپ ہی قدم رنجہ فرمائین۔ ۱۱ دسمبر سے یہان نہایت عمدہ جلسہ اور سیرین ہونگی اور ۱۵ دسمبر تک کالج ایک تماشا گاہ بنا رہیگا۔ پھر بیچ مین وقفہ ہو کر ۲۷۔ دسمبر سے کانفرنس شروع ہوگی۔ بہتر یہ ہی کہ آپ ۱۱ تاریخ تک

تشریف لائین۔ بیچ مین دلی اور آگرہ کی سیر بھی ہو سکے گی اور آپ نہایت محظوظ ہونگے برادرم علی احمد و میان سمیع کو بھی ضرور ساتھ لائیے گا۔ اس سے عمدہ موقع علی گڈھ آنے کا نہین مل سکتا۔

منجھلے چچا صاحب کو بھی تکلیف دیتا لیکن وہ علی گڈھ دیکھ چکے ہین اس لیئے شاید آنے مین تامل فرمائین۔ بہر نوع اگر وہ بھی تشریف لائین تو سبحان اللہ مجکو بے انتہا مسرت ہوگی۔

زیادہ تسلیم۔ ۷۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء

شبلی نعمانی

۵۔ ماموں کے نام

(۱)

جناب عالی۔

تسلیم۔ مدت ہوئی آپ کا نامہ مبارک آیا۔ تاخیر جواب کی معافی چاہتا ہون۔ آپنے مکان پر آنے کو تحریر فرمایا تھا۔ کیا عرض کرون۔ مین عجب کشمکش مین رہتا ہون جس کا حال صرف مین ہی جانتا ہون۔ اور اسو جہ سے میری ....[لہ] لوگون کو .... عنقریب حاضر ہوتا ہون .... حت وغیرہ کے باب مین .... عرب سے کم نہین۔ افسوس ہے کہ آپ نے ہنوز

[لہ] غلط معلوم ہو

ے وصول نہین کرادیے مگر وعدہ کے موافق تو آپ ذمہ دار ہین۔ معلوم نہین یہان انتظام پردہ مین اب کہانتک کوشش کیجاتی ہی۔ ضرور قدغن رکھیے گا اگر یہ بات چلگئی تو آپ کا گاؤن مجتہد ہوگا اور دوسرے مقلد[۱]۔ مین ایک مختصر سی تصنیف[۲] مین مشغول ہون۔ شاید وہان آنے تک بہت کچھ ہوجائے۔ اور غالباً آپ کو پسند آئے۔ باقی خیریت ہی

والسّلام۔ شبلی نعمانی۔

۱۲۔ دسمبر ۱۸۹۵ء

(۲)

ماموں صاحب قبلہ

لوگون سے معلوم ہوا کہ آپ کو میری تقریر[۳] سے ملال ہوا جسکی وجہ یہ تھی کہ آپ نے میرے مبہم طعن آمیز فقرون کو اپنے اوپر محمول کیا۔ میری عادت غلط بیانی کی نہین ہی۔ اگر مین نے ایسا کیا ہوتا تو مین ہرگز انکار نہ کرتا۔ لیکن مین سچ کہتا ہون کہ میرے کسی فقرہ سے آپ مقصود نہ تھے اور نہ حاضرین نے آپ کی طرف اسکا اشارہ سمجھا۔

مین وہین تک کسی شخص کی نسبت کچھ کہتا سُنتا ہون جب تک وہ وعدہ یا اُمید کا سلسلہ قائم رکھتا ہی۔ ورنہ جب کوئی شخص صاف انکار کردیتا ہی تو اسکی نسبت ایک حرف بھی جلسہ مین نہین کہتا۔ بلکہ ایسا کہنا نہایت بداخلاقی اور بے تمیزی سمجھتا ہون۔ بھائی سعید

---

[۱] مولانا پردہ کے سخت مؤید تھے، اسی لیے مسٹر میر علی کا جواب لکھا 'بعنوان پردہ اور اسلام'۔ [۲] کتبخانہ اسکندریہ ہوگا

[۳] نیشنل اسکول کے چندے کے لیے تقریر کی تھی جسمین چندہ نہ دینے والون پر عتاب تھا۔

مدت سے اسکول کو کچھ نہین دیتے۔لیکن میری تقریر مین ایک حرف بھی ان کے متعلق
نہ تھا۔اسی طرح شیخ عبدالحق وغیرہ کے متعلق۔

بہرحال آپ کے متعلق میرا ایک حرف بھی نہ تھا۔اور نہ لوگون نے ایسا سمجھا۔واللہ
علی ما اقول شہید۔

والتسلیم۔ شبلی ۱۳-اگست

(۳)

مخدومی۔

آپ معاملۂ مذکور مین اسقدر کیون متردد ہین۔مین نے آپ سے پہلے کہدیا ہی کہ
مجھکو اسباب مین انکار سے رنج نہوگا۔

میرا خیال یہ ہی کہ انسان ہر کام کی نقص و ہنر کا خود فیصلہ کر سکتا ہی۔اسکے بعد
لوگون کے اور خصوصًا عوام کے کہنے کی کچھ پروا نہین کرنی چاہیئے۔

جو عیب ہے وہ صغر سن کا ہی اس کے لیے مین یہ خود گوارا کرتا ہون کہ گویا
دو برس تک لڑکی گویا بچہ رکھون یعنی فقط عقد پر اکتفا کیا جائے کسی قسم کا آنا جانا
کچھ نہو۔دو برس کے بعد پھر کوئی نقص نہین رہیگا۔

تاہم ہر شخص کے حالات جدا ہین۔مین جس قسم کا ہمیشہ اپنی رائے پر فیصلہ کرتا
ہون اور لوگون کی کچھ پروا نہین کرتا۔یہ ہر شخص کی حالت نہین ہی۔اس لیئے آپ

ف یہ تین خطوط مرحوم کی شادی کے متعلق لکھے گئے ہین

پس و پیش کرین۔ مین آپ کے کسی فعل اور تجویز سے کسی باب مین ناراض نہونگا۔

شبلی۔

۶۔ مسٹر محمد اسحاق صاحب بی اے ایل ایل بی کے نام

(۱)

برادر عزیز۔

کانگریس تمثیل اور توقع سے زیادہ کامیاب ہوئی۔ افسوس کہ تم نہین تھے۔ مین نے تمکو نہین لکھا مگر اکبر حسین سے تاکید کی تھی کہ تمام حالات سے تمکو اطلاع دین گے۔ میرا مضمون علمی دلچسپ رہا ہی۔ چھپ جز کی ضخامت ہوگی۔ قصیدہ اس مضمون اور روداد دونون کے ساتھ چھپے گا۔ اسوقت ایک نہایت ضروری امر کیلئے لکھتا ہون۔

مولوی محمد عمر صاحب کا ایک خط کے ساتھ ہی اور مین جانتا ہون کہ سکار دے خطاب تم سے بھی اسی قدر ہی جس قدر مجھسے۔ تم اپنی پختہ رائے سے جو کامل غور کے بعد قائم کی ہو مجھکو مطلع کرو۔ تمکو خاص ان پہلوؤن پر لحاظ رکھنا چاہیئے۔

[illegible]

[illegible] جن سے بہت محبت تھی [illegible] سے متعلق تھا مولانا کی وفات سے چند مہینے پیشتر [illegible] مین [illegible] مولانا نے ایک نہایت پُر درد مرثیہ لکھا ہے ان خطوط [illegible] سے متعلق ہے محمد یحییٰ [illegible] کا ذکر [illegible]

(۱) حیثیت اسکول کا قائم رکھنا یہین ضروری ہو۔

(۲) کیا بلحاظ حالات موجودہ اور توقعات آئندہ کی وہ مستقل طور پر قائم رہ سکتا ہو۔

(۳) ہماری قوم کے تعلیم یافتہ نوجوان جنمین تم بھی ایک بلند پایہ پر ہونے کا حق رکھتے ہو اسکول کے کچھ کام آسکین گے۔

یہ امر بھی لحاظ طلب ہو کہ تمکو بی اے کے بعد کہان ٹھیکر ایم اے یا قانون کیلئے طیار ہونا چاہیے غالبا اگر تم اعظم گڈھ کو پسند کرو تو اسکول کو خود تقویت ہوگی۔ اعظم گڈھ مین رہکر تم اگر اپنا ماہانہ صرف والد قبلہ سے وصول کرتے رہو (جسکا ذمہ مین کر سکتا ہون) تو الہ آباد کے قیام سے وہان کا قیام مناسب تر ہوگا۔ کیونکہ تم اُن روپیون کو اپنے خاص مذاق اور علمی کتابون کے خریدنے مین صرف کر سکو گے۔ شاید تمکو معلوم ہوگا کہ مین لوگون سے تمھاری نسبت کسی قدر علمی زندگی بسر کرنیکا تذکرہ سنتا ہون۔

اب اس بات پر خیال کرو کہ یہ اسکول ہم لوگون کے خیالات اور حوصلون کا ایک عمدہ مشغلہ ہو۔ ہم توقع کرتے ہین کہ ہم اپنی زندگی کی عملی ترقی کے ساتھ اُسکو بھی ترقی دیتے جائین گے۔ آخر وہ کیا چیز ہو جس کو محسوس صورت مین ہم ایک قومی کام کہہ سکتے ہین۔ ہم مین جو لوگ قومی مذاق پیدا کرتے جائین گے۔ اُن کے لیے اپنی قومی فیاضی کے صرف کرنیکا اس اسکول سے عمدہ تر کیا موقع ہوگا۔

سردست میرے نزدیک بھی وہ ایک حقیر صورت رکھتا ہو۔ لیکن ایک لوہار کی اُس سیلی جھڑی سے کم حیثیت نہین ہو جس کو اُس نے مدت تک اپنے پانون کے

محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کیا تھا۔ اور جو بعد کو ایک معمولی عَلَم پر چڑھکر تین ہزار برس تک درفش کاویانی کے فخر آمیز لقب سے پکارا گیا۔

خیر جو تمھاری رائے ہو اُس سے مطلع کرو۔ اور اُس کی نسبت جن اُمیدوں کا خیال ہو لکھو۔ والسّلام

شبلی نعمانی

۱۴۔ جنوری ۱۸۹۰ء

(۲)

برادرم

خط ملا۔ میں خود تم کو خط لکھنے والا تھا کہ تم نے اسکول کے لیے کیا کیا۔ جس قدر چندہ میرے نام تجویز کرو میں بھیجدونگا۔ البتہ لوگوں سے دلانا مشکل ہی۔ ماموں عبد الحق کا نام تو بڑے بیت ہی۔ میاں احمد علی کا یہ حال ہی کہ سید صاحب کی فرمائش سے سرکہ کی بوتلیں مانگی تھیں تین مہینے ہو چکے۔ اُن کا جواب یہ ہی کہ ابھی طیار نہیں۔ حافظ حبیب اللہ صاحب و حافظ حسن علی صاحب کو خط لکھا ہی۔ حافظ حبیب اللہ کی مالی حالت اچھی ہوگی تو دریغ نکرین گے۔ لیکن حافظ حسن علی صاحب ع۔

زرق طلبد سخن درین است

ہاں اس پہلو کو سوچ لو کہ مکان مدرسہ اپنا مکان ہی اس لئے اُس پر پبلک کا روپیہ لگایا جاے اور آئندہ مدرسہ نہیں ورا اُٹھ جاے تو لوگوں کو کہنے کا موقع ہوگا۔

۔ چندہ سے اپنا مکان بنوایا گیا۔ علیگڈھ مین ایسے ہی بدگمانون کی زیادہ آبادی ہو۔ سب سے مقدم بورڈنگ ہو۔

چندہ مین مولوی محمد حسین بی اے۔ مولوی مرزا سلیم۔ مولوی سلیم ندوی مولوی محمد نعیم۔ وغیرہ کو چھوڑنا چاہیے۔

کمیٹی کی روئداد میرے پاس نہین آئی۔ والسلام۔

۴۔ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء

شبلی۔ علیگڈھ

(۳)

حیاک اللہ۔ مین نے سرسری طور سے اقرارنامہ کو دیکھا اور کچھ اُمور ما موافقانہ کے متعلق لکھے۔ اب دوبارہ اُسپر نگاہ ڈالتا ہون تو وہ بالکل ایک مہمل اقرارنامہ معلوم ہوتا ہی۔ اسوقت مولوی عبداللطیف صاحب سیدپوری قائم مقام منصف کاسگنج میرے بنگلہ پر ہین وہ بھی مجھسے متفق ہین۔ تعجب ہے کہ تم نے کیونکر اُسکو جائز سمجھا۔

اول تو یہ بحث ہی کہ والد نے والدہ کو جو ہبہ کیا تھا وہ محض بے سروپا چیز ہی اُسکا تذکرہ کیا حاصل۔ اولاً تو اسکا کوئی ثبوت نہین۔ ثانیاً وہ تمام کارروائی اُس اقرارنامہ سے باطل ہو چکی جو والد اور اعمام مین ہوا۔ اُسکی بنا پر کسی بات کو مبنی کرنا بناء الفاسد علی الفاسد ہی بلکہ بدگمانی پیدا کرنے والا ہی۔ اب بحث یہ ہی کہ ہملوگ

اسوقت تک کسی جائداد کے مالک نہین ہین۔ کیونکہ والدہ کا ہبہ محض فضول ہی اور تقسیم نامۂ اخیر مین ہملوگون کو خود کچھ نہین دیا گیا بلکہ برات عاشقان بر شاخ آہوا ئی ہبہ مفروضہ والدہ کا حوالہ دیا گیا ہو۔ جب ہملوگ کسی جائداد کے مالک نہین ہین تو دست برداری کیسی اور معاوضہ کیسا۔ ارباب چھاؤنی کی دست برداری کے مقابلے مین ہماری طرف سے کیا معاوضہ ہو اور اگر نہین ہو تو یہ کس قسم کا معاہدہ ہو جس کا کوئی بدل نہین۔

اصل یہ ہو کہ اگر والد قبلہ کو اور زیادہ ترکانٹون مین اُلجھانا ہو۔ تو وہ جس قدر چاہین اُلجھائین۔ لیکن اگر صفائی سے کوئی معاملہ کرنا ہو تو اُسکی صرف یہ تدبیر ہو کہ جسقدر حصّہ زائد فریق سوم کو دیا گیا ہو وہ بذریعہ بیع کے فریق دوم کی طرف رجوع کرے اور فریق دوم کا اصلی حصّہ بذریعہ ہبہ نامہ منتقل کے منتقل کیا جائے اس کے سوا اور سب تدبیرین سبز باغ ہین جس کو مین بہت دیکھ چکا ہون یہ مین جانتا ہون کہ یہ تدبیر نہ والد قبلہ کو منظور ہو نہ ارباب چھاؤنی کو اور سب سے زیادہ میان مہدی کو۔ لیکن یہ حالت ہو تو نمائش سے کیا فائدہ۔ جو ہو چکا ہو چکا۔ فریق دوم کچھ نالش فریاد نہین کرتا بے فائدہ فکر کیون کی جاتی ہو۔

اِس قسم کی مہمل دستاویزون سے جو بھوہڑ کی کھیر سے بڑھکر ہین کیا حاصل ہو۔
باقی تم جانو اور تمھارا کام۔ یہ خط ماموں مولوی محمد سلیم صاحب کو بھی دکھا دینا۔

۱۱۔ اپریل ۱۸۹۲ء۔ شبلی

برادرم

حیاک اللہ۔ والد قبلہ کا خط کل۔ اور تمھارا آج ملا۔ میان مہدی کی علالت سنکر افسوس ہوا خدا اُن کو صحت دے۔

افسوس ہی کہ تم نہ آسکے۔ دسمبر مین شاید آنیکا قصد اس لئے ہی کہ کانفرنس دہلی مین شریک ہو سکو لیکن میرا قصد خود شرکت کا نہین ہی۔ کانفرنس ابکی غالباً پھیکی ہوگی۔ مولوی حشمت اللہ و مرزا حیرت کی بہت سُن چکے۔ مولوی حالی صاحب کا کوئی پارٹ نہین ہی۔ مولوی نذیر احمد بھی غالباً چپ رہین اور بولین بھی تو اُنکا طرز اجیرن ہو چکا۔ ادہرون نے یہ غضب کیا کہ نہ آئے۔ نہ عرضی و فیس بھیجی۔ نتیجہ یہ کہ اُن کا نام خارج ہوگیا۔ ان کے ساتھ فیس و رقم داخلہ ۱۵؎ ادا کرنی ہوگی۔ مجھکو یہان نئی اکثر چیزین خرید کرنی یا درست کرنی پڑینگی۔

سفرنامہ کے لئے عام اصرار ہی اور تمام اطراف سے مانگ آنی شروع ہوگئی ہی لیکن میرا ارادہ ابھی تک لکھنے کا نہین ہی جس کے متعدد اسباب ہین۔

والد قبلہ کی خدمت مین آداب۔ جناب ماموں صاحب و حافظ حبیب اللہ خان صاحب و مولوی محمد عمر صاحب کی خدمت مین تسلیم و نیاز و شوق خدمت اِن حضرات کے خیالات اسقدر ہین کہ اگر مین وہان ہوتا تو مہینون کی گرمی مجلس کیلئے سامان ہو سکتا تھا۔ لیکن مجبوری ہی۔ اعظم گڈھ میری قسمت مین نہین ہی اور اب مجھکو

... گھر جاؤ تو تمام بزرگون کی خدمت مین سلام نیاز عرض کرو۔

والسلام۔ شبلی نعمانی

۲۴- اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء

(۵)

برادرم

مین نے کئی دفعہ اس بات پر غور کیا اور جانچا کہ تم پانچ روپیہ مہینہ اسکول مین دے نہین سکتے یا تمھارے دل پر اسکی ضرورت کا اثر نہین ہے۔ مین نے وقتاً فوقتاً تمھارے مصارف پر نظر ڈالی معلوم ہوا کہ تم جس قدر گھر کے بچون کے فضول کھیل تماشہ کی چیزونکو ضروری سمجھتے ہو۔ اسکول کو اسقدر بھی نہین سمجھتے۔

تم کبھی کبھی مجاکو کبھی مظفر کو کبھی شیخ کو کوئی چیز بھیجدیتے ہو یا ساتھ لاتے ہو۔ اگر تم اسکول کو ذرا بھی ضروری سمجھتے تو بجائے اُن غیر ضروری مصارف کے وہی رقم اسکول مین دیدیتے جس سے دو ایک مہینہ کا چندہ ہو جاتا۔ ماہوار خرچ کی فہرست مین پانچ روپیہ کی رقم ایک ہفتہ سے بھی کم ہے۔ لیکن تمکو اسکول کا خیال نہین۔ شفیع کو درد نہین۔ میان شوکت کو ہمدردی کی کوئی وجہ نہین۔

در چمن از کہ مراعات ادب داری چشم
بلبلان مست و صبا بیخود و گل بے پروا

اسکول کا کام بالکل رُک گیا ہے۔ مین بیمار ہون اور اب بے اثر بھی۔ اسکول

کا خدا مالک ہے۔

والسلام

شبلی نعمانی

اعظم گڈھ   ۱۶- فروری

(۶)

برادرم

مین جانتا ہون کہ تمھارا بار بار کا تقاضا جوش محبت کی وجہ سے ہے مگر کیا کرون۔ کیفیت یہ ہی کہ تبیعت دو چار گھنٹے بھی یکسان نہین رہتی۔ بلکہ دو چار مرتبہ بہت خراب حالت ہوگئی۔ اور خدا نخواستہ ایسی کیفیت کہین سفر مین پیش آگئی تو جان کا خطرہ ہی۔ اس لیے سفر کرنا ایسی حالت مین سخت مخدوش ہی۔ اگر تمھین تشخیص طبیعت کے لئے اسقدر اصرار ہی تو حکیم صاحب کو یہان بھیجدو۔ اور بہرحال بنارس کی ریل کھلنے کا تو انتظار کرنا ہی چاہیئے۔

والسلام

شبلی نعمانی۔   اعظم گڈھ

۲۲- مارچ ۱۸۹۸ء

(۷)

برادرم

واقعی میان حمید کے حالات کا انتظار تھا۔ تم نے اطلاع دی خوب کیا۔ انکو لکھو کہ وہان اون کلاسین ان سے متعلق ہین اور کون سبجکٹ ؟

تم نے عرضی دی یا نہین ؟

مین الفاروق کے چند اجزاء کانپور مطبع نامی مین چھپنے کے لئے دے آیا تین خط جاتے ہین۔ ایک بے ٹکٹ ہی۔ اسپر ٹکٹ لگاکر ڈاک مین دلوادینا۔

چند اوراق مطبوع ہین۔ انکو پیکٹ کرکے بیرنگ میر ولایت حسین صاحب کے نام بھیجدو۔ اور اوپر میرا نام لکھدینا۔

کلکٹر صاحب نے ایڈ کی درخواست خود بورڈ مین پیش کرکے منظوری اضافہ کرالی۔ لیکن ابھی تعداد نہین معین ہوئی۔

والسّلام

شبلی۔ ۲۲۔ جون ۱۸۹۰ء

(۸)

پانچ چھ دن سے طبیعت اچھی ہی۔ نواب محسن الملک میری عیادت کو یہان آئے اور میرے بنگلہ مین تین دن رہے۔ انکی آؤ بھگت مین مجھکو بہت چلنا پھرنا پڑا لیکن مین اسکی برداشت کرسکا۔

گرمی کی وجہ سے بدن مین طاقت معلوم ہوتی ہی تم آنے مین جلدی نہ کرو۔ میری اشد ضرور خواہش ہی کہ کوئی ماہر طبیب یا ڈاکٹر اعضائے رئیسہ کی تشخیص کرلیتا۔

شبلی۔ اعظم گڈھ

۱۸۹۸ء

ل۔ م۔ جعت مشمیرے حیدرآباد ی مین

(۹)

برادرم۔

آج کل مجھکو اس قدر کام کرنا پڑا کہ صحت مین بھی اسیقدر کر سکتا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب
نے مدت سے یہ کر رکھا تھا کہ اپنی تنخواہ بڑھاتے جاتے تھے۔ اور دوسرون کی زبان بندی
کے لئے اور مدرسین کی تنخواہین بھی بڑھاتے رہے۔ یہان تک کہ تین چار مدرسون کی تنخواہین
دوگنی سے بھی زیادہ کردین۔ اس پر یہ نا انصافی بھی کہ بعضون کی تنخواہین یک حبہ کبھی
نہین بڑہائی۔

اضافہ تنخواہ سے مدرسہ کا مستقل خرچ آمدنی سے بڑھگیا۔ اسکو وہ قرض وغیرہ سے
پورا کرتے رہے۔ اب جو الگ ہوئے تو پورا مارصہ، قرضہ چھوڑکر۔ اور وہ سب، ماہوار
کی کمی علاوہ۔

مین نے بڑی محنت وجانفشانی کے بعد جمع خرچ برابر کیا۔ اب بقایا کی فکر ہے
کیونکہ اسی وجہ سے تنخواہین رک گئین اور ایک عام واویلا ہے۔ اسکی دو تدبیرین
نکالی ہین۔ (۱) ممبرون سے بقایا چندہ وصول کرنا۔ (۲) غیر ممبرون سے ڈونیشن لینا
ابھی تک وصول کچھ نہین ہوا۔ آج فکر ہے کہ کسی مہاجن کے ہان سے قرضہ منگوا کر
تنخواہین ادا کردیجائین۔ پھر آمدنی سے قرضہ ادا کیا جائے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

شبلی
اعظمگڈھ

۲۲ جولائی سنہ ۹۹ء

(١٠)

برادرم

اسکول کے جمع خرچ مین بڑی ابتری ہی-ہر مہینے مین کمی پڑتی جاتی ہی اب ماحصلہ
کا تقاضا ہی جو تمھارے پاس درخواست کی صورت مین جائیگا-دریافت سے معلوم ہوا
کہ یہ ایک مسلسل سازش کا نتیجہ ہی-بہرحال تم تمام کاغذات اور سرکیولر سررشتہ تعلیم
اسکول سے منگوالو-اور دو باتون کو دیکھکے جمع خرچ برابر کردو-ٹائم ٹیبل کے لحاظ سے ایک
ماسٹر زائد ہی-بشرطیکہ ہر اُستاد کے ۵ گھنٹہ رکھے جائین-

تنخواہون مین جو اضافہ کیا ہی-اسکو مناسب طور پر گھٹا دیا جائے-مین نے یہان
اسکی تحقیقات شروع کردی ہی جس کے نتیجہ سے تمکو اطلاع دیجائے گی-تمھارے بھیجے ہوئے
ماسٹر کو افسوس کہ واپس جانا ہوگا-

شبلی- ۵-جولائی ۱۸۹۹ء

(١١)

برادرم-

اس قدر تکلیفین اٹھائی ہین کہ کچھ حد نہین-چار دن سے دن دن بھر چرچے
مکان پر بیکار رہتا ہون اور تمام دن بک بک مین گذرتی ہی-یہان تک کہ تپ چڑھنے
لگتی ہی-باوجود اسکے ابھی تک تنخواہون کا معقول بندوبست نہین ہوا-سادے
قرضہ کے لئے مین نے دو ماموں صاحب نے رقعہ بھیجا-انھون نے روپیہ دینے سے

انکل گیا - اب تنہا مجھ پر پڑی - ادھر ادھر سے قرض دام لیکر آج ماہ عت مدرسہ مین بھیجا۔ و تنخواہ ادا ہوئی - اتنی بات البتہ اچھی ہوئی کہ جمیع خرچ برابر کر دیا گیا - اور اب ماہ بماہ ادا ہوگی - اسکی رپورٹ تمھارے پاس جائے گی - اب اس رقم کی وصولی کی یہ شکل ہی کہ ممبرون سے بقایا چندہ وصول کیا جائے - یہان کے ممبرون کے ہان ہم لوگ جائین گے - میان حمید کو تم لکھو - انکے ہان شاید ۲۰-۲۵ روپے باقی ہین - تمھارے ذمہ بھی شاید للعہ باقی ہین - یہ سب رقمین آئین تو قرضہ ادا کیا جاے ادھر اسکول کی عمارت گرتی جاتی ہی - اسکا تمام بار تنہا میرے اوپر ہی -

افسوس ہی کہ برسات نکلنے نہین دیتی ورنہ مین ضرور آج کل یہان سے نکل جاتا ورنہ میری صحت کو خطرہ ہی -

کل خط مین لکھدیا ہی کہ رجب خان کی ضرورت نہین -

شبلی - ۱۴ جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۲)

برادرم -

ان پریشانیون نے بہت سی فکرین پیش نظر کر دین تعطیل کے ساتھ مکان پر آؤ تو بہت سے اہم امور پر غور کرنا ہی نیشنل اسکول کی ایڈ جنوری تک پھر ٹل گئی مشکل یہ ہی قحط و وبا کی وجہ سے فیس مین صہ ماہوار کی کمی آگئی جسکی وجہ سے تنخواہین کم کی گئین - ماسٹرون نے واویلا کی - اس لیے چندہ وزہ چندہ سب پر برقرار پایا - صہ ماہوار

تمھارے نام بھی لکھا گیا۔ یہ رقم فوراً بھیجدو، حامد کے ہر قسم کے مصارف بجز خوراک کے یہان سے جاتے ہین۔ اس تخفیف کی وجہ سے غالباً تمھارے بجٹ مین ۵۰ ؍ کی جگہ نکل آئے گی۔

والسّلام

شبلی۔ ۱۱۔ اگست ۱۹۰۹ء

(۱۳)

برادرم۔

کاغذات مطلوبہ جس قدر مل سکے کل بھیجے جا چکے۔ کام سب خیال مین ہین، لیکن مشکل یہ ہی کہ کوئی آدمی نہین ملتا۔ نصر اللہ نہین آئے۔ نہ اور کوئی آدمی کام کا نظر آتا۔ محمد علی کا حال معلوم ہی۔ والد بیحد محبت کرتے ہین لیکن آخر پیر ہو چکے۔ جو ہدایتین اس خط مین تم نے لکھی ہین ان کی کوشش ہوگی۔ اس قدر غنیمت ہی کہ بھائی سعید کو لاگ ہو گئی ہی۔

محمد علی سے والد لکھوائے ہین اس لئے کوتہی کرتے ہین کہ خرچ بڑھتا جاتا ہی، حامد کی نسبت تمام دنیا کے برخلاف میرا ہی خیال صحیح تھا۔ سب مفصل حالات عند الملاقات معلوم ہون گے۔

شفیع ماسٹر ہو گیا [illegible] لیکن جب لباس مین اسکو دیکھا وہ گیروا کرتہ اور گیروا تہمد تھا۔ اسنے فقر اختیار کیا اور صرف اسوجہ سے یہان آنے پر راضی ہوا کہ اسکے پیر نے اطاعت والدین پر مجبور کیا۔ وہ پھر جانے کے لیے مُصر ہی و [illegible]

نقشہ دیدہ نہیں وہ جو گیا نہ قالب مین جانا چاہتا ہی - اور اسمین کوئی بدکاری

نہین - صرف ڈھانچہ کی خرابی کا قصور ہی - اور اصل چیز میری خوبی قسمت

والسلام ۵ - مئی سنہ ۱۹۰۰ء شبلی - اعظم گڈھ

(۱۴)

مولوی عبد الرحمن ڈپٹی کلکٹر الہ آباد مین آئے یا نہین - آئے تو چندہ عمارت

کیون نہین طلب کیا جاتا -

ویز کی ہسٹری آف فلاسفی مین لکھا ہی کہ "اگر احیاء العلوم کا ترجمہ فرنچ مین

ہوچکا ہوتا تو ضرور یہ گمان کیا جاتا کہ دیکارٹ کا فلسفہ اخلاق غزالی سے ماخوذ ہی"

دوسری کسی کتاب مین (اسکا ذکر تم نے کیا تھا) ہی کہ کتاب مذکور کا ترجمہ فرنچ مین

ہوگیا تھا - ان دونون عبارتون کا ترجمہ لفظ بہ لفظ بھیجدو - بہت ضرورت ہی -

والسلام - شبلی -

اعظم گڈھ - ۸ - جون سنہ ۱۹۰۰ء

(۱۵)

برادرم -

پنڈت صاحب بوتراب نے جو میرے باغ مین مقیم ہین بنگلہ کے گرد مکانات

یعنی طبلہ خانہ وغیرہ بنوا دئے ہو وہ بناتے ہین اور مین شرمندہ ہوتا ہون -

ان کے پاس اور سب چیزین امیرانہ ہین - صرف گاڑی خراب ہی جسکی وجہ

معلوم نہین مین نے اپنی گاڑی کا ذکر کیا تو بولے کہ اگر آجاتی تو ساتھ ہوا خوری کا لطف ہوتا۔

مصارف متوقعہ کے لحاظ سے توقع نہین کہ تنہا مین گاڑی کے مصارف اُٹھا سکون۔ اس لیے اگر گاڑی آجاتی تو چند روز مین بھی مفت کی نشین بن جاتا۔ تم لکھتے ہو کہ ابھی اور درکار ہے۔ مین نے کل مارچہ بھیجے ہین۔ کیا یہ رقم اس پر مستزاد ہے اگر ہے تو بہت گران پڑی۔ بہر حال فوراً طیار کرا دو۔ روپیہ تم نے اخیر طیاری کے لیے طلب کیا تھا۔ وہ کہین سے مہیا کر کے بھیجدو۔

والسلام شبلی۔

۱۰ جون ۱۹۰۰ء اعظم گڈھ

(۱۶)

استقلال و متانت کی حد ہو گئی۔ والد کی حالت بیم و امید کی ہو چکی ہے۔ مایوسی کا پہلو غالب ہے۔ تمام اطراف کے آدمی روزانہ اُن کے دیکھنے کو آتے ہین۔ مستورات سب آئین۔ خود والد ہر وقت تمکو پوچھا کرتے ہین۔ اور تمھارا یہ حال کہ نہ کارڈ۔ نہ خط۔ نہ پوچھ نہ گچھ۔ مین نے خط پر خط لکھے جواب ندارد۔

تمسے پوچھا تھا کہ بنک سے کیونکر روپیہ وصول کیا جائے۔ اسکا بھی کچھ جواب نہین۔ بہت ضرورت ہے۔ فوراً مطلع کرو۔

والسلام

شبلی۔ اعظم گڈھ ۱۰ نومبر ۱۹۰۰ء

برادرم۔

مولوی مہدی علی کی سخت تقاضے آرہے ہین۔ چونکہ کانفرنس راسپور مین ہی
اس لئے میری شرکت پر انکو اصرار ہی۔

دسمبر مین معاملات کا طے ہونا ضروری تھا۔ اس لئے یہان سے ٹلنا گران ہی۔
بہرحال اگر مجبور کیا گیا تو معذور ہون۔ اگر خاص کوئی وجہ قیام پر مجبوری کی ہو تو لکھو
کر صاف جواب لکھ دون۔

دیوارہ مین اگر تقسیم کا انتظار کروگے تو اس سال کی تحصیل بھی غارت
جائے گی۔ میری دانست مین مناسب ہے کہ ابھی سے اپنا خاص کارندہ مقرر کردو
جو اس سال کے اپنے حصہ کی تحصیل کرے اور اسامی بٹ کے طور پر کاغذ بھی درست
کرتا رہے۔ باقی علاقجات۔ کادن پٹی۔ جگدیس پور۔ ڈبکی۔ بلریا وغیرہ ٹھیکہ دیدینا
چاہیئے۔ مصارف سیر۔ مشاہرہ ملازمان۔ خرچ مقدمات۔ خرچ ڈیوڑھی بندول
کا ایک موازنہ بناکر مجھکو بھیجدو تاکہ ماہ بماہ اسکے مہیا کرنے کا بندوبست کرسکون۔

والسلام۔ شبلی۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء اعظمگڈھ۔

(۱۸)

یہان کے حالات سنو۔ سیر کا خرچ کل غلام محمد قرضہ سے کر رہا ہی۔ سو سے زائد
ہوچکا۔ نوکرون کی تنخواہ مبلغ للعہ مین نے کل اپنے وظیفہ سے تقسیم کی۔ صہ کلندر

کی قیمت کے مولوی عمر کو ادا کیئے۔ مظفر کی تعلیم کیلئے مین نے اُن مولوی صاحب کو جو میرے ہان پہلے لکھتے تھے مقرر کیا، انکی تنخواہ عہ دیدی گئی۔

مقدمہ مین اسم نویسی گواہان کا خرچ تو تھا ہی۔ آج تحصیلدار صاحب کا آدمی پہونچا کہ شیخ صاحب[1] پر بابت سال گذشتہ عسہ ٹکس تھا۔ وہ فوراً ادا ہونا چاہیئے مین نے تمھارے آنے تک مہلت طلب کی۔ کہلا بھیجا کہ ۳۰ کو سال تمام کا حساب بند ہوگا اس لئے نہین مل سکتا۔ یہ رقم کہان سے دیجائے بذریعہ تار کے مطلع کرو۔

بھورو کا مقدمہ جو لڑ رہا ہے۔ اسمین حکام دورہ مین ہین۔ مختار یہان سے جاتے ہین اور عہ فی پیشی لیتے ہین۔ کئی پیشیان ہوچکین یہ تمام فضول مصارف دیوارہ سلیئے جاتے ہین۔ دیوارہ کا حساب مین نے درست کرایا ہے۔ اسی قسم کے مصارف سے زیربار ہے۔ آؤ تو دیوارہ کو فوراً خاص تحصیل کرو۔ اور مقدمات کا سلسلہ گھٹاؤ چھوٹے چچا بھی نالان ہین کہ مقدمات کی وجہ سے وہان کچھ نہین بچتا۔ گاؤن پٹی کی تحصیل مع وھان ماموں سلیم صاحب اپنے قرضہ مین لیتے ہین۔ تین سو قرضہ والد پر کئی برس کا ہے۔

جس قدر ممکن ہو جلد آؤ۔ افکار کا ایک گھنگور بادل چھایا ہے دیکھیئے کیونکر چھٹتا ہے۔

والسّلام

شبلی۔ اعظم گڈھ

۲۰ دسمبر ۱۹۰۰ء

[1] یعنی مولانا کے والد

برادرم۔

مین نے تمسے مسودہ مختار نامہ ہر دو دستاویز یعنی جمود ر چھاؤنی مانگا۔ تمنے ابتک نہیں بھیجا۔ جلد بھیجو کہ تکمیل کرا کے بھیجدون۔

مجھکو جو کچھ دیتے ہین اسمین اسوقت مجھکو ۴۲۵ روپے ماہوار ملین گے۔ لیکن مین نے اس سے انکار کیا۔ چونکہ نواب مدار المہام اس سے زیادہ کے مجاز نہین ہین۔ اس لیئے حضور مین بڑے زور کے ساتھ تحریری سفارش بھیجی ہی۔ اسکا جواب نہین آیا۔ اور بہت کم توقع ہی کہ آئے۔ حضور اور مدار المہام کی ناچاقی بڑھتی جاتی ہی۔ آجکل سخت واقعہ پیش آیا کہ سید علی حسن (مولوی مہدی کے بھائی) جو مدار المہام بہادر کے سب سے بڑے رکن تھے۔ ان کو دفعۃً حضور نے موقوف کر دیا۔ ان کے ساتھ ایک انگریز کو بھی۔ حیدرآباد مین اسوقت ایک زلزلہ پیدا ہو گیا ہی۔ تمام لوگ کانپ اٹھے ہین خصوصاً ہندوستانی خاص مورد عتاب ہین۔

اب میرا ارادہ سنو۔

مین نے یہ عزم کر لیا ہی کہ کوئی معقول بات نکل آئے تو میر ورنہ دنیاوی خواہشون سے صاف دست بردار ہوتا ہون۔ سو روپے مین [illegible] عالیہ۔ اسکول وغیرہ کے چندے بھی نکل جائین گے۔ باقی جسقدر بچے گا اس سے غریبانہ زندگی خاصی بسر ہو سکتی ہی۔ لکھنؤ یا علی گڑھ مین بسر ہوگا۔ اور ندوہ یا کالج کا مشغلہ تنہائی

اور بے تعلقی میں انشاء اللہ قوم کی خدمت اچھی طرح بن آئے گی کالج تو میری مدد کا محتاج نہیں۔ لیکن ندوہ کام کرنے کی جگہ ہے اور بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔

یہ ارادہ اگرچہ کسی کی مخالفت یا موافقت سے بدل نہیں سکتا تاہم تم اپنی رائے لکھو۔

والسلام
شبلی

۱۷ اپریل ۱۹۰۱ء حیدرآباد۔

(۲۰)

علالت بڑھتے بڑھتے یہ نوبت پہونچی کہ بدن میں خون نہیں رہا۔ بالکل سپید ہو گیا ہوں۔ گھر کا ارادہ تھا کہ تمھارا تار پہونچا مجبوراً وقارآباد چلا آیا۔ یہ مقام حیدرآباد کا گویا شملہ ہے یہاں آکر ایک ٹانگ میں درد پیدا ہو گیا جس سے سخت تکلیف ہے اور بہت بڑھ گیا ہے۔ دن میں بارہ بارہ دفعہ پیشاب آتا ہے اور مقدار زائد ہوتی ہے۔

شبلی۔ ۲۲ جون ۱۹۰۲ء وقارآباد۔

(۲۱)

برادرم۔

استانی بھوپال گئیں یا وہیں ہیں۔

اب کے ندوہ کا جلسہ دلی میں ایسٹر کی تعطیلوں میں ہوگا۔ میں نے بورڈنگ کا ایک کمرہ تمھارے نام سے لکھ دیا ہے۔ یادگار مرحومہ یہ رقم جلسہ میں پیش ہونی چاہیے کیونکہ اب بورڈنگ کی تعمیر بھی شروع ہو جائے گی۔ مدرسہ جلد جلد تعمیر ہو رہا ہے۔

میان حمید دو ملی تھا کہ کچھ ممبری کے ٹکٹ فروخت کردین صدرے نجاست

تم نے کسی قومی کام کا ذکر کیا تھا کہ تم نے الہ آباد مین شروع کیا ہی، وہ کیا ہی،

مسلمان زیادتی تعداد ممبری پرست ہو چکے۔ لیکن کرتے کیا ہین؟ ایک گو کھلے

نوشتہ و عملے محمد۔۔ بلکہ عزیز مرزا اور آفتاب پر بھاری ہی۔

شبلی۔ ۱۴- فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(۲۲)

برادرم۔

خوشی محمد[1] خان وہان کے گورنر ہین ان کو خط لکھکر مفوف کر دیا ہی۔ لیکن میرے

اصلی دوست اور عنایت فرما اور مرید خاص اور کارکن مرزا غلام مصطفٰے ہین۔ وہ رئیس شہر

ہین لیکن آجکل وہان کسی علاقہ کے حاکم ہین۔ ان کو علیحدہ خط لکھا ہی کہ انکی غیبت

مین کیونکر انتظام ہو سکتا ہی۔ وہ ہر طرح کی مدد دین گے۔ ان کا خط جلد آئیگا، اسوقت

مین تم کو مطلع کرون گا۔

نذیر احمد بی اے میرے شاگرد خاص وہان سب جج ہین۔ بہر حال دو ہفتہ کے

اندر تمام امور کے متعلق مین تمکو مطمئن کرسکون گا۔

شبلی۔ ۱۳- جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

بمبئی۔ نیو ناگپاڑہ، روڈ،

---

[1] چودھری خوش محمد خان ناظر گورنر کشمیر مولانا کے شاگرد علی گڑھ کے طالب العلم

(۲۳)

برادرم -

بھائی ڈاکٹر وغیرہ اور ان کا علاج محض فضول اور صرف شاعری ہے۔ مین علاج تو ہرگز نہین کرونگا۔

تبدیل آب وہوا بے شک مفید ہے۔ یہان قاعدہ ہے کہ حضور جب کسی کا منصب مقرر کرتے ہین تو نذر گذرانی پڑتی ہے۔ عمادالملک نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ رسم ادا کرکے جانا ہوگا۔ حضور اجمیر گئے ہین۔ محرم کے عشرہ سے پہلے غالبا باریابی کا موقع نہین مل سکتا۔ اس لیے مجبوری ہے۔ مہینہ دو مہینہ رہکر بمبئی جاؤن گا۔

شبلی - حیدرآباد - ۷ - نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۴)

برادرم -

سب سے بہتر میری زندگی کا خاتمہ اعظم گڈہ کا قیام ہے۔ آب وہوا بالکل موافق۔ بنگلہ حسب خواہش۔ سکون وخاموشی۔ بنگلہ کو پھر مرتب کرلونگا۔ تصنیف کا کام نہایت اطمینان سے ہوگا۔ اسٹاف ساتھ ہوگا۔

لیکن خدا کے لیے متصل بنگلہ دو، دو - کنو عبدالکریم نے دائمی قبضہ کرلیا ہے۔ میرے دو ارادتمند شاگرد ہین۔ اس لئے خود ان کو لکھ نہین سکتا۔ حامد سے یا کسی اور طریقے سے ان کو نوٹس ایک مہینہ کا دلوادیا جائے کہ وہ کوئی اور بندوبست کرلین۔

وہان ایک سکول کا بھی تذکرہ مشغلہ ہی غرض ہر طرح موزون ہی بنگلہ ملنا چاہیئے

شبلی۔ کاچی گوڑہ۔ حیدرآباد۔ ۷۔ نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۵)

برادرم۔

سلام مسنون۔ شور و غل فی نفسہ بیہودہ چیز ہی لیکن اسکو کیا کیا جائے کہ کوئی کام دُنیا مین بے اسکے نہین چلتا۔ انبیا اور رفارمر دونون کی نظیرین دیکھ لو۔ علی گڈھ کالج صرف شور و غل سے قائم ہوا اور اب تک اسی پر قائم ہی۔

تم نے کانفرنس تسلیم تو کر لی لیکن اسکے لیے ایک عمدہ پراسپکٹس انگریزی اور اُردو مین چھپوا کر تمام برادری کے معزز ملازمین سرکار اور رؤسائے دیہات کے پاس بھیجنا ضرور ہی۔ بڑی ضرورت یہ ہی کہ وکلا، منصف۔ عہدہ دار جو اچھی حالت رکھتے ہین وہ برادری کی تعلیم پر متوجہ ہون۔ اب تک یہ گروہ محض بے پرواہی۔ نیشنل اسکول نے بھی ان لوگون کو خبر ہی نہین۔ تم پرائیوٹ خطوط لکھکر اصرار اور تقاضا ان لوگون کو توجہ کرو۔ مثلاً مولوی عبدالحمید سرحدی۔ مولوی عبدالحلیم منصف۔ میان جی وغیرہ وغیرہ ان لوگون پر تمھارا ہی اثر پڑ سکتا ہی میرا کہنا تو ان لوگون کے لیے بھی ایک معمولی عام صدا ہوگی،

کانفرنس کا مقام اعظم گڈھ نہین ہوگا نیشنل اسکول یا بنگلہ مین۔ اور اگر سرائے میر مین ہوا تو عامی مذاق غالب رہے گا،

میرے لیے یہ مشکل ہو رہی ہے کہ دونوں کا سخت تقاضا ہے۔ وعدہ بھی کرچکا ہوں

تاہم زیادہ بلکہ قطعاً یہی ارادہ ہے کہ اعظم گڈھ ہی آؤں۔

اعظم گڈھ کانفرنس میں حکام کو بھی مدعو کیا جاسکتا ہے۔ بورڈنگ کو اگر وسعت دیجائے تو گورکھپور اور جونپور تک سے لڑکے آسکتے ہیں۔ غرض ایک نہایت وسیع پیمانہ خیال میں ہے۔

افسوس ہے قبل از وقت معذور سا ہوگیا ہوں۔ ۲۴ گھنٹہ میں صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ کام کرسکتا ہوں۔ یہ غنیمت وقت صرف سیرت پر صرف کرسکتا ہوں مصرع

عمر تھوڑی حسرتیں دل میں بہت

میاں حمید کو بھی یہ خط دکھاؤ اور کانفرنس کا اعلان و پروگرام دونوں صاحب ملکر لکھو اور چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کے پاس بھیجو اور تقسیم کرو۔

شبلی

۔۔ دسمبر ۵۱۳ حیدرآباد۔

(۳۶)

برادرم۔

قابل غور یہ مسئلہ ہے کہ نیشنل سکول کو ہائی اسکول بنانا چاہیے یا ایک بورڈنگ قائم کرنا چاہیے۔ اسکول ہر شہر میں سرکاری یا مشن موجود ہوتے ہیں اور ان کے برابر

لہ [illegible]

اشاعت کا اسکول بنانا آسان نہین ہو اور بہت قوت اور محنت صرف کرنی پڑتی ہو۔ اب تجربہ کار لوگ اسکو تسلیم کرتے جاتے ہین کہ اسلامی بورڈنگ بنانا زیادہ مفید ہو جسمین اخلاقی اور مذہبی تربیت ہو، باقی تعلیم تو کسی اسکول مین حاصل کرینگے۔ اگر یہ رائے صحیح ہو تو نیشنل کی عمارت کے قریب بورڈنگ کی بنیاد ڈالنا چاہیے جس کو رفتہ رفتہ بہت ترقی دی جا سکتی ہو۔ بورڈنگ کی وجہ سے بہت زیادہ بچے تعلیم حاصل کر سکین گے۔ اور کفایت شعاری کے ساتھ۔

اگر میرا قیام اعظم گڈھ مین ہوا تو ایک وکٹوریا فٹن کی بھی ضرورت ہوگی اس لئے اسطرف بھی خیال مائل رکھنا گاڑی یا گھوڑا جو موقع سے ہات آجائے چھوڑنا نہین چاہئے۔

مولوی محمد حمد صاحب اور تسیح سال بھر تین پنشن لے لینگے۔ یہ لوگ بورڈنگ یا مدرسے کے قیام و ترقی کے متعلق اپنا کافی وقت دے سکین گے اور ان پر برادری کو اعتماد بھی ہو۔

ایک ماماہیان رکھ لی ہے۔ روزمرہ کے تمام کھانے اچھا پکاتی ہو۔ ساتھ تو نہین لاتا۔ لیکن ضرورت ہوئی تو بلا لون گا۔

شبلی۔ حیدرآباد

۱۔ دسمبر ۱۹۱۳ء

مولوی حکیم محمد عمر صاحب کے نام

(۱)

برادر مکرم ما۔ فخر ما۔ مقتدائے ما۔

اسوقت مجھ سے نہ میری طبیعت کا حال پوچھیے۔ نہ کوئی اور واقعہ۔ آپ سُنیے اور میں دل سے اُٹھتے ہوے جوش سے ایک تازہ کیفیت سناؤں۔ یوں تو مدرسۃ العلوم کے قواعد میں داخل ہی کہ لڑکے مغرب کی نماز جماعت سے پڑھیں۔ مگر ان دنوں ہوا کا رُخ ہی بدل گیا ہی۔ لڑکوں نے خود ایک مجلس قائم کی ہی جس کو وہ انجمن الصلوٰۃ کہتے ہیں ایک بی۔ اے سکرٹری ہی اور بہت سے تعلیم یافتہ اس کے ممبر ہیں۔ چار بجے صبح کے بعد ایک نوجوان انگریزی خوان لوگوں کو اس پُراثر فقرے سے چونکا دیتا ہی اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ پانچوں وقت کی نمازیں بجماعت ہوتی ہیں۔ اور لطف یہ کہ محض اپنی خواہش سے بیرونی دباؤ کا نام بھی نہیں۔

مغرب کی نماز! سبحان اللہ! کیا شان و شوکت ہوتی ہی کہ بس دل بچھا پڑتا ہی۔ خود سید صاحب بھی شریک نماز ہوتے ہیں اور چونکہ وہ قائل بالحدیث ہیں آمین زور سے کہتے ہیں۔ آمین کی گونج مذہبی جوش کی رگ میں خون بڑھا دیتی ہی میں

لے مولانا کے رفیق و ہم صحبت۔ [illegible] کے دوست [illegible] میں مختلف دفتروں میں اور [illegible]
منصب [illegible]

کبھی کبھی اسلام پر لکچر دیتا ہون۔ مسجد بننے کی تیاری ہی۔ سید محمود صاحب کی سرگرمی نے
اس کے پیمانہ تعمیر کو نہایت وسیع کردیا ہی۔ وہ مہتمم خاص ہین اور تین ہزار چندہ خود دینگے
مین نے بھی نشت دیے ہین۔ سید محمود صاحب خود ہاتھ مین پھاوڑا لین گے اور مسجد کی
نیو کھودین گے۔ لاگت کا تخمینہ ساٹھ ستر ہزار روپیہ ہی۔

مجھکو اس بات کا فخر حاصل ہی کہ اس نئی زندگی کے پیدا ہونے مین میرا بھی حصہ
ہی اور اس جوش مذہبی کا برانگیختہ کرنا میری قسمت مین بھی تھا۔ مین اس جوش مسرت
مین اور بھی لکھتا۔ مگر مجھکو میرے بھائی خصوصاً میان اسحٰق و عثمان یاد آگئے اور میرا سارا
جوش اسطرح ٹھنڈا ہوگیا جس طرح طاؤس کا اپنے پاؤن دیکھنے سے۔

ان عزیزون نے ترقی ولیاقت کا طرۂ فخر صرف لامذہبی کو سمجھا ہی حالانکہ لیاقت
بھی کچھ دنیا سے نرالی نہین۔ خیر خدا توفیق دے۔ میرا یہ خط اور احباب کو بھی دکھلائیگا۔

والسّلام

شبلی۔ ۲۔ مارچ سنہ ۱۸۸۶ع

(۲)

جناب من۔

آپ جانتے ہین کہ کس مجبوری پر مین خط لکھا کرتا ہون اسکا خیال رکھیے اور
جو کچھ لکھتا ہون اسکی تعمیل فرمائیے گا۔

امام ابوحنیفہ کی سوانح عمری کا پہلا حصہ جو قریباً ۱۴۰ صفحون مین ختم ہو گیا۔ اس

بے شبہ مومن صاحب کو چند روز کے لیے ہرج ہوگا مگر میری طرف سے عرض کیجیے کہ اسکو گوارا فرمائیں مارچ تک انشاء اللہ کتابیں فارغ ہو جائیں گی۔ اُسی مہینہ میں میں قسطنطنیہ روانہ ہو جاؤں گا جس کے تمام سامان ہو گئے ہیں۔ اور اس وقت تک باقی بھی ہو جائیں گے۔ وہاں سے آکر الفاروق شروع کر دوں گا۔

شبلی

۲۷۔ نومبر ۱۸۹۰ء

(۳)

جناب من۔

عنایت نامہ پہنچا۔ واقعی آپ کو جس قدر تردد اور رنج ہو تعجب نہیں۔ لیکن آپکے اس فقرے کو پڑھکر تعجب ہوا:

"چند امور ضروری سمجھے جسکی اطلاع آپ کو دینی ضرور تھی مگر میں کچھ نہیں کر سکتا اور نہ مجھ سے ہو سکتا ہے"

اور دوں کے جرم میں مجھکو ماخوذ کرنا کیا معنے؟ آپ میرے لیے کیا کرنا چاہتے تھے اور اب کس جرم کی سزا میں نہیں کر سکتے؟ آپ جیسے محب صادق سے یہ طرز تحریر عجیب ہے۔ تو میری یہ حالت ہے کہ بجز قومی کاموں کے ذاتی معاملات میں کسی کا ایسا احسان

---

۵ ایک ذاتی معاملہ کی نسبت ہے۔

نہیں لینا چاہتا۔ آج میں نے چچا کو ایک خط لکھا ہے جسمیں اس واقعہ پر ملال ظاہر کیا ہے اور شیخ عبدالرحمن صاحب کو بھی ملامت کی ہے۔ والتسلیم

شبلی نعمانی

۱۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

مولوی محمد سمیع[1] صاحب کے نام

(۲)

عزیزمن سلمہ

تمھارے چند خطوط آپہونچے۔ خط لکھنا کوئی بڑا کام نہیں اور جب ایسے خفیف امور میں بے اعتنائی دیکھی جاتی ہے تو رنج پیدا ہوتا ہے۔ خیر آئندہ سے عنایت رہے۔ مدرسہ[2] کی رپورٹ جو آئی ہے وہ بالکل ناقص۔ آجتک یہ معلوم نہیں ہوا کہ لڑکوں نے کس قدر کس علم کو پڑھ لیا۔ ہاں محمد شریف پر جو جرمانہ ہوا وہ ضرور وصول ہو ورنہ اسکو مدرسہ میں

---

[1] مولانا کے ایک عزیز اور اجتبائی شاگرد ہیں مولانا نے اسی زمانہ میں مجلس موازنۂ قومی قائم کیا تھا جسکا مقصد یہ تھا کہ [illegible] مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کا موازنہ پیش کرے مولوی محمد سمیع اسکے سکریٹری تھے [illegible] ان کو نہایت محبت تھی بڑا مشفق تھا [illegible] وہ جونپور کی کچہری میں [illegible]

[2] علی گڑھ [illegible] کے بعد [illegible] مولوی [illegible]

[3] [illegible] مدرسہ کے متعلق [illegible]

نے کی اجازت نہو۔ مکرمی جناب مولوی محمد عمر صاحب کی خدمت مین میری یہ عرض
پیش کردینا۔ اور شفیع ندوی و فخر الدین پوری کی فیس اگر وصول نہ ہوئی ہو تو وہ ہرگز ہرگز
ین نہ جانے پاوے۔ مولوی صاحب موصوف کی اجازت لیکر تم ماسٹر سے کہدو کہ وہ ہرگز
ن لڑکون کو تنبیہ ین۔ مدرسہ ہی معبہ نہین ہی

مجھکو تو آجکل تاریخ بنی العباس کی پڑی ہی۔ یہان آکر میرے تمام خیالات مضبوط
ہوگئے۔ معلوم ہوا کہ انگریزی خوان فرقہ نہایت مہمل فرقہ ہی، مذہب کو جانے دو، خیالات
ی وسعت، سچی آزادی، بلند ہمتی، ترقی کا جوش برائے نام نہین یہان ان چیزون کا ذکر
ک نہین آتا۔ بس خالی کوٹ پتلون کی نمائش گاہ ہی، ہمارے شہر کے نوخیز لڑکے مجھ کو
بی اے کی نسبت یہ خیال دلاتے تھے کہ وہ مذہبی باتون کو تمامتر ضعیف ثابت کردینگے
لاحول ولا۔ وہ غریب تو زمین کی حرکت بھی سمجھ نہین سکتے۔ سید صاحب نے اکثر مجھسے
ہا کہ ہندوستان کے تمام انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانون مین ایک بھی ایسا نہین جو
کسی مجمع مین کچھ کہہ سکے یا لکھ سکے۔ صرف تین شخصون کو مستثنی کرتے تھے وہ فرماتے ہین
کہ انگریزی ان کے دماغون مین کچھ تبدیلی نہین پیدا کرتی۔ غزل پھر کبھی بھیجون گا[1]۔ ذرا
بے ندا خطوط جلد بھیجو[2]

---

[1] سب سے پہلے مولانا کا خیال دولت عباسیہ کی تاریخ لکھنی تھی آخر گھٹکر وہ المامون کی شکل مین رہ گئی۔

[2] مولانا مذاق شاعری کا پتہ جانے کے بعد بھی باقی رہا آخر صحیح امید سے وہ قومی و تاریخی شاعری کی طرف منتقل ہو گیا۔

غزل

تیرِ قاتل کا یہ احسان رہ گیا
جائے دل سینہ مین پیکان گیا

کی ذرا دستِ جنون نے کوتہی
چاک آکر تا بدامان رہ گیا

دو قدم چلکر ترے وحشی کے ساتھ
جادۂ راہِ بیابان رہ گیا

قتل ہوکر بھی سبکدوشی کہان
تیغ کا گردن پہ احسان رہ گیا

ہم تو پہنچے بزمِ جانان تک مگر
شکوۂ بیدادِ دربان رہ گیا

کیا قیامت ہی کہ کوئے یار سے
ہم تو نکلے اور ارمان رہ گیا

دوسرون پر کیا کھلے رازِ دہن
جبکہ خود صانع سے پنہان رہ گیا

جذبۂ دل کا ذرا دیکھو اثر
تیر نکلا بھی تو پیکان رہ گیا

جامۂ ہستی بھی اب تن پر نہین
دیکھ وحشی تیرا عریان رہ گیا

ضعف مرنے بھی نہین دیتا مجھے
مین اجل سے بھی تو پنہان رہ گیا

اے جنون تجھ سے سمجھ لونگا اگر
ایک بھی تارِ گریبان رہ گیا

حسن چمکا یار کا اب آفتاب
اک چراغِ زیرِ دامان رہ گیا

لوگ پہونچے منزلِ مقصود تک
مین جرس کی طرح نالان رہ گیا

بزم مین ہر سادہ رو تیرے حضور
صورتِ آئینہ حیران رہ گیا

یاد رکھنا دوستو اس بزم مین
آکے شبلی بھی غزلخوان رہ گیا

کچھ اور شعر تھے مگر یاد نہ آئے مجبوری تھی پھر کبھی لکھ بھیجون گا۔
شبلی۔ ۱ ستمبر ۱۸۸۳ء[۵]

۵۔ خط پر تاریخ نہین ہی خط کے قرائن سے زمانہ متعین کیا گیا ہی

دوستو ندیدین یہ لعل و گہر تھوڑے سے — اشک خون تھوڑے سے اور لخت جگر تھوڑے سے

جان من -

عام قاعدہ کی بات ہو کہ جب کوئی اپنا عزیز کہین باہر ہوتا ہو تو احباب کو اس عزیز کے یاد آنیکے ساتھ ضرور یہ خیال ہوتا ہو کہ کس مکان مین ہوگا کیسے بسر ہوتی ہوگی کیا شغل ہوگا دوست احباب کیسے ہون گے۔ بھائی یہ خیال تمھین ہو یا نہو مگر مین تمھاری طرف سے فرض کرکے اپنی طریق معاشرت کا خاکہ کھینچتا ہون اور امید کرتا ہون کہ تم عبارت کی رنگینی اور شان و شوکت کی تلاش تھوڑی دیر کے لیے چھوڑو گے اور سادے فقرون پر قناعت کروگے۔ مین جس مکان مین رہتا ہون شہر کے کنارے پر ہو یہ مکان ایک مختصر سا مگر خوش قطع مکان ہو دکھن کی طرف ایک خوشنما محرابدار چھوٹا سا دالان ہو اسی مین خاص مین رہتا ہون ایک جانب پلنگ ہو اور زمین پر صاف اور پاکیزہ چاندنی کا فرش کھچا ہوا ہو صدر مقام کے دائین جانب لڑکی جانماز اور سامنے ایک رنگین اور ہلکا سا قرآن رکھا ہوا ہو دیوار مین لیمپ جڑا گیا ہو جو شب کو دیر تک روشن رہتا ہو اسی دالان کے متصل ایک جانب ایک حجرہ ہے جسمین مولوی عبدالغفور صاحب تشریف رکھتے ہین اسی دالان کے مقابل دوسری جانب ایک گول کمرہ ہو جو عزیزی اسحق کی سکونت کی جگھ ہو اور جو کرسیون اور میز سے آراستہ ہو کمرے کے متصل جو حجرہ ہو وہ عزیزی محمد عثمان کے رہنے کی جگھ ہو۔

میرے مکان سے متصل خواجہ محمد یوسف کا مکان ہے اور وہ ہین ایک شخص مشہور جو سارے شہر کے اُستاد اور واقعی سخن سنج اُردو ہین رہتے ہین مجھ سے اکثر ملتے ہین اور قلیں تخلص کرتے ہین خواجہ محمد یوسف سے لطف کی ملاقات ہوتی ہے،

مولوی سمیع اللہ خان سے بھی ملتا رہتا ہون اور بفضلہ عمدہ طور سے ملتے ہین میر اکبر حسین صاحب منصف سے تو خوب چھنتی ہے میرے فارسی اشعار بھی اُنھون نے سنے اور داد دی مدرسہ کے لڑکے بھی میری جماعت کے مہذب و سخن فہم ہین۔

افسوس کہ میرے قصیدہ کی متعدد کاپیان نہین ایک پرچہ جو میرے پاس تھا وہ اسقدر سارے مدرسہ مین ہفتون تک دست بدست پھرا کیا کہ ڈل ڈل کر پرزے پرزے ہو گیا اگرچہ بہت لوگون نے اسکی نقلین بھی کرلین مگر چھپا ہوتا تو خوب ہوتا۔

مرثیہ جو تم بھی دیکھ چکے ہوگے جن لوگون نے اسکی فارسی دیکھی ہے ازبس پسند فرمائی ہے میر اکبر حسین صاحب بھی ان مین داخل ہین،

یہان ایک شخص عبد الحمید نامی اہلمد محکمہ کلکٹری ہین یہ صاحب دیوان ہین اور کتابون کے بڑے شائق بہت سا حصہ انکی تنخواہ کا کتابون مین صرف ہوتا ہے انکو دعوی تھا کہ کوئی دیوان وغیرہ فارسی کا ایسا نہین جو چھپا ہو اور میرے پاس نہ ہو مین نے ان کو بہت سی کتابین لکھوا دی ہین اور وہ بہت جلد انکو منگوانا چاہتے ہین یہ خوب آدمی ہین ان کے ذریعے سے کتابین دیکھنے کو خوب ملتی ہین یہ بیچارے خرید کر کتابین بھیجدیا کرتے ہین۔

عثمان وغیرہ دونوں انگریزی پڑھتے ہیں، مگر عجیب بات ہے، میر اسحٰق فارسی میں بھی
سب سے فائق رہتا ہے، اور مضامین اشعار سب سے بہتر سمجھتا ہے، مرا ہاتھی پھر بھی لاکھ
ٹکے کا، ممکن ہے کہ سلمان ساوجی وطالب آملی دیکھنے کو مجھے مل جائے خیر اچھی گذرتی ہے، ارے
میاں تمنے نہیں، مصرع

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

سب لوگ بخیریت ہیں اور سلام کہتے ہیں،
بارے تمکو تاریخ فرزند کا مادہ پسند آیا، حمید کا خط آدھا تمھارا ابھی تو تھا جناب حافظ
حبیب اللہ خان صاحب کی خدمت میں نیاز اور دست بستہ سلام، اتنی دور سے اور کیا
ہو سکتا ہے، حضرت حافظ حسن علی صاحب اور قبلہ وکعبہ منشی خدا بخش صاحب مولوی
حمد اللہ صاحب کو تسلیم۔ لو بھول گیا میاں حسن رضا کو سلام شوق، بھائی مرزا کو
بھی، اب اور احباب کے کس خدمت کے قابل ہوں، خالی خولی سلام ہی سہی، [1]
لو تم سے بھی رخصت ہوتا ہوں خط مجبوراً بیرنگ ہے، معاف کرنا،

والسلام

تمھارا نیاز مند

شبلی نعمانی ۲۸۔ اپریل ۱۸۸۰ء [2]

---

[1] یہ سب مولانا کے زمانۂ طالب العلمی کے احباب ہیں،

[2] اس خط پر سنہ مرقوم نہیں، قرینہ سے زمانہ متعین کیا گیا ہے،

(۳)

عزیز من۔

تمھارا خط پہونچا، مین نے ابھی ایک خط تمکو لکھا ہی جسمین ایک غزل بھی درج ہی، غالبًا تمکو ہنوز وہ خط نہین ملا ورنہ تم کو طلب عفو کی ضرورت نہ ہوتی۔ جو امور تم نے لکھے تھے انکی نسبت جداگانہ قواعد پریسیڈنٹ اور چیرمین کے ملاحظہ کیلئے مرسل ہوے ہان فیس داخلہ کی نسبت مین نے نہین لکھا، اسمین چند مصلحتین ہین (۱) گریس[1] بابو کو ناراض کرنا منظور نہین۔ ہمارے مدرسہ کے لڑکے اوپر کی صف مین جب آئین گے تو شاید مشن[2] مین بھرتے ہون گے۔ (۲) ابھی مدرسہ کی یہ حالت نہین کہ دوسرے مدرسون سے چشمک رکھی جاے، خدانخواستہ کوئی امر ہو جائے تو لوگون کو تضحیک کا موقع ہوگا کہ دو دن کے لیے انھون نے بھی مدرسہ کھولا تھا۔ ہان خدا وہ دن لائے کہ مدرسہ ایک مستقل حالت مین ہو پھر لڑکون کی کیا کمی ہوگی، ادمان پرشاد کی نسبت جو لفظ تم نے لکھے ہین انکی تشریح درکار ہی اور روزبہ سے غالبًا تمھاری مراد میان ممتاز الدین سے ہوگی بتصریح لکھو۔

مین تعطیل سے پہلے کیونکر آسکتا ہون دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کی ۲۱ تاریخ سے تعطیل ہوگی اور اسی وقت انشاء اللہ روانہ بھی ہونگا۔ جہان تک ممکن ہو قوم کے معزز لوگون مین مدرسہ کی وقعت اور اسکی ضرورت کا تذکرہ کرنا چاہیے اور ان کو شرکت پر آمادہ کرنا چاہیے۔ اگرچہ اہل ہمت مدد نہ دین تو مدرسہ ایک مستقل حالت مین

[1] فیس سے وہ کچھ بھی باہرون سے لی ہین [2] مشن اسکول اعظم گڈھ سے مراد ہے

ہو سکتا ہے، مین نے خوب تحقیق سے معلوم کیا ہے کہ انٹرنس پاس چوتھی یا تیسری جماعت کو بھی انگلش معقول طریقہ سے اچھی طرح نہین پڑھا سکتا پس موجودہ حالت سے کیا تسکین ہو سکتی ہے جو لڑکے مدرسہ مین نئے داخل ہون انکا نام و نسب مجھکو ضرور لکھا کرو اور یہ بھی لکھو کہ انکی فیس بھی داخل ہوتی ہے یا نہین،

مین جس حالت مین ہون اچھا ہون، سید صاحب نے اپنے کتبخانہ کی نسبت عام اجازت مجھکو دی ہے اور اس وجہ سے مجھکو کتب بینی کا بہت عمدہ موقع حاصل ہے۔ سید صاحب کے پاس تاریخ و جغرافیہ عرب کی چند ایسی کتابین ہین، جنکو حقیقت مین کیا بڑے بڑے لوگ نہین جانتے ہون گے، اگر یہ سب کتابین جرمنی مین طبع ہوئی ہین مصر کے لوگون کو بھی نصیب نہین ہوئین، گبن صاحب کی تاریخ جس کا ترجمہ سید صاحب نے چھ سو روپیہ کے صرف سے کرایا ہے، میرے مطالعہ مین ہے، اور کیا لکھون،

شبلی نعمانی۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۸۳ء۔ علی گڈھ۔

(۴)

عزیزی محمد اسحٰق سلمہ

جدائی پر تعجب تو کچھ نہین تمھارا خط ہفتہ مین ایک ضرور آنا چاہیئے، اسکی عزیزی مہدی کی خواہش تھی کہ راجندر کی تاریخ وفات لکھی جائے، اس خط مین

سنہ ۔۔ ۔۔ مسٹر مہدی حسن مرحوم بی اے بیرسٹرایٹ لا مرحوم نے عالم شباب مین انتقال کیا،

بس اسی پر اکتفا کرتا ہوں، تمھارا خط آوے گا تو پھر تفصیلی خط لکھوں گا اور رسید لکھونگا اس بار ایک آنہ کا خون گوارا کرلو، اجی جگھان سلامت رہے تو روپیوں کا کیا غم ہے، عزیزی حمید کو بھی دکھانا۔

(از زبان مہدی حسن)

چو راجندر پرشاد در خاک خفت	که غافل ز پیچ و خم مرگ بود
مرا بود سرمایهٔ زندگی	وفا بانش تا مردم مرگ بود
جہانے ز مرگش غمین شد به بین	که ہم سال مرگش غم مرگ بود ۱۳۰۰ھ

دیگر

آن گرانمایه یار من راجندر	از جہان رفت و زیر خاک نہفت
خویشتن از میان رمید و مرا	خان و مان شکیب پاک برفت
چاره چون نیست جز شکیبائی	خود چه آید کنون ز گفت و شنفت
از سر وصل او توان بگذشت	گرچه این حرف خود نیارم گفت
وانگہی سال مرگ او گفتم	کافتابے بزیر خاک نہفت ۱۳۰۰ھ

شبلی نعمانی ۔ ۱۲ اپریل ۱۸۸۳ء

له ۔ وصل یعنی دو ذکا تخرجہ ہے، مصرعۂ تاریخ کا عدد ۱۰۰۰ ہے، سین سے ہ کے تخرجہ کے بعد ۱۳۰۰ھ حاصل ہوتا ہے

عزیزی!

امتحان سے آئے لکھو سوالات کیسے تھے، جواب کیسے لکھے۔ افسوس کہ جلسہ انعام میں تمھیں نہ تھے۔ گو مجبوری تھی۔ کیا کہیے لڑکوں نے ماسٹر کو برا بنا دیا ورنہ حکام کو بہت زیادہ نظر عطوفت تھی۔ ماسٹر کی تلاش میں ہوں، دیکھو شب و روز مدرسہ کی فکر رہے ذرا قوم کو ابھار دو۔

آجکل تنہائی کی وجہ سے گھبراتا ہوں مگر اتنا ہے کہ اسکی بدولت کبھی کبھی کچھ موزون کر لیتا ہوں۔ رات بیٹھے بیٹھے ایک غزل لکھ ڈالی، دو تین شعر مزے کے ہیں، تمھیں بھیجتا ہوں نظام۔ قصیدہ تہنیت لکھنے کو جی چاہتا ہے مگر لگتا نہیں۔

وہان کے کیا حالات ہیں، جناب حافظ صاحب قبلہ کو تسلیم، بھئی چندہ کا نام لون گا تو خفا ہون گے، اچھا دوسرے وقت کو اٹھا رکھتا ہوں، مگر اتنا کہ دینا کہ جب ارکان مدرسہ سستی کرین گے تو دوسرون سے کیا امید ہے۔ مصرع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ہان سب سے ضروری بات بھول گیا جنید و غیرہ کی تعلیم کا خیال رہے یہ بار فرض تم پہ ہے، میرے آنے پر اگر کوئی خاص ترقی معلوم نہیں ہوئی تو نہ تم میرے نہ میں تمھارا۔

۵؎ مسٹر حفیظ نبی ۔ ایل ایل بی۔ منصف کانپور۔ برادر اصغر مولانا

غزل

پوچھتے کیا ہو کہ کیا لائی ہے — ....[۱]

وان جو جاتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ — ....

کچھ اکیلی نہین میری قسمت — غم کو بھی ساتھ لگا لائی ہے

منتظر دیر سے تھے تم میرے — اب جو تشریف صبا لائی ہے

ق

نکہت زلف غبار رہ دوست — آخر اس کوچہ سے کیا لائی ہے

موت بھی روٹھ گئی تھی مجھ سے — یہ شب ہجر منا لائی ہے

مجھکو لیجا کے مری آنکھ وہان — اک تماشا سا دکھا لائی ہے

آہ کو سوئے اثر بھیجا تھا — وان سے کیا جانئے کیا لائی ہے

شبلی زار سے کہدے کوئی — مژدۂ وصل صبا لائی ہے

شبلی- ۱۸-جنوری سنہ۱۹۰۴ء
علی گڈھ-

(٦)

عزیزمن-

تمھارا خط آیا- جزاک اللہ- تم نے یہ نہین لکھا کہ مدرسہ[۲] ہندوان کا ماسٹر کس درجہ کا پاس کئے ہے-

---

[۱] یہ مصرعے پھٹ گئے ہین- [۲] مولانا کا وطن واقع ضلع اعظم گڈھ-

حمید سے مین تعلق نہین رکھتا' اس سے کہدو کہ وہ اپنے کام سے استعفا دیدے! اس کے ساتھ ہی میرے تعلق سے بھی مین اسکی کاہل طبیعت سے بیخبر نہ تھا ' ادھر عبدالغفور کا ساتھ' اندیان لکھنو کا مجمع ہو گیا' میان حمید کو غفور کی ہمکلامی سے فرصت ہی تو نہین ملسکتی۔ جب کسی قوم مین ادبار پھیلتا ہو تو یون پھیلتا ہو۔ فصبر جمیل' میرا پیغام ضرور اس سے کہدینا ورنہ مجھکو سخت رنج ہوگا۔

میرے نزدیک اگر ہمایرصہ' ماہواری پر تین گھنٹہ مدرسہ مین پڑہایا کرین بطور ٹیوشن کے تو ان کو مقرر کر لیا جاے اور اخیر کی جماعتین انھین کے متعلق کردی جائین' اس کا جواب ضرور دینا چاہیئے۔

مین دو غزلین جو حال مین لکھی گئی ہین تمکو بھیجتا ہون۔ فارسی غزل جو حمید کو بھیجی ہی عمدہ پردازی پہ لکھی گئی ہو۔ اگرچہ فہم کی توقع نہین ہی تاہم تم اسے دیکھنا۔

اور باتین تمھارے جواب خط آنے کے بعد لکھونگا' مگر یاد رہے کہ مدرسہ کے حالات اور اس کی نسبت لوگون کے خیالات زیادہ تر لکھنا چاہیئے۔

پوچھتے کیا ہو جو حال شب تنہائی تھا ‏ ‏ رخصت صبر تھی یا ترک شکیبائی تھا
شب فرقت مین دل غمزدہ بھی پاس نہ تھا ‏ ‏ وہ بھی کیا رات تھی کیا عالم تنہائی تھا
مین تھا یا دیدۂ خونناب فشان تھی شب ہجر ‏ ‏ ان کو وان مشغلۂ انجمن آرائی تھا
پارہاے دل خونین کی طلب تھی پیہم ‏ ‏ شب جو آنکھونکو مری ذوق خود آرائی تھا
رحم تو ایک طرف پایہ شناسی دیکھو ‏ ‏ قیس کو کہتے ہین مجنون تھا صحرائی تھا

آنکھیں قاتل سہی پر زندہ جو کرنا ہوتا — لب میں اعجاز تو اعجاز مسیحائی تھا

خون رو رو دیئے بن دو ہی قدم میں چھالے — یاں وہی حوصلۂ بادیہ پیمائی تھا

دشمن جان تھے ادھر ہجر میں درد و غم و رنج — اور ادھر ایک اکیلا ترا شیدائی تھا

انگلیاں اٹھتی تھیں تر گانگی ہی رخ پہ ہم — جس طرف بزم میں وہ کافر ترسائی تھا

کون اس راہ سے گذرا ہے کہ ہر نقش قدم — چشم عاشق کی طرح اس کا تماشائی تھا

خوب وقت آئے نکیرین جزا دے گا خدا — لحد تیرہ میں کیا عالم تنہائی تھا

ہمنے بھی حضرت شبلی کی زیارت کی تھی — یوں تو ظاہر میں مقدس تھا پہ شیدائی تھا

تیس دن کے لیے ترک مے و ساقی کر لوں — واعظ سادہ کو روزوں میں تو راضی کر لوں

پھینک دینے کی کوئی چیز نہیں فضل و کمال — ورنہ حاسد تری خاطر سے یہ بھی کر لوں

اے نکیرین قیامت ہی پہ رکھو پرسش — میں ذرا عمر گذشتہ کی تلافی کر لوں

کچھ تو ہو چارۂ غم بات تو یکسو ہو جائے — تم خفا ہو تو اجل ہی کو میں راضی کر لوں

اور پھر کس کو پسند آئے گا ویرانۂ دل — غم سے اتنا بھی کہ اس گھر کو میں خالی کر لوں

جور گردوں سے جو مرنے کی بھی فرصت مل جائے — امتحان دم جاں پرور عیسیٰ کر لوں

دل ہی ملتا نہیں سفلوں سے وگرنہ شبلی — خوب گذرے فلک دوں سے جو یاری کر لوں

جناب مولوی محمد عمر صاحب کی کوتاہ قلمی کی شکایت کیا کروں کتابوں کی رسید تک نہ آئی خیر یہ اسلام شوق تعجب ... نہایت ضروری کام سے ...

وہ یہ کہ میان احمد اللہ کے پاس میرے بہے رجع ہین، اُسکو لیکر میری طرف سے مولوی محمد حسین آزاد پروفیسر لاہور گورنمنٹ کالج کو بھیجدو اور انکو یہ لکھدو کہ "براے مہربانی آپ سنین الاسلام کی دونون جلدین شاہ اسد علی وکیل الہ آباد کے پاس بمقام خلد آباد بھیجدین، جو خط انکو لکھنا عمدہ طور سے لکھنا نیچے میرے دستخط مین یہ عبارت رہے" شبلی نعمانی پروفیسر محمڈن کالج"

شبلی ۲۶ جنوری ۱۸۸۴ء

(۷)

مجلس[1]

حاضران مجلس - مولوی محمد عمر صاحب - محمد سمیع - عبد الغفور - حمید - حافظ حسن علی صاحب - مولوی احمد اللہ

باہمی گفتگو

بھئی کچھ سنا ہی؟ (محمد سمیع) خیر تو ہی؟ ہان ایک تازہ واقعہ ہی، میان شبلی کا انتقال ہوگیا - (محمد سمیع) ارے سچ؟ نہین جھوٹ ہوگا، ابھی ہفتہ بھی نہین ہوا، ان کا ایک خط میرے نام آیا تھا - مولوی محمد عمر صاحب) تمنے آج سُنا ہی اجی اسکو تو کئی دن ہوئے اُنھون نے جو کتابین بھیجی تھین اسکی رسید بھی تو مین نے اسیوجہ سے نہین دی، (محمد سمیع) نا نا، افسوس ابھی مرنیکے کوئی دن تھے، (حمید) ہان واقعی سخت رنج ہی، مگر تقدیر سے کس کا زور چلتا ہی؟ (اور دبی آواز سے) ارے میان چلو قصّہ پاک ہوا، آئے دن کی دستون سے دم ناک مین آگیا، بھلا روئداد تو خیر ایک بار کا کام تھا لکھ بھی لیا، اب

[1] ایک مکالمہ کی صورت یہان چھٹ گئی ہی

روز روز مدرسہ مین لڑکون کو مسودہ لکھاتے پھرو، اسپر طرّہ یہ کہ ہفتہ وار مدرسہ کی رپورٹ لکھکر ان کے پاس بھیجتے رہو، اچھی خاصی بیگاری بھگتا کرو، (عبد الغفور) ہائے میان خیر مرنا تو سب کے لیے ہی ہے، ہان ان کے خط کا جواب رہ گیا، مگر یہ بھی کوئی زبردستی ہی جی نہ چاہے تو مفت کی محنت کون گوارا کرے، (حافظ حسن علی صاحب) لو ابکی انکو خط لکھتے لکھتے رہ گیا، امتحان کا حال لکھنا تھا، اور جو کچھ ہو، آدمی تو مزے کا تھا، دو گھڑی کیفیت رہتی تھی، (مولوی محمد عمر صاحب) بھئی کیا کہئے دل لگی ہی جاتی رہی، اور تو کس کام کا آدمی تھا، مگر ہان ذرا جی بہل جایا کرتا تھا (مولوی احمد اللہ) اجی جی کیا بیتا تھا دُنیا بھر کی شکایتین ہوا کرتی تھین، کبھی انکی نقل کی، کبھی انکا خاکہ اُڑایا اور اسکے سوا انکا کام ہی کیا تھا، چلو اچھا ہوا،

یار خوش قسمتی سے ایسے ایسے عزیز احباب ہاتھ آئے ہین۔

لوگ کہین گے کہ کیا حماقت کی ہے۔ مگر خدا کی قسم، دل کی چوٹ اور حضرات کی عنایت کا پورا چربہ ہے۔ تمھین انصاف کرو، خط لکھنا کمبخت کون سا کام ہے، مگر یہ بھی نہین ہو سکتا۔

ش۔ نعمانی۔ ۷ فروری ۱۹۰۴ء

(۹)

عزیز من۔

آج تمھارا خط پہونچا۔ یہ بھی چشمِ فلک کو بُرا نہ لگے کہ عزیزون مین سے ایک شخص تو میرے حال سے محبت رکھتا ہے۔ زندہ باشی و جاودان باشی۔

میان عبدالحمید صاحب کا خط آیا ان پر تو خدا جانے کیا ستم ہوا ہی جس کا اُنھون نے
تمام نقل ہی عشق کے اکھاڑے مین میرا شیر بھی اُترا ہی خدا ہی خیر کرے لکھتے ہین کہ
میرا دل تو خود ہی ستم رسیدہ ہی مین کیسی بات کی کہان تاب لا سکتا ہون۔ سچ ہی آخر قیس
کا کوئی تو وراثت دار ہوتا۔

کچھ اور سنا ہمارے حضرت کو گمان ہی کہ چونکہ مین اڈریس خود نہین لکھ سکتا اسواسطے
مین نے ان کو تکلیف دی خط مین لکھا ہی "آپ نے یہ کیون یقین کر لیا کہ مجھ سے یہ
کام بن آتا ہی اگر آپ کر سکتے ہون تو مجھپر رحم کیجیے" ذرا اس کر سکنے کے جملہ کو دیکھو خیر
شاید ایسا ہی ہو مگر یہ معلوم نہین کہ ہمارے حضرت کو ابھی سے کیا روگ لگا جس کا دکھڑا
گایا جاتا ہی اگر کچھ ہو تو میری طرف سے مبارکباد دینا ایسے منحوسون کا دُنیا مین پیدا ہو کر
آنا خدا جانے کس غرض سے ہی۔

تعلیم کے متعلق جو شکایت مدرس فارسی کی ہو اسکو مولوی محمد عمر صاحب بآسانی
مدرس فارسی سے طے کر سکتے ہین مولوی صاحب سے تم عرض کر دینا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ جو لڑکے آج تک جدید داخل ہوے ہین ان مین سے کس
شخص نے کس قدر فیس داخل کر دی ہے۔

مولوی سمیع کو ایک خط نظم مین لکھا ہی اُن سے لیلو اسکی فارسی بھی بُری نہین
وہ شعرا مین اور تم طالبعلمون مین ربط کے لیئے ایک ادہر کا شعر بھی لکھتا ہون۔

نبود بہرہ نہ یاور من نے خواہر و نے برادر من

از جور سپہر خستہ باشم ۔۔ کنج غمے نشستہ باشم

کس را نبود بمن نیازے ۔۔ من باشم و دردجانگدازے

لکھو کہ ممبروں مین سے کس کے ذمہ کتنا چندہ باقی ہے ؟

ایک اُردو کی غزل ذیل مین پاؤگے، ایک دن یونہی لکھدی تھی،

مجھے حیرت ہی کہ جو کتاب میان عثمان[ؔ] وغیرہ کے درس مین تجویز کی گئی ہی یعنے سفرنامۂ ناصر خسرو، وہ جب موجود نہین تو لڑکے پڑھتے کیا ہین اور کیون نہین مجھسے طلب کرتے۔

میان عثمان کو میرا سلام کہو اگر اُنھون نے اپنی طرز زندگی کی اصلاح کی ہو تو اس سے بڑھکر مجھکو کوئی خوشی نہین ہوسکتی۔

جناب مولوی محمد عمر صاحب سے اس تغافل کی اُمید نہ تھی، معلوم نہین مین نے ایسی کیا خطا کی ہو، روئداد ین وغیرہ کیونکر مرتب ہوئین کچھ عقدہ ہی نہین کھلتا۔

تم دو قصیدے مانگتے ہو، دو کون؟ ایک عید کا قصیدہ تو البتہ مین نے لکھا تھا اور وہ میرے پاس موجود ہی کبھی تم کو بھیجدونگا، میرے ہاتھ کا لکھا ہو، صاف لکھا ہو، دوسرا مین نہین جانتا۔ کیا کیجیے زمانہ کے موافق نہین ورنہ جی [illegible] کہ دیوان فارسی مرتب کرون،

ف مولانا کے چچا زاد بھائی ۔۔ ف سن کے بعد مرتب ہوگیا، اور اسی سن شائع ہوا،

مین ایک خط تمام طالب العلمون کو اس مضمون کا لکھنا چاہتا ہون کہ وہ نہایت کوشش سے فارسی کی تحصیل کرین ورنہ سب بیکار ہوگا۔ تم بھی بطور خود انکو سمجھا دو

میان عبد الغفور و میان نصیر احمد کا حال لکھو،

ہفتہ وار ایک خط لکھا کرو اگر کچھ مضمون نہو تو یہی لکھدو کہ اسکے کوئی مضمون نہین ہی گھبرانا نہین ٹکٹ کے دام مین بھیجدونگا۔

سید صاحب پنجاب سے واپس آئے اور دس ہزار روپیہ لائے، لوگون نے خوشی مین ان پر وہان پھول برسائے تھے۔

ہمدی کے فیل ہونے کا رنج کسکو نہین ہی مگر اتنا فرق ہی کہ مجھکو یہ رنج بہت پہلے ہوچکا تھا یعنی کہ قبل سے ان کا فیل ہونا مجکو معلوم ہوچکا تھا یہ حضرت بھی بس ہو چکے شاید تین مہینے کے بعد یہ لوگ پھر امتحان دیسکین گے، ان سے کہو ذرا اب ہوش سنبھالین اگرچہ امید نہین ہی یون کسی قوم پر ادبار آتا ہے۔

میان عبد الرؤف و فضل اللہ بھی اسی عارضہ مین ہلاک ہوئے۔ فصبر جمیل۔

غزل

دیکھو رغبت اغیار نہونے پائے ... گل تر کو ہوس خار نہونے پائے

نہین در پردہ سمجھتے مین وہ اپنا ہی گلہ ... شکوہ چرخ بھی زنہار نہونے پائے

فتنہ حشر جگانا تو دبے پاؤن ذرا ... بخت خفتہ مرا بیدار نہونے پائے

ہائے دل کھولکے کچھ کہہ نسکے سوز دروں ... آبلے ہم سخن خار نہونے پائے

چپکے چپکے وہ آتے ہین گلگشت کو ہی باد صبا — سبزہ بھی باغ مین بیدار نہ ہونے پائے

پھر کہین جوش مین آجائین نہ یہ دیدۂ تر — سامنے ابر گہربار نہ ہونے پائے

باغ کی سیر کو جاتے ہو تو پر یاد رہے — سبزہ بیگانہ ہم دوچار نہ ہونے پائے

جمع کر لیجیے غمزونکو مگر خوبی بزم — بس وہین تک ہے کہ بازار نہ ہونے پائے

آپ جاتے تو ہین اس بزم مین لیکن شبلی
حال دل دیکھیے اظہار نہ ہونے پائے

والسلام

شبلی نعمانی ۲۰۔ فروری ۱۸۹۴ء

(۹)

عزیزمن۔

سید صاحب نے مصطلحات الشعراء طلب کی ہی، اسواسطے ضرور ہی کہ فوراً کتاب مذکور عزیزی محمد عثمان سے لیکر یا جہان کہین ہو تلاش کرکے بذریعۂ ڈاک روانہ کرو، سید صاحب کی نہایت تاکید ہی۔

امور ذیل کا جواب اسی کارڈ پر لکھو۔ (۱) تمام لڑکے خصوصاً پانچوین صف کے بقدر امکان انگریزی بولتے ہین یا نہین۔ ٹیچرون نے اس طرف توجہ مبذول کی ہی یا نہین (۲) چھوٹے لڑکے مشق خط کرتے ہین یا نہین اور مسودہ لکھایا جاتا ہی یا نہین (۳) ممبران باقیدار نے کچھ بھی زر چندہ ادا نہین کیا یا سہ ماہی و ششماہی۔ (۴) جمعہ ... کے دن

نگریزی ہوتی ہی یا امتحان (۵) مین نے کہا تھا کہ ہر ایک لڑکا کاپی رکھے گا جس پر مدرس
فارسی کے بتائے ہوئے نوٹ روزمرہ لکھے گا آیا ایسا ہوتا بھی ہی اور اگر نہین ہوتا تو
مطلع کرو (۶) مخدومی مولوی محمد عمر صاحب نے مڈل کی طیاری شروع کردی یا امروز
فردا ہی (۷) اگر آتش یا مصحفی یا ایسے ہی کسی اور اہل زبان کا دیوان ملے تو تم خریدنا چاہتے
ہو (۸) صاحب جج کب تشریف لیجائین گے۔

کیون تم کو ٹکٹ کے بارے سبکدوش کردیا گیا یا نہین۔ اچھا السلام علیک

شبلی نعمانی۔ ۲۲ - فروری ۱۸۸۴ء

(۱۰)

عزیز من

مین نے حضرت مولوی فاروق صاحب[۱] سے عرض کیا تھا کہ میرا فارسی کلام
کسی قدر چھاپا جائیگا۔ اسواسطے اگر آپ اسکو دیکھ لین تو بہتر ہو، حضرت موصوف
نے منظور فرمالیا ہی

میرے پاس یہان جو کلام ہی وہ مین بھیجدونگا، مگر فارسی کے نامے اور غزلین
وغیرہ جو تمھارے پاس ہون نہایت جلد مولانا کے پاس اس نشان سے بھیجدو۔ بلیا
عدالت منصفی۔ ان دنون مین نے ایک واسوخت لکھی ہی، مجھے خود حیرت ہی کہ مین

---

[۱] مولانا محمد فاروق صاحب چریاکوٹی مولانا کے استاد، تقریباً ۱۹۰۹ء مین وفات پائی، اسوقت بلیا مین عدالت
منصفی کے وکیل تھے وہ تعلیم کے چندسال تک مدرس عالی رہے تھے آخر غازیپور مین پھر وکالت شروع کی تھی،

کیونکر اسکو لکھ سکا ہون واقعی نہایت پُر درد ہی

شیخ الاسلام جلد اول جناب ماموں عبدالکریم صاحب کے پاس ہی اُنسے بذریعہ عبدالحمید لیکر فوراً مجھکو بھیجدو۔

واسوخت اور ایک اُردو نامہ جو قابل دید ہین خود اپنی زبان سے سناؤن گا اس لیے بھیجتا نہین۔

۲۷۔ مارچ ۱۹۰۶ء

(۱۱)

(۱) مدرسہ مین جو لڑکے نئے داخل ہوئے ہین ان کے نام و نشان سے واقف کرنا تھا (۲) قصیدے جدید کون سے ہین واسوخت البتہ مگر اس کے سننے کا لطف میری ہی زبان سے ہی (۳) حزین تمھارے کس کام کی اسکے اجزا داب ایف اے مین بھی داخل ہوگئے ہین۔ (۴) حمید کو یہ خط دکھا دو اور اُن سے یہ کہ دو کہ اتنا تو مجھے آزردہ نہون کہ میری ہی کتاب مجھکو واپس نہ ملے (۵) مولوی محمد عمر صاحب کو بھی خط لکھ چکا ہون تم کو برابر لکھتا رہتا ہون اب کس کو شکایت ہی ان مفت کا الزام مقصود ہی تو کیا علاج۔ (۶) ہمارے یہان غالبًا اخیر مئی مین تعطیل ہوگی اور غالبًا جولائی کے اخیر تک رہے گی میرے آنے کے دن یہی ہین۔ (۷) مین نے اپنی کوٹھی کی دری بنوائی ہی جسکا عرض و طول قریب پندرہ گز کے ہی والد قبلہ سے عرض کرو

[illegible]

لہ اگر میری کوٹھی پر چھپت کے لئے حکم فرماوین تو نہایت عمدہ ہوگا (۸) سنین الاسلام اگر میان حمید صاحب عنایت فرماوین تو بہت جلد بھیجدو۔ (۹) اسوقت مین معتصم کا حال لکھ رہا ہون اور پہلی جلد انشاءاللہ یہین تک ختم کردیجائیگی (۱۰) آئینہ اسکندری خسرو دہلوی اور دیوان مصحفی معرض بیع مین ہے۔ دیوان کے دو روپیہ ہین مگر آئینہ اسکندری کے ہنوز معلوم نہین۔

شبلی نعمانی۔ ۹-اپریل ۱۸۸۴ء
علی گڈھ

(۱۲)

عزیز من۔

مدت سے کوئی خط نہین آیا ہمارے مولوی محمد عمر صاحب تو

؏ گویا کہ ان تلون مین کبھی تیل ہی نہ تھا

میان حمید صاحب تو خفا ہو بیٹھے ہین، میان عبدالغفور نے سمجھ رکھا ہی کہ دوست کا دشمن ہوتا ہی، تم بھی چپ ہو۔ مولوی صاحب کے پاس اشعار جو بھیجے تو تقویم پارینہ ہیں مرثیہ یا نامہ فارسی بھیجنا تھا۔

چہ کنم کی ردیف کی غزل پر یہان ایک لطیفہ ہوا، چند لڑکون نے کہا کہ اُستاد کی

لہ تاریخ بنی العباس کے متعلق اطلاع ہی لیکن افسوس کہ اس تاریخ کا خیال بعد کو چھوڑ دیا گیا اور "مشاہیر قرون اولیٰ اسلام" تک محدود کر دیا گیا۔

غزل پر غزل لکھنی اس سے کیا حاصل؛

ع ہمتائے فلک نہ ہوگا بادل

مین نے کہا۔

ع در [illegible] نہین کار بند ساقی

غرض میری اور علی حزین کی غزل خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز مصنف قیصر نامہ اور نیّر دہلوی کے پاس بغرض محاکمہ ارسال کی گئی یہ وہی نیّر ہین جن کو غالب نے لکھا ہے

ع مجھ سے تمھین نفرت سہی نیّر سے لڑائی

فارسی نہایت عمدہ کہتے ہین اور غالب کے تلمیذ ارشد ہین۔

دونون نے تسلیم کیا کہ اہل زبان کا کلام ہے نیّر نے تو بہت تعریف لکھی اور لکھا کہ سلف کے کلام کے ہم پلہ ہے۔

دونون صاحبون کا خط مین نے رکھ چھوڑا ہے خط مین یہ نہین ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ غزلین کسکی تصنیف ہین بلکہ اسلیے دونون کے مقطع اڑا دیے گئے تھے۔

بزرگ خط کا بڑا مانتا ہین ان دونون دیوالیہ ہون ابھی حسب ایک تاریخ کے کتاب کے لیے روانہ کرچکا ہون؛

ان دونون دو غزلین اور بہ تتبع علی حزین لکھی گئی ہین اور دلچسپ ہین افسوس ہے کہ گھر پر نہ لکھ سکون گا۔ یہان کچھ سامان پیدا ہوگئے ہین اگرچہ ضعیف ہین۔

واسوخت فارسی کے پندرہ بند ہین یعنی ۹۰ شعر اور اسیقدر نامہ اردو کے

[illegible]

حضرت استاد نے بھی واسوخت کو نہایت پسند کیا میرا قصد تھا کہ صرف واسوخت اور
نامہ سردست چھپ جائے مگر روپیہ نہیں کہیں سمیع نہ سن پائیں نہیں تو روپیوں کے
ڈھیر لگا دین گے کہ اتنے کے لیے چھپنا کیون بند رہے۔

مدرسہ کی مفصل کیفیت معلوم نہیں ہوتی مولوی قربان علی صاحب نے لکھا ہی کہ
مین مدرس انگریزی کی تلاش مین سرگرم ہون، ان قواعد مدرسہ کے نہ آنیکی شکایت
نہی بتدریج ہی کہ میرا تو تھا گرمی کے قابل نہیں مگر مین عبداللہ خان کے مکان پر رہنا
پسند نہیں کرتا مجھ سے تم لوگون کے بغیر کہین رہا جاویگا۔

اچھا ذرا سلامون کا پشتارہ تو سر پر لے لو اور سب کے حصہ کا تقسیم کر آؤ جناب حافظ
حبیب اللہ صاحب، جناب حافظ حسن علی صاحب، جناب منشی خدا بخش صاحب
(بوڑھے تو شاید ہو لیے چلو اب جوانون سے شروع کرو) مولوی احمد اللہ صاحب
خدانخواستہ والدین کہین فرق نہ آ جانا، منشی حسن رضا خان صاحب، منشی ولیجان صاحب
ہماری شادی ٹھہراتے ہی رہ گئے میان خادم حسین صاحب۔ یہ ہی سخت غلطی ہوئی
ان کا نام کسی کے نام کے ساتھ ملا کر یا نیچے لکھنا تھا اگرچہ ٹاٹ مین مونج کا بخیہ سمجھا جاتا
مگر مولوی محمد عمر صاحب کیا خطوں کا جواب نہیں دیتے تو سلام کا جواب بھی نہ دین گے
افتخار القوم حضرت ماموں محمد سلیم صاحب دام فیضہ علینا۔ جناب مولوی محمد حسین صاحب
مگر جانے وہ کہاں ہون میرا اسلام مفت مین خاک چھانتا پھرے کوئی بھول تو نہیں گیا،

---

۵ یعنی مولانا محمد فاروق صاحب نے

آہا مرزائے مختصر میاں سلیم اللہ صاحب رہ گئے، اتنا سا تو قد مجمع مین نظر آئین تو کیونکر، ایک اور میرا مایۂ فخر و ناز رہگیا جناب مولوی مرزا محمد سلیم صاحب خیر انہین کے صدقے مرزائے مختصر بھی یاد آگئے تھے،

ع بہ نیکان بہ بخشد کریم

اب تو چھوٹے چھوٹے عزیز رہگئے، ان کو میرا سلام و دعا، چھوٹے ہی مزے مین رہے سلام و دعا دونون، سب کے نام کی تو اب جگہ نہین (کاغذ مین ورنہ دل مین تو سبھون کی جگہ ہی) ایک دو کا نام سُن لو، محمد عثمان و سلیمان - یونس - علاء الحق - والسلام

شبلی نعمانی -

۲۴ - اپریل ۱۸۸۴ء

(۱۳)

لیجئے اب آپ کو بھی چپ لگی، بھائی کوئی قصور تو نہین ہوا، ناراض کیون بیٹھے ہو، وہ قصیدہ یہان نہین ملتا، وہین لکھوا دیا ہین آؤنگا تو خود لکھدونگا،

ہان خوب تحقیق کر کے یہ لکھو کہ اس سال ہال ہیل لوگ کب روانہ کرینگے اور قیاساً کس زمانہ تک بکری ہو جائیگی - اصل یہ ہی کہ مجھکو نہایت مشکل اور کوشش سے بھی صرف دو ہفتہ کی رخصت مسکتی ہی جو ۲۶ جنوری کو ختم ہو جائیگی، اس زمانے مین امید وصول چندہ ہو تو بہتر ورنہ اپریل مین آسکتا ہون، تمہاری اور مولوی محمد عمر صاحب وغیرہ کی جو رائے ہو لکھو -

مولوی صاحب موصوف نے مجھ سے اشعار طلب فرمائے ہین۔ مین نے
ان دنوں کچھ لکھا نہین ورنہ ارسال خدمت کرتا۔ افسوس ہی کہ تم بھی بیٹھ رہے،
وہان کے حالات معلوم ہی نہین ہوتے۔ مین اپنی کیا بتاؤن، وہی تاریخ کا جھگڑا
ہی، ہر روز دو چار سطرین لکھ لیتا ہون۔ فرحت احمد کے بھتیجا پیدا ہوا۔ تاریخ کی فرمائش
تھی مین نے یہ شعر لکھے،

مرحبا مرحبا المولود ۔۔۔ کہ بود بادۂ ایاغ کمال
باز در پیشگاہ بزم وجود ۔۔۔ گشت روشن از و چراغ کمال
مردم دیدۂ ہنر فرحت ۔۔۔ کہ توان یافت ز وسراغ کمال
سال تاریخ را چو امر نمود ۔۔۔ گفت شبلی بہار باغ کمال

سنہ ۱۳۰۲ھ

شبلی۔ ۲۷۔ نومبر سنہ ۱۸۸۴ع

(۱۴)

عزیز من۔

مثنوی[1] انشاءاللہ چھپ گراتی ہی، چار آنہ قیمت عام ہی اور ۶؍ قیمت خاص، جناب
والد صاحب، جناب حافظ حبیب اللہ صاحب، مولوی محمد سعید صاحب، مولوی مرزا
محمد سمیع صاحب حافظ عبدالغفور، جناب حافظ حسن علی صاحب، میان محمد سمیع، طلبا کے

[1] مثنوی صبح اُمید۔

نیشنل اسکول۔ غرض جو لوگ جس قیمت کے خریدار ہوں اُن سے دام لیکر فوراً بھیجدو
الہ آباد سے آٹھ نسخوں کے لیے بحساب فی نسخہ ۸ خط آیا ہے، ان عزیزی علی احمد کا نام تو
بھول گیا تھا، دیکھئے خاص و عام کی تفریق کیونکر ہوتی ہے

شبلی۔ ۵۔ فروری ۱۸۹۵ء

(۱۵)

عزیز من۔

ایک کتاب حال میں مولوی حالی صاحب نے لکھی ہے، اور مجھکو تحفۃً بھیجی ہے یہ شیخ
سعدی کی نہایت دلچسپ محققانہ سوانحعمری ہے۔

میں نے بے اختیار اسکو تمھارے لیۓ پسند کیا، اور مولوی حالی صاحب کو لکھدیا
ہے کہ وہ تمھارے نام بھیجدیں، دیکھو کہیں واپس نہ جائے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ ہے
واقعی بیمثل ہے، اور تمکو اپنے پاس رکھنا نہایت ضروری ہے۔ باقی خیریت۔

اِس کتاب کے اور بھی خریدار پیدا کرنے چاہئیں

والسلام

شبلی نعمانی۔ ۱۰۔ مارچ ۱۸۸۶ء

(۱۶)

بھئی سب نے خط لکھنے کی قسم کھائی ہے، یا کسی منّت پر روزۂ سکوت رکھا ہے آخر بات
کیا ہے، مولوی عمر صاحب الگ دم بخود ہیں، تم جدا خاموش ہو، مہدی نے اعظم گڈھ پہونچنے کی

رسید تک نہین لکھی۔ والد قبلہ کو کام سے کہان فرصت۔ اس مہنگی مین بھائی مولوی محمد سعید صاحب کی دو سطرین اگرچہ صرف مطلب کی ہین غنیمت معلوم ہوئین۔ کیا سنسان کا عالم ہی۔ گویا ان تلون مین تیل ہی نہ تھا خیر شکایت کیون کیجیے، دوسرے پر زور کیا۔ جب گھر بار چھوٹے عزیز آشنا چھوٹے تو غربت مین کوئی کیون کسی کا ساتھ دے، لو صبر آگیا،

اچھا یہ ذکر جانے دو، کام کی بات سنو۔ بڑا کمرہ جسمین والد قبلہ کچہری کرتے ہین اسکے لیے دری بنوانی مقصود ہی۔ والد قبلہ کو لکھا تھا، انھون نے کچھ التفات نہ فرمایا، خیر تم اس کا عرض و طول دو انگریزی گز کے حساب سے لکھ بھیجو، مین انشاء اللہ خود طیار کراؤنگا اگرچہ مصارف کی کثرت نے دیوالہ نکال دیا، دیکھو تا خیر نہ ہو۔

ہان والد قبلہ سے کہکر دفتر کی میز جو چچی صاحبہ کے مکان پر ہے، بندول سے منگوالو۔ اس پر سبز بانات منڈھوانی ہی، درزی سے حساب کرانا کہ کتنی بانات درکار ہوگی اور پھر مجھے لکھو مین دام بھیجدون گا، تم طیار کرا دینا، ہو سکے تو وہان کے حالات سے مطلع کرو۔

والسلام

شبلی نعمانی

۲۵۔ مارچ سنہ ۱۸۸۶ع

(۱۷)

عزیزی۔

کل پہلا خط جب تمھارا آیا تو مین نے اسوقت قصد سفر کیا، دو ہفتہ کی رخصت لی، گاڑی منگوائی، تمام سامان سفر ہو چکا تھا کہ تمھارا دوسرا خط آیا، اور سید صاحب کو خبر ہوئی، تو اُنھون نے روکدیا اور کہا کہ دوسرے خط ....[۵۱] ....

مجبوری کا عالم ہے، ورنہ کیا مین گروہ انسانی سے[۵۲] ....[۵۱]

حضور نہ سالار جنگ سے ناراض ہوئے، نہ سالار جنگ نے استعفا دیا، نہ سید صاحب اس لیے وہان گئے تھے،[۵۳] البتہ ایکی بار خاص حضور نظام نے سید صاحب کی چند بار دعوت کی،

سید محمود صاحب یہین ہین اور کالج مین روزانہ جا کر دو صفون کو دو گھنٹہ تک پڑھاتے ہین، ایف۔ اے۔ اور بی اے کے لڑکے پڑھتے ہین، اور انکا بیان ہے کہ ہمنے آج تک ایسی تعلیم نہین دیکھی تھی اور نہ آئندہ توقع ہے، انکی کثرتِ معلومات، طرز ادائے مطلب، وسعتِ تحقیقات پر عجیب حیرت سب لوگون کو ہے،

تمھارے اور چندے کے روپے عنقریب جاتے ہین، رومال سب کے سب

---

۵۱ یہ سطرین کرم خوردہ ہین۔ ۵۲ مولانا کی بیوی کی شدت مرض کی خبر آئی تھی۔

۵۳ سرسید اس زمانہ مین حیدرآباد گئے تھے، لوگون مین مشہور تھا کہ سالارجنگ کے بجائے سرسید کا عہدۂ وزارت پر تقرر ہوگا۔

میان احمد نے غم زدینے نہایت رنج ہوا۔ تمکو بہرحال خطوط مین حالات مرض سے اطلاع دیتی چاہیئے۔

مولوی محمد عمر صاحب و حافظین مخدومین کو تسلیم۔

شبلی۔ ۲۰ اگست ۱۸۹۵ء

(۱۸)

برادر عزیز

برادر مکرم مولوی محمد عمر صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ تمھاری والدہ کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون بھائی یہ خط لکھکر مین تمھارا غم تازہ کرنا نہین چاہتا، مین اس درد سے خوب واقف ہون اگر تمھین صبر آگیا ہو تو وہ بھی ایک مجبوری ہی ورنہ آدمی کا جگر اور یہ صدمہ۔ ع

این غم آنمایہ نباشد کہ کسے بردارد

مگر اسکے سوا کیا چارہ ہے۔ ع

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

اب تم پورے یتیم ہو، اور سچ تو یہ ہی کہ سخت رحم کے قابل ہو، بھائی جو لوگ باپ ماں کو اس لیے ماتم کرتے ہین کہ وہ دنیاوی فائدون کے مرکز تھے ان بیدردون کا مذکور نہین ان کے دل سے پوچھیئے جو والدین کی جھڑکیون مین بھی دوسرون کے مرحبا سے زیادہ مزا پاتے ہین جن کو والدین کے طمانچے بھی اصلی ہمدردی کی یادگار بنکر سامنے آتے ہین

جن کو یہ خیال بے چین کر دیتا ہو ہائے وہ کیا ہوئے جو ہماری کیفیتوں میں ہم سے زیادہ تڑپ جاتے تھے۔ بھائی یہ لوگ قسمت سے ساتھ رہتے ہیں اور گئے تو پھر اپنا قائم مقام بھی چھوڑ نہیں جاتے ہائے یہ خیال اور رہتا ہو کہ انکی روحیں اب بھی چین سے نہیں ہمارا خیال اب بھی ان کے لیئے مایۂ آزار ہو، خیر میری طرح تمھیں بھی خدا صبر دے۔ وصبر جمیل

شبلی۔ ۲۸ جنوری ۱۸۹۶ء۔

(۱۹)

آج تمھارا خط آیا، مہدی کہ جب ایسے خط آیا کریں تو اس سے مجھکو مشرف کیا کرو، صرف تعلیم و خیریت کے حال سے مطلع کرنا کافی تھا، خیر آئندہ خیال رکھو مثنوی کے بارہ میں اب سے پہلے لکھ چکا ہوں؛

اخبار آفتاب میں مضمون نگاری کیا کرو مشق ہو جائیگی بلکہ میں اصلاح بھی دیدیا کرونگا یہاں پرسوں ایک عظیم الشان جلسہ ہو جن طالب العلموں نے ولایت میں کامیابی حاصل کی ہو ان کے لیئے خیر مقدم ہوگا۔ سید محمود صاحب وغیرہ انگریزی میں اور صرف میں اردو میں اسپیچ کے لیئے منتخب ہوئے ہیں دعوت بھی ہوگی میں شاید کوئی نظم اس وقت پڑھوں آجکل دماغ کے ضعف کی سخت شکایت ہے۔ والسلام

شبلی۔ ۲۔ فروری ۱۸۹۶ء

(۲۰)

السلام علیکم۔ تمھاری بے پروائیوں نے گرچہ دل سرد کر دیا تاہم جیسا ان کے بھی

تم کو خط لکھتا ہون یعنی انشاء اللہ ۲۶ مارچ کو یہان سے روانہ ہونگا، اور الہ آباد ٹھہرتا ہوا اعظم گڈھ پہونچونگا، ابکی مین نے اسی وجہ سے ایک مدید تعطیل حاصل کی ہو کہ جمکر اپنا علاج کرون۔

معلوم نہین تمنے چوکیون کا کیا بندوبست کیا۔

اِن دنون یہان مدبر الملک وزیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ تشریف لائے ہین، (یہ ریاست پچاس لاکھ کی ہی) اِن کے لئے کالج مین خوب جلسے ہوئے مجھ سے نہایت شوق سے ملے، وہ مجھکو پہلے سے جانتے تھے، جلسۂ دعوت مین سید محمود کی فرمائش سے مین نے چند بند فارسی مین لکھے[1] اور کھانیکے بعد پڑھے عجیب سمان بندھ گیا تھا، تمام حضار مجلس حقیقت مین بیتاب ہو گئے، سید محمود صاحب اُٹھ اُٹھ کر ہر بند کو کئی بار پڑھواتے تھے، وزیر صاحب نے پڑھکر کہا کہ افسوس ہی کہ اِن شعرون مین آپ نے میرا ذکر کیا ہی، ورنہ مین اسکی پوری داد دیتا، آج وہ یہان سے روانہ ہونگے،

مثنوی ہنوز چھپکر نہین آئی، شاید ساتھ لاسکون، افسوس ہی کہ مین اتنی مدت مین کچھ کام نکر سکا، ابکی تعطیل تین مہینے پندرہ دن کی ہی، مگر یہ میرے لئے خاص ہی، ورنہ کالج

---

[1] ابتدائی بند یہ ہے:-

اے دل این مایہ انتظار کہ بود؟	آخر این سستی از خمار کہ بود؟
چشم شوقت رہگذار کہ بود؟	ہوس سرمۂ غبار کہ بود؟
این ہمین خانہ جلوہ نگاہ کہ ہست؟	پردۂ دیدہ فرش راہ کہ ہست؟

کی اصلی تعطیل ڈھائی مہینہ کی ہی؛

نیشنل اسکول کی حالت اس اثنا مین بہت کم معلوم ہوئی؛

مولوی حالی صاحب نے مسدس پر جو اضافہ کیا ہی مجھے بھیجا ہی، تمھارے لیے

لاؤنگا۔ جناب حافظ حبیب اللہ خان صاحب و ماموں مولوی محمد سلیم صاحب کیخدمت

مین تسلیم عرض کرنا۔

شبلی۔ ۱۲۔ مارچ ۱۸۸۶ء

علی گڈھ۔

(۲۱)

بھائی ایسے شعر تو نہ لکھا کرو۔ تمکو تو ایک دل لگی یا آرائش نامہ مقصود تھی، مگر

مجھپر سخت اثر ہوا۔ ابکی تعطیل مین نہ آسکونگا، نیشنل کانگریس کا جلسہ ہی اور ۲۶ تک ضرور ہی

یہان رہنا ہی۔ نیشنل اسکول کے مڈل کلاس کا اگر کچھ او پرایوٹ انتظام تعلیم ہو سکے تو

کرنا چاہیے۔ امتحان انتخاب کے پرچے عزیزی محمد اسحق بھیجین گے، اور وہی جوابات پر نمبر

دین گے، مگر امتحان کے وقت نگرانی کا کام صرف مولوی محمد عمر صاحب کرین؛

عزیزوان کو کسی معقول طریقے سے روانہ کردونگا، اور انشاءاللہ وہ ۲۵۔ دسمبر تک

یہان سے روانہ ہوجائین گے۔ اکبر شریک امتحان ہوگا یا نہیں؛

والسلام۔ شبلی نعمانی

۱۴۔ دسمبر ۱۸۸۶ء

(۴۲)

عزیزمن -

تمہارا بھیجا بہا و بیش قیمت کارڈ آیا اس اسراف کا نہایت ممنون ہون سچ یہ ہی کہ اگر یہ کچھ خدمت بیتا تو میرا کیا زور تھا آخر مولوی محمد عمر صاحب کا مین نے کیا کر لیا جو نہ صرف میری عرایضہ کا جواب بھی بے پروائی کے حوالہ کرتے ہین،

ایک ٹکٹ رکھ دیا ہی اب جواب آئے تو خط کے پیرایہ مین آئے[1] ٹکٹ کے بھیجنے سے تمہارا احسان کم قیمت نہین ہوجائیگا، آخر سادہ لفافہ تو تمھارے ہی دامون کا ہوگا -

. . . .

مدرسہ کے حالات تعمیر کی تجویز منشی محمد اکرام کا رقعہ یہ امور افسوس ہی کہ مین انکو بھی ضروری خیال کرتا ہون افسوس اسلیئے کہ تمھاری رائے بھی اس خصوص مین شاید مخالف ہوگی، بجائی سامنے کے بہ نسبت آدمی غائبانہ زیادہ پہچانا جاتا ہی کارڈ مین جو کم سخنی صرف ہوئی ہی اسوقت موزون ہوتی جب تم سامنے بھی خاموشی مین مولوی فیاض احمد کے ہمزبان ہوتے[2] خیر انہم غنیمت است -

مجھکو نینی تال مین[3] کچھ دلچسپی نہین ہی بس اتنا ہی کہ روزے[4] یہان گرمی نہین دکھاتے -

---

[1] دو حرف کرم خوردہ ہین [2] اسوقت مولانا - سید صاحب کے ساتھ نینی تال مین تھے، دیکھو ۳-۱،

[3] رمضان کا زمانہ تھا، نینی تال کی برودت مین روزے تکلیف دہ نہ تھے،

سید محمود کی مستقل تقرری مین چند معزز انگریزون کی مخالفت کچھ کم ضرور نہ تھی مگر بخت
اقبال کی تیز چمک نے یہ ظلمت ہٹا دی۔

سید صاحب مجھ سے اصرار کرتے ہین کہ تم اپنا فوٹو لو، یہان کا فوٹوگراف نہایت استاد
ہے مگر کم سے کم ۵۰؎ کا خرچ ہے جسمین بارہ تصویرین طیار ہونگی، دو فوٹو خود سید صاحب
خریدنا چاہتے ہین، مین نے کہا بھی کہ بھلا آپ سے قیمت کون لیگا اگر وہ نہین ملتے
دس کا بیان باقی رہین، اگر اعزہ و احباب سب خرید لین تو مین کھنچوانے پر آمادہ ہون
دکھواتے نام خیال مین آتے ہین، اسحق علی احمد محمد، تم حمید حافظ حسن علی صاحب،
جناب والد قبلہ جناب مولوی مرزا محمد سلیم صاحب اور کس کا نام بتاؤن، مگر اس تحریر
کا یہ مقصد نہین کہ تم تصویرون کے بیچنے مین دلالی کرتے پھرو، خود بطور خود ...
خواہش کرین تو اور بات ہے، جناب سید صاحب اپنے حالات سفر لکھنا چاہتے ہین انکی
تصویرین بھی ہونگی، میری تصویر اسی غرض سے مانگتے ہین مگر ابھی یہ بات کہنے کی نہین
اپنے ہی تک رکھنا۔

اب کی پٹنہ محمدن اسکول سے جو خاص مسلمانون کے ہاتھ مین ہے آٹھ لڑکے انٹرنس
مین پاس ہوئے جنمین پانچ مسلمان ہین،

محمدن تعلیمی مجلس اس سال لکھنؤ مین ہوگی، اشتہار مین شائع کیا گیا ہے کہ شبلی
مسلمانون کے گذشتہ تعلیم پر ایک وسیع مضمون پڑھے گا، شاید یہ مضمون مین جی لگا کر لکھونا

سلہ [illegible] غنیمت سمجھی جاتی تھی۔

اور اگر تمنا یہ لکھون - ہان دیکھنا کہین حافظ صاحب (حبیب اللہ خان صاحب) کی خوشبو
تو نہین آتی اگر میری قوت شامہ صحیح ہو تو انکو تسلیم کہو -

نعمانی - ۸ مئی ۱۸۸۶ء

(۲۳)

السلام علیکم - اگرچہ آپ مجھکو کسی قسم کے رنج دلانیوالی بات سے بہت کم رنج ہوتا ہے
بلکہ اکثر نہین ہوتا - لیکن تمھارا طرز تحریر غیر معتدل تھا اور عذر بھی نامعقول، مگر خیر بات کو
طول دینے سے کیا فائدہ - اعزہ فارسی نثر کی بھی ایک کتاب پڑھتے تھے جو اِن کے پاس
موجود ہوگی، بوستان کے چار شعر کافی ہین، باقی ایک وقت وہ کتاب پڑھنی چاہیئے، تم
فوراً حمید کو میری طرف سے تاکید کردو،
مولوی محمد عمر صاحب کا کارڈ مجھکو نہین ملا اور نہ توقع ہے کہ ملے - ان کو ترقی کی میری
طرف سے مبارکباد دینی چاہیئے اگرچہ انکی قابلیت کا یہ بہت کم نرخ ہے مولوی صاحب
پرکیا ہے اگر تمھین ذرا تکلیف کرو اور لکھو کہ منشی جی نے رقعہ لکھایا نہین اور کیون توقف
ہے ؟ مکان مدرسہ کی نسبت کیا کارروائی ہورہی ہے، کوئی نیا ماسٹر ملایا نہین، تو کچھ اتنا ہرج
نہ ہوگا - مین مکان پر واپس آنا چاہتا تھا مگر شاید کوئی خاص فائدہ حاصل نہو، جو مضمون
مین کانگرس مین دونگا وہ کانگرس کیطرف سے چھاپا جاویگا، نقل لینے کی کیا ضرورت ہے،
سُنیئے ایک بہاریہ قصیدہ لکھنا شروع کیا تھا اگرچہ ابھی صرف ۲۷ شعر ہوئے مگر اُمید
ہے کہ اُمید سے بڑھکر ہوئے، غالباً غالب سے کم رتبہ کا نہ ہو، تو اردو کے ڈر سے قصائد

غالب سے طلب کیا۔

شبلی نعمانی۔ ۱۶ جون ۱۹۰۶ء

(۲۴)

سلام علیک۔ مین اپنا مسطر وہان چھوڑ آیا بڑے کمرے کے صدر جانب جو الماری ہے اس کے پہلے تختہ پر ہے، فوراً بھیجدو، اور اگر نہ ملے تو مجھے اطلاع دو، ذرا محمد علی سے بھی دریافت کر لینا۔

والد قبلہ سے کہکر دادا صاحب کی تصویر بھجوا دو یا اُن سے لیکر تم خود بھیجدو۔

عزیزی محمد یہان پانچوین کلاس مین داخل ہو جائین گے، جنید وغیرہ نے بھی انگریزی شروع کی ہے۔

میری بیاض کا قریباً آدھا حصہ چوری گیا، نہایت افسوس ہے۔

ماسٹر کے لئے متعدد جگہ خطوط گئے ہین، اُمید ہے کہ کامیابی ہو، حمید کو لے دو کہ فوراً یہان چلے آئین۔ ورنہ یہ سال بھی ضائع ہوگا، جسقدر ہو سکے جلد آئین، ماموں صاحب کے اگر گھر مین نہ رہ جائین۔

والسلام

شبلی نعمانی۔ ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء

(۲۵)

برادرم۔

مین تمکو خط لکھتا ہون، اس لیے نہین کہ تم محمد آباد مین ہو، عظمگڈھ مین بھی تم ہوتے

تو وہ ایک ضروری امر ہے کہ لکھنا ہی پڑتا۔

ضامن کو اس زمانہ مین نہایت تکلیف تھی، سردی کھاتا تھا اور کچھ نکر سکتا تھا مجھکو معلوم ہوا تو مین نے کچھ روپئے بھیجدیے جس سے اسکی سرمائی بنی، پھر کتابونکی ضرورت ہوئی، اور نہایت ہرج ہونے لگا اس نے مجھ سے کہا تو تم کو وہ خط لکھا گیا جو بے شبہہ سخت تھا،

اگرچہ مین ایک بیہودہ بحث مین پڑنا نہین چاہتا تاہم یہ ہرگز یقین نہین کرسکتا کہ تمھارے وسائل آمدنی تنخواہ تک محدود ہین، علی ضامن کو اعظم گڈھ مین گھر سے خرچ آتا تھا تم نے بند کرایا گو دام مین سیکڑون روپئے کہان سے لگتے ہین، خیر اس فضول قصہ کو جانے دو، تم الہ آباد آؤ گے اس سے مجھکو خوشی ہوئی مین نے اعظمگڈھ والون کے لیئے وہان کانگرس کے احاطہ مین ایک جُدا کمرہ مقرر کرالیا ہے، سب وہین رہین گے اور مین بھی شاید اس زمانہ مین وہین رہون،

ہان وہ ضروری امر جو اس خط لکھنے کا باعث ہے یہ ہے کہ مین انشاء اللہ مئی سنہ ۱۸۹۰ء ضرور قسطنطنیہ روانہ ہوجاؤن گا، اور غالباً چھ مہینے وہان قیام کرون گا، مین چاہتا ہون کہ تم ساتھ چلو، صرف راہ سے تمکو کچھ تعلق نہین، علی ضامن کا بھی بندوبست ہو جائیگا، تم کو بلا تنخواہ چھ مہینے کی رخصت بھی ملسکتی ہے، تم اس تجویز کے ہر پہلو پر غور کر کے مجھکو جواب لکھو، میرا سفر ہر طرح قطعی ہو چکا ہے زیادہ تفصیل عندالملاقات معلوم ہوگی،

لائف آف ابو حنیفہ کا پہلا حصہ مین ختم کر چکا اب دوسرا حصہ شروع کرونگا۔

والسلام۔ شبلی نعمانی۔ ۱۱- دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء

---

۱ مکتوب الیہ کے بھائی کا نام ہے،

(۲۶)

برادرم۔

مین نے خوشی کے ساتھ علی ضامن کا نام کامیاب شدہ طلبا کی فہرست مین پڑہا،
اب کیا ارادہ ہے، الہ آباد بھیج سکتے ہو تو اچھا ہے، علی گڈھ کے متعلق دو تجویزین ہین،
(۱) کسی قدر وظیفہ یعنی ۸ ماہوار مقرر ہو جائے گا، لیکن بورڈنگ کا صرف
اس سے زیادہ ہے،
(۲) میرے مکان پر رہے، صرف خوراک کے علاوہ فیس ۳ ہوگی لیکن صرف خوراک
سے تمکو کچھ مطلب نہ ہوگا۔

تمھارا عزیز میرا عزیز ہے اسلئے جو اعانت ہوسکے میرا فرض ہے اور اسکے قبول
کرنے مین مضائقہ نکرنا چاہیے، اگر مین عزیزان قوم کے کام نہ آسکون تو کس کام کا؟

والسلام

نعمانی ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

(۲۷)

عزیزمن!

ایک ہفتہ سے بخار مین مبتلا ہون جیسی گذرتی ہے خدا جانتا ہے، حمید سے پانچ
شعرون کے لئے نہین کہا تو وہ پہلے حمید بن گئے
بندوال کے مدرسہ کا جو حال لکھا، مین نے اسکی نسبت ایک خواب پریشان

دیکھا ہی میان نصیر کا کچھ پتہ لگا،

تنخواہ آئے تو سب چندے بھیجتا ہون، اور کیا لکھون، ضعف سے لکھنے کا یارا کہان

نیل[ا] وغیرہ کا حال لکھو،

والسلام

شبلی نعمانی۔ ۹ ستمبر ۱۸۹۰ء

(۲۸)

عزیزی۔

یہ دریافت کرو کہ مولوی محمد فاروق صاحب چریاکوٹ[ب] مین ہین یا نہین، اگر ہون تو خود وہان جا کر اُن سے میری طرف عرض کرو کہ وہ فوراً یہان تشریف لائین، حاجی اسمٰعیل خان کے بھائی اپنی تعلیم کے لئے انکو بلاتے ہین، پچاس تنخواہ اور کھانا وغیرہ مستزاد۔ مولوی صاحب کو نہایت آرام ہوگا، یہان سے وہ جگہ دس بارہ میل ہی،

فوراً لکھو کہ اس تعطیل مین یہان کون کون حضرات تشریف لانیکا ارادہ رکھتے ہین چھوٹے چچا کو ضرور آنا چاہیئے۔

سیرۃ النعمان یعنی الائف آف ابوحنیفہ بالکل تیار ہی، اخیر دسمبر مین انشاءاللہ مطبع سے شائع ہوگی، تین سو صفحو نکی کتاب ہی، ایک روپیہ چار آنہ قیمت قرار پائی ہی، اگر تم یا اور کوئی شخص اکھٹے پچاس جلدین منگوالے تو اُسکو پانچ روپیہ کا فائدہ ہوگا کیونکہ سو روپیہ پر بیس روپیہ کمیشن مقرر کیا گیا ہی،

[ا] اس زمانہ مین نیل کی تجارت ہوتی تھی، [ب] چریاکوٹ اعظم گڈھ مولوی صاحب موصوف کا وطن تھا،

یہ کتاب وہان خوب پھیلانی چاہیئے، گو محنت اور جانکاہی بہت ہوئی لیکن خدا کا شکر ہو کہ کتاب بھی اچھی تیار ہوئی،

ابکی کانفرنس مین مجمع تو بہت نہوگا لیکن بڑے بڑے لائق جمع ہون گے اور اپنا جوہر کمال دکھائین گے۔

والسلام

شبلی نعمانی۔ ۱۲-دسمبر ۱۸۹۱ء

(۲۹)

برادرم۔

دس جلدین حسب فرمائش ویلو۔ پی بھیجی گئین، چار جلدین او قیمت ادا کرکے بھیجتا ہون، انکو فروخت کرکے اسکول کا چندہ ادا کر دینا۔ پانچ روپیہ قیمت ہو اور آٹھ آنہ محصول ڈاک اسی حساب سے فی جلد لگا لینا،

اعظم گڈھ اور دیہات واطراف مین اس کتاب[1] کے بہت سے نسخے شائع ہونے چاہئین حنفیونکی مزید اطلاع کا باعث ہوگا۔ چند اشتہارات بھی بھیجتا ہون کچہری کے عمال اور سوداگرون کو اس سے واقف ہونا چاہیئے۔

مولوی محمد فاروق صاحب کا کچھ پتہ نہ چلا، پھر کوشش کرو،

والسلام

شبلی۔ ۱۳-جنوری ۱۸۹۲ء

---

[1] یعنی سیرۃ نعمان کے۔

(۳۰)

میان محمد سمیع۔

بجانی عجیب معاملہ ہی، ذرا تم بھی سُنو اور انصاف کرو کہ کون حق بجانب ہی، مین نے

وہ دو سو روپیہ، ہان یہ بھی یاد رہے کہ یہ دو سو نہ تھے، کیونکہ ایکسچینج کی وجہ سے مجھکو صرف مالہ (۱۹۰)

پاس سے کچھ زیادہ پہنچے تھے مین نے یہان آکر اپنے پاس سے دو سو (۲۰۰) روپیے پورے کر دیئے)

مولوی محمد عمر صاحب کے پاس بھیجدیئے کہ دادا مرحوم کی یادگار مین چھوٹے چچا کے

نام سے جمع کر دین، اور چچا کو نہایت شکر گذاری کا خط لکھا اور اطلاع دی، کہ وہ روپئے آپکے

نام سے اسطرح جمع کر دیئے گئے، چونکہ مجھکو خیال تھا کہ وہ واپس لینا گوارا نکرینگے اور مین خود

اپنے پاس رکھنا پسند نکرتا تھا اسلیئے ایسی صورت نکالی کہ دونون مطلب نکل آئین، اب

تماشا یہ ہی کہ چچا صاحب وہ روپیے لیئے لیتے ہین اور میان اسحٰق بھی ان کی تائید پر آمادہ

ہین، مین سخت حیرت مین ہون کہ جو روپئے کسیکو دیدیئے اسکو واپس لینا کونسی ہمت ہے۔

میان اسحٰق کہتے ہین کہ بزرول کے دائرہ مین ہمت کا یہی پیمانہ ہی، تم علی گڈھ کی باتین

کرتے ہو۔ مجھکو افسوس ہوتا ہی کہ آج چچی مرحومہ زندہ نہین ورنہ مین دکھا دیتا کہ بندول ہی

ہمت کا اور بھی معیار ہی، اُنھون نے نیشنل اسکول مین پانسو روپے دینے کہے تھے اور

سو دے بھی دیئے اور تقاضا کیا جاتا تو سب وصول ہو جاتا، واللہ مجھکو تعجب ور سخت تعجب ہی

غالباً چھوٹی چچی کو ایسی پست ہمتی پسند نہو، لیکن میان اسحٰق اور چچا نہین مانتے، خیر

اچھا ہوا، مین سبکدوش ہو گیا، اور بندول کی نئی اصطلاح سمجھ مین آگئی۔ ذرا تم بھی تو

اپنی رائے ظاہر کرو، لیکن خدا لگتی کہنا، رو رعایت کو دخل نہ ہو۔

والسلام

شبلی۔ ۴۔فروری سنہ ۱۸۹۳ء

(۳۱)

برادر عزیز محمد سمیع سلمہ

خط پہونچا، مین تین چار مہینہ سے اکثر صحیح نہین رہتا، آج پانچوان دن ہی کہ بہت سخت بخار آیا، ایک سو چھ درجے پر حرارت تھی، چار دن تک یکسان حالت رہی اور نہایت سخت تکلیف رہی۔ کلہ سے کمی ہی، لیکن تکلیفین وہی ہین کھانسی بہت ہی، کونین جو بہت سی کھلادی ہی تو کان سے بہت اونچا سُننے لگا ہون،

مولوی محمد کامل نہین آئے تو مولوی محمد منیر حریا کوٹی کو لکھو اور بہت جلدی جواب حاصل کرکے میرے پاس بھیجدو۔

پچیس بھیجتا ہون اور آئندہ سے انشاء اللہ تعالیٰ پانچ بھیجا کرون گا،

سیرۃ النعمان بکی ہو چکی[1] دوسری بار چھپ رہی ہی، نتیجہ امتحان سے خوشی ہوئی، میان اسحاق سے رائے لیکر ایک عرضی مزید امداد کیلئے بربنا، رپورٹ انسپکٹر گورنمنٹ مین بھیجنی چاہیئے

محمد شبلی نعمانی

یکم اپریل سنہ ۱۸۹۳ء

[1] یعنی پہلا ایڈیشن صرف تین مہینے مین ختم ہو گیا، دیکھو مکتوب ۲۰۔

(۳۲)

برادرم۔

السلام علیک۔ تمہارا خط پہونچا، میان منیر آئین تو نہایت جلد آئین، یہان انکے رہنے سہنے کا بھی بندوبست کردیا جائیگا،

تمہاری ہمدردی بہت کچھ قابل شکر ہی، گھر والونکے عام سکوت مین تمہاری اتنی صدا بہت غنیمت ہی، مین انشاء اللہ اگر اچھا ہوگیا تو اسی مہینے مین کشمیر جاؤنگا اور ڈیڑھ دو مہینے وہان رہونگا، اگر تم کشمیر تک چلو تو ضرور چلے آؤ، سفر کا خرچ جو تقریباً چالیس پچاس ہوگا (دونون طرف کا) تمہارے ذمے، باقی اقامت کا خرچ میرے ذمے۔ علاوہ میری ہمرہی و ہمدردی کے کشمیر کا دیکھنا کچھ کم نعمت نہین، یہان نہ دیکھا تو قیامت مین اگرچہ جنت اس کا نمونہ دیکھنے مین آئے گا، مگر اصل و نقل مین پھر فرق ہی، بہرحال آتے ہو تو آؤ ورنہ جواب لکھو کہ انتظار نہ کرنا پڑے،

بخار کے دورے ہوتے جاتے ہین، آج ڈاکٹر صاحب نے بڑے سروسامان سے بخار کے روکنے کے لیے تیاریان کین ہین، مگر دیکھیے میدان کسکے ہاتھ رہتا ہے،

والسلام
شبلی۔ ۵۔ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء

(۳۳)

میان سمیع۔

مین کشمیر سے بیمار ہوکر واپس آیا، اور خرچ کی سخت زیرباری ہوئی۔ تمنے سنہ کے

بھیجنے کا وعدہ کیا تھا اب یہ خیال ہو کہ والد تم کو تقاضا لکھتے ہین اور تم کو خبر تک نہین ہوتی
بتیمر کے بغیر تمام کام ابتر اور خراب ہو رہا ہی جلد توجہ کرو تمکو اس سے زیادہ لکھنا بیجا ہی

والسلام

شبلی۔ علی گڈھ

۳۱۔ جولائی ۱۸۹۲ء

۲۴

میرا مجموعہ نظم فارسی مطبع مین چھپنے کے لیئے گیا اور امید ہی کہ جلد تیار ہو جائے،
اخبار کے پرانے فائلون اور بعض اور طریقون سے جہانتک ہو سکا اشعار جمع کیئے گئے
جس کے محرک بلکہ جامع نواب سید علی حسن خان فرزند نواب صدیق الحسن خان
مرحوم ہین۔

میان مہدی کے واپس آنے پر مین نے مشن اسکول کے جلسہ کے لیے ایک
نظم لکھی تھی آمدہ اسکی ردیف ہی اگر تم اسکو بہم پہنچا کر بھیجدو تو وہ بھی چھپ جائے،
تمھارے ذریعے سے اس مجموعہ مین اگر کچھ اضافہ ہو سکتا ہو تو اٹھا نہ رکھو لیکن اسکے
ساتھ جلدی بھی شرط ہی کیونکہ عید تک چھپکر شائع ہو جانا مقصود ہی۔

مین آج کل سفرنامہ لکھ رہا ہون۔

والسلام

شبلی نعمانی۔ ۲۶۔ مارچ ۱۸۹۳ء

(۳۵)

خط پہونچا: ہان مجھکو نارنگیان بہت پسند ہین لیکن تمھاری تکلیف کے لحاظ سے کبھی تکلیف نہین دی: مین آدمی تو ہون مگر "انا الناس" کو پسند نہین کرتا۔ روپیون کی جلدی نہین آجائین گے،

اکی ضامن وحمید کی کامیابی کی کافی اُمید ہی، حامد وجنید کا امتحان سالانہ ابھی ختم ہوا دونون پاس ہوئے اور دوسرے یعنی سکنڈ کلاس مین چڑہا دیئے گئے، نظم فارسی تم کو تحفتہً بھیجتا ہون، مین نے اسکا کاپی رائٹ نیشنل اسکول اعظم گڈھ کو دیدیا ہی، اس خیال سے چاہتا ہون کہ اس سے معتدبہ رقم آجائے، اعظم گڈھ والون کے لیئے مین نے اسکی قیمت ایک روپیہ فی کاپی مقرر کی ہی معمولی قیمت چار آنہ ہی، غالباً معمولی قیمت کے خریدار گورکھپور مین بھی ملجائین،

الفاروق انشاء اللہ ضرور لکھونگا لیکن وقت کی تعیین نہین کرسکتا، معلوم نہین سفرنامہ سے ملک کو کہان تک دلچسپی ہوگی، اس کا اندازہ ہوتا تو اسی حساب سے جلدین چھپتین اُمید ہی کہ مین جون کی تعطیل مین گھر جاؤن۔

والسلام

شبلی نعمانی۔ ۱۱-اپریل سنہ ۹۲ء

(۳۶)

السّلام علیکم۔ فوراً لکھو کہ حافظ حسن علی صاحب کے روپیئے وصول ہوئے یا نہین

سلف انناس کو ظرافتہً انا الناس لکھا ہی

اگر نہین ہوئے تو تم کو دینا پڑیگا،

آج مین نے والد قبلہ کو چند اُردو اخبارات بھیجے ہین وہ دیکھ چکین تو تم لے لینا اور اپنے پاس رکھنا۔ مولوی حالی کی نظم کا پرچہ ضرور محفوظ رہے۔

والسّلام

شبلی۔ ۱۔فروری ۱۸۹۴ء

(۳۷)

..........[1] چھوڑے۔ انشاءاللہ عنقریب مکان آؤن گا گو مجھے کوئی ظاہر بیماری نہین، مگر طبیعت مین وہی فسردگی سی ہے،

مہدی کی کامیابی کا حال جو انکی ترقی مقصود کا مبارک دیباچہ ہی تمکو معلوم ہوا ہوگا، یہان[2] مین نے مجلس مباحثہ مین اس بات پر لکچر دیا کہ ہمارا گذشتہ طرز تعلیم موجودہ طرز تعلیم سے عمدہ تھا اور لطف یہ کہ عموماً طلبا نے میرا ساتھ دیا اور.......... سید محمود بالکل مجھ سے موافق تھے،

تم کوئی فرمائش کرو تو بشرط امکان لیتا آؤن۔ ہمارے مکرم مولوی محمد عمر کی خدمت مین تسلیم کہو اور حضرت حافظ حبیب اللہ صاحب کی خدمت مین بھی اگر قبول کرین،

شبلی نعمانی۔

۱۹۔ نومبر ۱۸۹۴ء

---

[1] یہ سطرین کرم خوردہ ہین۔ [2] یعنی علی گڈھ کالج کے یونین کلب مین۔

(۴۸)

عزیزی -
سلام علیکم - تمہاری کوتاہ قلمی میرے تمام جوشوں کو برباد کر دیتی ہی بھائی ٹکٹ کے دام میرے حساب مین رکھ لے مگر خدا کے لیے خطوط تو دسوین پندرھوین دن بھیجا کرو مین دو ایک نہینے سے بالکل بیکار رہتا ہون دماغ سے کچھ کام نہین ہو سکتا، ابکی انشاء اللہ مکان پر نہایت مستعدی سے علاج کرونگا - میری خواہش ہی کہ تمام تعطیل علیگڈھ بسر کرون، بندول دو تین روز سے زیادہ نہ رہون -

ہان دو چوکیان چھوٹے پایو نکی طیار کرانی منظور ہین، حافظ حسن علی صاحب نے ایک چوکی خریدی تھی جو آپ چھاونی پر ہی ذرا اس سے طول عرض مین زیادہ - والد قبلہ سے لکڑی کے لیے کہنا اگر گودام پر موجود ہو تو فبہا ورنہ خریدنے کا بندوبست کر کے مجھکو قیمت سے مطلع کرنا - مارچ کے اخیر تک دو چوکیان بالکل طیار رہین، نہایت تاکید جاننا،

تعطیل مین انشاء اللہ عزیزی جنید وغیرہ میرے ساتھ اعظم گڈھ رہین گے،

میان نظیر محمد کا مضمون آفتاب ہند مین مین نے بھی دیکھا معلوم نہین کس نے لکھا تھا خیر خاصہ تھا - افسوس ہی کہ تم کبھی نہین لکھتے،

یہان ان دنون خوب جلسے ہو گئے، بیرسٹرون کے لئے خیر مقدم ہوئے میان عبد المجید[۱] جونپوری بھی تھے، مجھ سے بہت انس پیدا کیا، اصرار کرتے گئے کہ الہ آباد مین ان کے بان

[۱] آنریبل نواب عبد المجید الہ آباد،

ٹھہرون اور ان کو پہلے سے مطلع کرون، کل مولوی عبدالغفور و شاہ امجد اللہ بھی یہان پہونچے، امجد اللہ کی خردماغی پر سخت حیرت ہوئی۔ ان سبھون کو منصفی اس سے زیادہ مغرور کرتی ہی جتنا کہ فرعون کو مصر، مولوی عبدالغفور نہایت لطف سے ملے خیر ان حضرات سے کیا مطلب؟ ہان ایک اور لطیفہ سنو، مولوی عبدالغفور نے مجھ سے کہا کہ سنا ہی کہ مہدی حسین نہایت آزادانہ بے تمیزی کے خط اپنے والد قبلہ کو لکھتے ہین، اور اس خط کا حوالہ دیا جس مین انھون نے لیڈیون کے ناچ کا ذکر کیا تھا، مجھکو یہ تعجب ہوا کہ یہ خبرین ان لوگونکو کیونکر پہونچتی ہین، والد قبلہ چونکہ مہدی کے خطوط ان سبھون کو سناتے ہین، تو سب اسی نکتہ چینی کی غرض سے سنتے ہین، خیر لیٹ دی، ڈاک بارک[۱]،

مین نے مولوی محمد عمر صاحب کے خط مین یہان کے مذہبی جوش حال لکھا ہی مجھکو افسوس ہی کہ اسمین اسحٰق اور عثمان کا ذکر ناحق لکھا مولوی محمد عمر صاحب اس حصۂ خط کو لوگونکو نہ دکھائین،

ان دنون اردو کی ایک غزل لکھی تھی اور حمید کو بھیجدی، تم ان سے منگا لو، آج کل داغ اور حالی کی دلی مین خوب معرکہ آرائیان ہین، دو تین غزلین اخبارون مین چھپی بھی ہین، داغ کا دوسرا دیوان بھی چھپ گیا اور تیسرا چھپ رہا ہے[۲]، مثنوی نہایت خراب لکھی ہی، میری مثنوی میرے ساتھ آئے گی، عموماً اہل سخن نے نہایت پسند کیا،

---

[۱] انگریزی میں وہ کمرے جو ٹھہرنے کو ہوں [illegible]۔ [۲] مولانا [illegible] داغ کو بہت پسند کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ شعر ان کو [illegible]۔

بخدمت جناب حافظ حبیب اللہ صاحب تسلیم قبول باد۔

شبلی۔ ۶۔ مارچ ۱۸۸۶ء

(۳۹)

عزیز من،

تمنے شاید اس لیئے خط کتابت کو خیر باد کہا کہ مین نے تمھارے ایک پیسہ کی فیاضی کی قدر نہین کی، یعنی تمھارے کارڈ کا جواب نہین لکھا، خیر غلطی ہوئی معاف کرو، مدرسہ کے حالات بہت کم معلوم ہوتے ہین، دیکھیئے ابکی انسپکٹر کا ملاحظہ کیسا ہوتا ہی جاڑون کی تعطیل مین مڈل کلاس کو اعظم گڈھ رہکر کوئی انتظام تعلیم کا کرنا چاہیئے۔ مہدی کے حالات اگر کچھ معلوم ہون اور دلچسپ بھی ہون تو لکھو لیکن اگر چھاؤنی وغیرہ کا آنا ہو تو کچھ ضرور نہین، اعزا اچھے ہین اور بڑی بات یہ ہی کہ گھبراتے نہین، اگرچہ گھر چلنے کے دن گنتے رہتے ہین، سید صاحب فرماتے ہین کہ انگریزی بھی شروع کرا دیجائے مگر مین ابھی مناسب نہین خیال کرتا ہون۔ شارح سے آ گئے، معلوم نہین بھائی مجید کہان گئے۔ افسوس ہی کہ عزیزی الحق اس تعطیل مین مکان پر نہونگے،

مین نے عیدیہ قصیدہ مین آجکل ایک تقریب سے کچھ تغیر کیا ہی کوئی ۲۶ شعر بڑہا دیئے ہین۔ مگر اتنی ہی اصل مین سے نکال بھی دیئے، واقعی یہ شعر جو بڑہائے گئے بلند پایہ ہین، نمونہ بھیجتا ہون اس کا آدھا تھان لیکر فوراً بھیجدو، اگر رنگ مین کسی قدر تفاوت

ئے یک قدرہ ہندی، رزمیہ نظم جسکو گاکر پڑھتے ہین

ہو تو کچھ ہرج نہین۔

تعطیل مین تم کہان رہوگے،

نعمانی ۲۷- نومبر ۱۸۹۶ء

(۴۰)

لو بھائی ہم مین کا ایک عنصر کم ہوگیا، عزیزی مہدی[1] نے جان دی اور کس حالت کے ساتھ کہ کلیجے کے ٹکڑے اُڑ گئے،

مین بدبخت پاس تھا اور اس لئے جتنے تیر پھینکے سب میرے ہی جگر پر لگے ہائے اسکی جوانہ مرگی! ہائے کیا معلوم تھا کہ وہ اس قدر جلد دنیا سے جائیگا ورنہ مجھ پر لعنت اگر مین اس سے ناراض رہتا،

ہائے سب برائیون پر وہ سب سے اچھا تھا، آج چوتھا دن ہے لیکن خدا کی قسم اسوقت تک دل نہین ٹھہرتا، سو بار رو چکا ہون ور دل نہین ٹھہرتا۔ اسکی ایک محبوب یادگار ہے جس کو وہ بہن کہتا تھا یعنی شافیہ[2] اس سے بار بار لپٹ کر روتا ہون لیکن کچھ بھی تو تسلی نہین ہوتی اسکو تسلی دینا چاہتا ہون لیکن خود بیقرار ہو جاتا ہون ایک اور اسکے نام سے وابستہ بدقسمت ہے جو پہلے چھوٹی بھاوج تھی لیکن اب پیاری بہن ہے،

تم لوگ مزے سے باہر ہو، ہان آفت زدون کو سنبھالنا میرے سر پڑا ہے، ہائے مہدی، وائے مہدی،

بدبخت ازلی

شبلی نعمانی - ۲ جولائی ۱۸۹۵ء اعظمگڈھ

[1] مولانا کے مرحوم بھتیجے جوان۔ [2] مہدی مرحوم کی یتیم لڑکی

مین واقعات حال کی وجہ سے تنگدل ہو کر تفریح کے لیئے سفر کرنا چاہتا ہون۔
موازنۂ قومی اور والد قبلہ کی صحت یابی کا جلسہ کرکے جاتا ہی، تم غائبانہ اسکو اسلیئے
اسقدر ضرور کرو کہ نقشہ مطبوعہ مع اصلاح و ترمیم کے بیرنگ میرے پاس بھیجدو، تاکہ مین مجمع
مین پیش کر سکون۔ جلسہ پانچ چھ دن مین ہوگا،
والد اب بفضلہ اچھے ہین۔

والسلام

شبلی۔ ۲۱۔ جولائی ۱۸۹۶ء

اعظم گڈھ۔

(۴۲)

نقشہ پہونچا۔ تمھاری محنت اور تحقیق کا مین جلسہ مین خاص طرح پر اظہار کرونگا،
جو پہلو تمھارے خیال مین ہی مین اس سے غافل نہین ہون، اصل یہ ہی کہ اسکول
کی حالت نہایت نازک حالت پر آگئی ہی اور سخت جوش پیدا کیئے بغیر اس کا ٹھہرنا مشکل
معلوم ہوتا ہی، ایک سو (۱۰۰) ماہوار کی کمی پوری کرنی ہی، اسلیئے اسکا جلسہ کرنا ضرور تھا اسیکے
ضمن مین یہ جلسے بھی کر دیئے جاتے ہین کہ لوگ کسی طرح شریک تو ہون، باقی تعزیت و تہنیت
کا اجتماع الضدین تو مین اسکا پہلو سنبھالکر کارروائی کرونگا۔

شبلی ۱۳۔ اگست ۱۸۹۷ء

(٤٣)

عزیزی۔

چندہ غالبًا تم نے بھیجدیا ہوگا،

اُمورِ ذیل لکھ بھیجو،

مین نے وکالت کا امتحان کس سنہ مین دیا؛

رامپور وغیرہ کا سفر کب کیا؛[1]

اعظم گڈھ مین تحصیلداری کا مدرسہ کس سنہ مین قائم ہوا تھا؛

والسلام۔ شبلی۔

١١۔ نومبر ١٩٠٠ء علی گڈھ

(٤٤)

کارڈ پہونچا۔ ابکی رپورٹ[2] قدرت علیخان کے ہان نہین چھپے گی مین اسکو نہایت خوشخط اور صاف عمدہ کاغذ پر چھپواؤنگا،

تمہارا چندہ کسی کے ذریعہ سے نہین پہونچا' فورًا بندوبست کرو،

ابکی انسپکٹر نے اسکول کا معائنہ کیا' بہت خوش گئے اور ہزار سکشن کی ایڈ کا حکم دیا لیکن ساتھ ہی یہ قید لگادی کہ اگر نومبر [illegible]ء تک اسکول کی عمارت پوری نہ بنجائیگی تو ایڈ بند ہوجائیگی اب سخت تردد ہے کہ کیا کیا جائے۔

---

[1] بغرض حصولِ علم۔ [2] جلسہ سالانہ قومی کی رپورٹ۔

دسمبر مین حامد کی شادی ہے یہی مین اُسدن شادی کی حقیقت اور اُسکے مراسم پر نہایت وسیع
اور پُرزور لکچر دونگا اور انشاء اللہ بیہودہ رسمونکی جڑ کاٹ دونگا۔

والسّلام۔

شبلی نعمانی ۲۴۔ نومبر ۱۸۹۷ء

(۴۵)

بھائی سمیع! تم ایسے الفاظ کیون لکھتے ہو بے شبہہ مین لوگونکو نہین بلاؤنگا لیکن تم
شوق سے آؤ اور لکچر سنو، البتہ کُھنڈ ہ جانا مین پسند نہین کرونگا، ورنہ اورونکو شکایت ہوگی
لیکن شادی دسمبر مین ہوتی نظر نہین آتی، وہان والے کہتے ہین کہ یہ ایّام منحوس ہین،
اس لیئے ۱۹۔ جنوری چاہتے ہین، خط کتابت ہو رہی ہے،
مدرسہ حاجی صاحب وغیرہ کے برتہ پر نہین بن رہا ہے، خدا نے چاہا تو وہ بنے گا،
اور ضرور بنے گا۔ میان سمیع، لوگ اپنے مکان مین عموماً ہزار دو ہزار صرف کر دیتے ہین
اور یہ عام بات ہو رہی ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ لوگ مدرسہ کو اپنا نہین
سمجھتے، بہرحال یہ طے شدہ امر ہے کہ اگر اور کوئی صاحب نہ ملے تو مین کل کمرے صرف
اپنی لاگت سے بنواؤنگا۔

والسّلام

شبلی نعمانی
۶۔ دسمبر ۱۸۹۷ء

(۴۶)

میان سمیع

تار میان عبد الحلیم نے دیا تھا، نقل انکے پاس ہے، سو اتفاق یہ کہ وہ گورکھپور چلے گئے، آج شائد آجائین، اسوقت بھیجدونگا،

ایک فتوے آیا تھا، اُن سے کہدو کہ مین فتوے وغیرہ نہین لکھتا، جس مسئلہ کو پوچھا ہے اس کو شاہ اسحاق صاحب و مولوی عبد الحی صاحب وغیرہ نے بدعت لکھا ہے اور علمائے بدایون جائز سمجھتے ہین۔

شبلی۔ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۰ھ
اعظم گدھ۔

(۴۷)

خط[1] پہونچا، جو خبرین مشہور ہین وہ صحیح نہین، بے شبہہ یہان[2] میری بڑی عزت ہوئی، میرے لکچر مین جو لوگون کے اصرار سے دیا گیا، بہت بڑا مجمع ہوا، خود وزیر عدالت صدر انجمن ہوئے، نواب مدار المہام بہادر یعنی وزیر اعظم نے نہایت احترام سے شرف نیاز دیا اور مجھکو یہان کے قیام کی ترغیب دی، لیکن [illegible] بھی کوئی نہین، میری ملازمت کا تحریری حکم ان کا آگیا، لیکن مین نے اسکو منظور نہین کیا۔

بہت بڑی کامیابی ہوئی، لیکن بد قسمتی سے وزیر اعظم اور حضور کے تعلقات کشیدہ ہین

---

[1] یہان سے حیدرآباد کے زمانۂ قیام کے خطوط ہین [2] یعنی حیدرآباد مین

وزیر اعظم کے اختیارات حسب قانون حضور نے بالکل گھٹا دیئے ہین اور اسوجہ سے ہر کام مین حضور سے اجازت لینی پڑتی ہی، یہ صرف چند روز سے ہوا ہی،

بہر حال دیکھیے کیا ہوتا ہی بے شبہہ اگر مین ملازمت کر سکتا اور کسی قدر دنیاداری بھی مجھ سے بن پڑتی تو دنیاوی فائدے بہت حاصل ہوتے، لیکن میان سمیع اعمر کا بڑا حصہ صرف ہو چکا، چند برسون کے لیے دامن زندگی کو کیا آلودہ کرون، دعا کرو کہ جو گردن ہمیشہ بلند رہی بلند ہی رہے، گھر کے مصائب نے یہان تک بھی پہونچایا ورنہ مین اپنے گوشہ عافیت کو فلک تماشا سے کم نہین سمجھتا ہون،

میان کے تیر و نشتر آتے رہتے ہین اور کلیجے کو چھلنی کیے دیتے ہین، بہت کچھ ارادہ ہجرت کا ہی اگر عرب پہونچ گیا تو تمام جھگڑون سے نجات ہو جائے گی۔

والسّلام

شبلی۔ ۱۲۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

حیدرآباد۔

(۴۸)

عزیزی۔

مین یہان آکر ایسا پھنس گیا کہ مصرع

نہ بھاگا جائے ہی مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہی مجھسے

۱؎ مولانا کے والد نے ۲۰۔۳۰ ہزار روپیہ قرض چھوڑا تھا، اسکی خاطر مولانا کو تلاش ملازمت کرنی پڑی۔ دیکھو مکتوب ۵۰

۲؎ حیدرآباد کی ایک مشہور ممتاز عمارت کا نام جواب نظام کا مسکن ہے،

۳؎ معاملات ندوہ کی پیچیدگیون کے بعد آخری زمانہ مین بھی یہی عزم تھا لیکن افسوس کہ فرصت نہ ملی۔

جنت کہتی ہے۔ مصرع

بے تامل آشیین افشاندن از دنیا خوش است

مصلحت فریب دیتی ہی کہ تم ہین اور بہت سے لوگ شامل ہین انکا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔ افسوس اور سخت افسوس یہ ہی کہ پانچ برس کے انقطاع کے بعد مین نے جو تعلق اختیارؔ کیا وہ صرف اس لیئے تھا کہ ایک زنجیر پانونمین پڑجاے تاکہ مارا مارا نہ پھرون، لیکن بد قسمتی دیکھو کہ مصرع

ایک چکر ہی میرے پاؤن مین زنجیر نہین

زندگی کے چند انفاس باقی ہین، وہ آرام سے کٹ جاتے لیکن ایسے نصیب کہان وہان ایک بات اسی سلسلہ مین ضرور ہی سنو اور تعمیل کرو، زنانہ غالباً ہندول سے خاصڈیہ آگیا ہوگا، وہان تعلیم کے لیے مین نے فاطمہ کو سخت تاکید کی تھی. غالباً بچہ بچی ہوئی ہوگی، اب یہان کا کیا انتظام ہوگا، جو دن رائگان جاتا ہی ایک عمر عزیز کے برابر معلوم ہوتا ہی. تم خاص انتظام کرو ورنہ ہئی بنیاد بھی اکھڑ جائیگی۔

مین جو ماہوار جیب خرچ کے لیئے بھیجا کرتا تھا، خاصڈیہ کیونکر بھیجون کہو تو تمھارے پاس بھیجدون، تم پہنچا دینا، اگر تمھاری رائے یہی ہو تو اس مہینے کی رقم اپنے پاس سے بھیجکر مجھکو اطلاع دو۔

تم جانتے ہو کہ حسن صورت کی نوبت ہو چکی، میری قسمت مین دونون کا اجتماع

ف یعنی پہلی بیوی کے مرنے کے پانچ برس بعد دوسری شادی کی [illegible]

نہ تھا اب کوئی چیز مایۂ تسکین ہو سکتی ہے تو صرف حُسنِ سیرت ہے اسلئے لیے سب سے مقدم تعلیم ہے۔

حیات جاوید کی نسبت راے پوچھتے ہو، مین کچھ کہنا نہیں چاہتا، تم مقلد نہیں مجتہد ہو، پھر تقلید کیون کرو اور وہ بھی چھوٹی اُمت کی۔ والسّلام

شبلی۔ ۱۷ جون ۱۹۰۱ء۔ حیدرآباد۔

(۴۹)

عزیزی۔

یہان کے حالات غالبًا تم نے اخبارون مین پڑھے ہونگے مختصر یہ کہ دنیا اِدھر کی اُدھر ہو گئی مولوی سید علی صاحب وغیرہ نکلے اور بقیہ نکلتے جاتے ہین، مین بھی دو چار روز کا مہمان ہون حامد مکان پر چلے گئے اور شاید واپس آئین۔

مین چونکہ یہان سے نکل کر گھر نہ جاؤنگا اس لیئے چاہتا ہون کہ زنانہ پہلے روانہ کر دون تمھارے ہان ۱۰ سے تعطیل ہو گی اگر تم آجاتے تو حیدرآباد بھی دیکھ لیتے اور زنانہ تمھارے ساتھ چلا جاتا۔ تم کو صرف آنے کا کرایہ دینا ہو گا۔ جواب سے فورًا مطلع کرو

میان رشید یہین ہین اور مستقل ہین۔

داغ، شرر، سید علی بلگرامی، سید حسین، یادگاران زمانہ کو دیکھنا چاہو گے تو سب ہی موجود ہین۔

شبلی۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء

(۵۰)

عزیزی،

مین اچھا ہون مگر پریشان ہون، یہان برسون مین ایک چیز کا فیصلہ ہوتا ہے،
میرے سررشتہ اور دائرۃ المعارف پر ایک کمیشن بیٹھی ہے، اسکی رپورٹ پر فیصلہ ہوگا
لیکن مین پہلے ہی یہان کی سازشون سے سخت گھبرا گیا ہون۔
سلسلۂ آصفیہ مین ایک فرنچ مصنف کے دو سفرنامے دکن کے اور ایک خاص
دکن کی تاریخ مصنفۂ مولوی عبدالغفور ملازم سررشتہ چھپی ہے، اور یون تو میری کتابین
بھی اسی سلسلہ مین داخل ہین، الغزالی چھپنے کے لئے گئی ہے،

اگر دیہات تک قرضہ ادا ہو جاتا تو مین دو ہزار پر بھی یہان کی بلکہ کہین کی ملازمت
نہ کرتا۔ مین نے ندوہ مین رہنے کا عزم جازم کر لیا ہے، دیکھئے یہ آرزو کب پوری ہوتی
ہے، مولوی سید علی ۰۔ مارچ کو ولایت روانہ ہون گے،

یہان ایک عجیب کتاب دیکھی جو بہت ہی قدر کے قابل ہے، مرزا صاحب نے اپنے
انتخاب سے تمام شعراء کے کلام کا ایک مجموعہ طیار کیا تھا، اس کا بہت عمدہ نسخہ ہے، ایسے بے مثل شعر
انتخاب کئے ہین کہ اس سے بہتر ہو نہین سکتا، افسوس، یک کتاب سکو جدا نہین کرتا[1]

والسلام

شبلی۔ ۵۔ فروری سنہ ۱۹۰۲ء

---

[1] بالآخر مولانا نے یہ کتاب خرید لی جو مو . . نکے کتبخانہ موقوفۂ ندوہ مین موجود ہے

(۵۱)

کارڈ پہونچا، نیشنل سے معلوم نہین کون قومی لڑکا پاس ہوا یا نہین۔
ںڈ کے روپے اپنے پاس رکھوا سکتے ہین مصرف ہین یا تو موازنہ ترقی قومی کے
مصارف کیلیے رکھو یا نیشنل مین اس غرض سے بھیجدو کہ اس سے چھوٹا سا چھوٹا فرنیچر کا
سامان لے لیا جائے، وہان سخت بڑی کمی ہے۔ یا کسی غریب طالب علم کو وظیفہ مین دیدو۔
میرے حالات اب یہان نہایت خراب ہین۔ والسلام۔

شبلی۔ ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۵۲)

عزیزی۔

حسب طلب دس جلدین مرسل ہین، ان مین درجۂ اول کی تین ہین قیمت بھیجدینا۔
قیمت کے علاوہ دو آنہ جلد کی قیمت ہی اور محصول علاوہ۔

قواعد انجمن اُردو مین اسقدر اب ترمیم ہوئی ہی کہ خریداران مستقل ارکان اعانت
قرار دیے گئے، تم اپنے خریدارونکو بھی مطلع کردو۔ انجمن کی تیار کردہ کتابین زیر طبع ہین مین نے
میرانیس کے کلام پر ایک مفصل ریویو لکھا ہی جو ایک کتاب کی صورت مین شائع ہوگا،
علم الکلام چھپ رہا ہی۔ والسلام

شبلی۔ ۷۔ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء

حیدرآباد۔

(۵۳)

میں مستعفی ہو کر وطن آگیا، اگرچہ مدار المہام کو میرے قیام پر اصرار تھا، لیکن میں نے آخر ملازمت کے جوے کو اتارنا ہی مناسب سمجھا۔

موازنہ ترقی میں جو اضافہ ہوا ہو بھیجدو، اور یکشنبہ کو اگر یہاں آسکتے ہو تو مطلع کرو۔

والسّلام

شبلی۔ ۵- فروری ۱۹۰۵ء

اعظم گڈھ

(۵۴)

عزیزی۔

شعر العجم کا مقبول ہونا معلوم تھا لیکن یک کس نہ شد و دانا نہ شد از قاعدہ حکمت نباید گذشت" ایک علمی کتاب ناول نہیں بنائی جا سکتی تھی۔ جب سے شائع ہوئی ہے ہر طرف شہرہ ہے حسن ظن کی بنا پر کچھ لوگوں نے منگوائی وہ بھی پچھتائے ہوں گے۔ لاگت بھی وصول ہونے کی امید نہیں۔ مقدور والوں کو کتاب مستعار دینا یورپ کے اصول کے خلاف ہے۔

مسلم لیگ کے تقاضہ پر تیار ہو رہا ہوں وہاں سے گھر ہوتا ہوا آسکونگا۔

جو خط کسی قدر خاص ہوں اُن کو سید سلیمان کے پاس نہ بھیجو، فرصت کے وقت

مین خود دیکھ کر فیصلہ کرونگا۔

شعر العجم کے دوسرے حصے کس قدر دلچسپ ہین،

شبلی۔ ندوہ

۲۷- جنوری سنہ ۱۹۱۰ع

(۵۵)

عزیزی۔

الغزالی۔ عبد اللہ خان، کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد کے پتہ منگوالو، مین نے بھی وہین جاکرلی، تم میرے پاس آجاتے تو بڑا آرام ہوتا۔ اب اس قدر ضعیف ہوگیا ہون کہ معمولی کھانے پینے کا انتظام بھی سخت گران معلوم ہوتا ہی، نوکر معتبر نہین ملتے۔

صرف ایک دو گھنٹے صبح کو کچھ لکھ لیتا ہون، باقی تمام دن بیکاری مین گذرتا ہی، مطلق کوئی چیز نہین لکھ سکتا۔

نالۂ شبلی کے چھاپنے والے مدعی ہین کہ رقم کسی قومی کام مین دین گے مجھ سے تو پوچھا تک نہین۔

سیرۃ النبی۔ بقدرِ امکان ہوتی جاتی ہے، یہ عمر بھر کا حاصل اور وسیلۂ نجات ہے۔

عجم کی مدح کی، عباسیون کی داستان لکھی مجھے چندے مقیمِ آستانِ غیر ہونا تھا

مگر اب لکھ رہا ہون سیرت پیغمبر علیہ السلام   خدا کا شکر ہے یون خاتمہ بالخیر ہونا تھا

شبلی۔ لکھنؤ

، جنوری ۱۹۱۳ء

(۵۶)

ہان نسبتہً بہت اچھا ہون، دوگنی بلکہ چوگنی ترقی ہوئی ہے، تاہم صرف ایک وقت کی غذا رہ گئی ہے اور وہ بھی دو توس۔

تمھاری تعطیل کب شروع ہوگی، آپ کی تعطیل مین ضرور بمبئی آؤ اور شرط یہ ہے کہ مولوی عمر صاحب کو لیتے آؤ، تم نے بمبئی جو دیکھی وہ کچھ اور تھی اور اب اور ہے۔ بہر حال مولوی صاحب کو ضرور آمادہ کرو، مین صحت کے خیال سے ابھی یہین رہنا چاہتا ہون۔

سیرۃ نبوی کے چھپنے کا بھی یہین بندوبست کرنا چاہتا ہون۔

اُردو مین تاریخی نظمین جو مین نے الہلال مین لکھی تھین علی گڈھ والے علیحدہ مع فوٹو چھپوا رہے ہین۔

ایک مشہور ہندوستان کا دستی مصور جو اپنے کمال فن دکھانے کیلئے ولایت جا رہا ہے اُسنے میری دستی تصویر اپنے شوق سے طیار کی ہے۔

شبلی

ستمبر ۱۹۱۳ء

افسوس ہے کہ تم سے ملاقات نہو سکی۔ مین اب دائم المرض ہون، غذا آٹھ مہینہ سے صرف ایک وقت ہے، ضعف بڑھتا جاتا ہے، اسپر بھی خدا کا شکر ہے کہ صبح کے ایک دو گھنٹے لکھ لیتا ہون اعظم گڈھ کا بنگلہ خالی کرا لیا ہے، کسی قدر آراستہ ہو جائے تو قصد ہے کہ گرمیون مین آکر رہون، تم اب پنشن لو، اور رکھے برادری کا کام کرو یعنی نیشنل اسکول کو سنبھالو، میان اسحاق بھی تعطیل کا زمانہ اسپر صرف کرنا چاہتے ہین اور میان حامد نے تو یہان اُپج کی ہے، کہ مین اگر اعظم گڈھ مین رہون تو وہ پیشکاری چھوڑکر اسکول کا کام کرینگے، خیر عمل نہین نیت تو اچھی ہے۔

مضامین عالمگیر کے لیے دفتر ندوہ کو لکھدیتا ہون۔ جدید [۱] اردو نظمین تم آگرہ سے لائے ہو گے، پولیٹکل نظمین بھی ایک صاحب چھاپ رہے ہین، یہ بڑھاپے کا زور ہے۔

شبلی۔ لکھنؤ۔

۲۔ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

[۱] یعنی شبلی دیکھو مکتوب ما بعد۔

۹۔ مولانا حبیب الرحمٰن خان صاحب شروانی

رئیس بھیکم پور (علی گڈھ) کے نام

(۱)

تسلیم۔ خط پہونچا۔ مسودہ مطبوعہ[1] ارسال ہے۔ جناب نواب عبدالشکور[2] خانصاحب کو بھی دکھلائیگا۔ لیکن ابھی زیادہ تعمیم منظور نہین۔

مین نے علم کلام پر لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اس فن کی کتابین دور دور سے آ رہی ہین[3] اُس قلمی کتاب کی نقل کا سامان کیجیے۔

والتسلیم

شبلی نعمانی۔

۹۔ فروری ۱۸۹۵ء

---

[1] مولانا نے مرحوم اور جناب مولوی صاحب موصوف مین تعلقات نہایت تلخ و رقیبانہ تھے۔ مولانا مرحوم جب تک علی گڈھ مین رہے تو مولوی صاحب نے ... سمجھا تھا۔ یہ تعلقات کی ابتدا ہے جیسا کہ مولانا نے مرحوم خود فرماتے تھے سلسلۂ مکاتیب کی ابتدا ۱۸۹۵ء سے ہوئی ہے یعنی تقریباً اس زمانے سے جب مولانا نے علیگڈھ چھوڑا۔

[2] متعلق انجمن ترقی اردو۔

[3] مترجم گورنمنٹ ... جنھوں نے سفر حج مین وفات پائی۔

تسلیم اصل یہ ہے کہ میری تمام بیماریوں کا سبب معدہ کا فساد ہے اور اب تک نہیں گیا۔ غذا ٹھیک ہضم نہیں ہوتی، کئی کئی وقت بھوک نہیں لگتی، کبھی نفخ رہتا ہے کبھی قبض، اور کثرت تبخیر۔ ان اسباب سے نہ قوت آتی ہے نہ ظاہر حال میں تندرستی معلوم ہوتی ہے، شب و روز پلنگ پر پڑا رہتا ہوں۔ ضروری ڈاک کے لیئے ایک ملازم بمشاہرہ دس روپیہ رکھ لیا ہے۔

والسلام

شبلی نعمانی

۱۵- فروری ۱۸۹۹ء

(۳)

بدستور بیمار ہوں، دو تین دن سے بخار کی شدت ہو گئی ہے۔

مسٹر آرنلڈ نے دیوان منوچہری[ع] مطبوعہ یورپ مستعار مانگا ہے، براہ مہربانی آپ اپنا نسخہ ان کے پاس لاہور کالج کے پتہ سے بھیج دیجئے۔ کیا الفاروق پر ریویو لکھنے کا ارادہ نہیں؟ یا وہ اس قابل نہیں؟

شبلی نعمانی

۱۸- اپریل ۱۸۹۹ء

ع منوچہری غزنوی دور کا مشہور شاعر ہے اسکا دیوان ہندوستان میں بھی چھپا ہے لیکن نہایت غلط، فرنچ مستشرق کزمرسکی نے پیرس سے اسکا نہایت عمدہ اڈیشن مع ترجمہ فرنچ و حواشی کے شائع کیا ہے،

(۴)

مخدومی۔ مین نے خود الفاروق کی اطلاع آپ کو دی تھی۔ غالبًا خط تلف ہو گیا۔ مین ابتک صحیح نہین ہوا۔ الفاروق بھیجی جائیگی۔ لیکن چونکہ آپ درجۂ اول کے طالب ہین اور وہ مجلد ہو رہی ہے اسلئے ذرا دیر ہوگی۔

والسلام۔ شبلی نعمانی

۱۰ مئی ۱۸۹۹ء

(۵)

بہتر ہے معارف[1] مین بھیج دیجئے لیکن پہلے ان سے پوچھ لیجئے کہ چھاپین گے بھی یا نہین۔ اڈیٹر صاحب مجھ سے خفا ہین۔ مین اب ڈاکٹری علاج کر رہا ہون۔ اس زندگی سے تنگ آگیا ہون جسمین آپ صاحبون سے ملنا بھی نہین ہو سکتا۔

شبلی۔ ۱۱ مئی ۱۸۹۹ء

(۶)

آپ [illegible] حق دوستی کا وقت ہے۔ حکیم عبد المجید خان[2] صاحب کو میرے معاملہ کے متعلق خط لکھیے۔ ان کا جواب آئے تو سفر کا قصد کروں۔ آپ [illegible]

---

[1] الفاروق کے ریویو کی نسبت ہے کہ رسالہ معارف میں چھپنے ... اڈیٹر صاحب ... [illegible] ... لے اڈیٹر ہوئے ۱۹۰۰ء

[2] [illegible] دہلی کے مشہور طبیب ... [illegible]

کہ نواب محسن الملک بھی چلیں گے،

شبلی

۱۰ مئی ۱۸۹۹ء

(۷)

حال تین ایک اسسٹنٹ سول سرجن مسلمان آگئے، اُنھون نے عجیب گرمجوشی سے علاج کیا، اور اس سے کچھ فائدہ بھی ہو، اس لیے میرے دوسرے عریضہ تک کچھ انتظام نفرمائیے۔ البتہ حکیم صاحب کا جو خط آئے وہ بجنسہ بھیجدیجیے۔ ریویو[1] کہان بھیجا؟

شبلی نعمانی

۱۸۹۹ء

(۸)

خط پہونچا، مشکور کیا۔ ڈاکٹری علاج سے بہت فائدہ ہو۔

ادب الکاتب ناقص خریدنے کی کیا ضرورت ہو، مصر مین مکمل چھپ گئی ہے، شرح السایر کے حاشیہ پر۔

دارالعلوم کی کل میں نہایت ذلیل پرزے لگائے گئے۔ کیا قوم کو اسقدر امیدین دلاکر دیوبند وغیرہ نے بھی گھٹیا مال دینا چاہیے۔

شبلی۔ ۱۱ جون ۱۸۹۹ء

---

[1] الفاروق کا ریویو۔

(۹)

ابھی تو مین کیا صحیح ہون لیکن کچھ امید بندھی ہو تا ید صحیح ہو جاؤن - آپ اس
ات کیلئے طیار رہین کہ اگر خدانخواستہ کال دی تو مین اپنے تمام مخلص دوستون کو
دعو کرون گا جن مین مولانا حالی خواجہ عزیزالدین میر ولایت حسین وغیرہ ہونگے
پ کو بھی تکلیف کرنی پڑے گی ورنہ اپنے نیازمندون کی فہرست سے مین نام آپ کو
کال دینا ہوگا۔

ندوہ کی بیماری لاعلاج ہے۔

شبلی ۱۹ جون ۱۹۹ء

(۱۰)

کیاآپ واقعی یہان جلوہ فرما ہون گے اور کیا درحقیقت ع
میرے ویرانہ مین ہو جائیگی دم بھر چاندنی
نامہ والا کو بار بار پڑھتا ہون اور اس سے مخاطب ہوکر کہتا ہون ع
سچ سچ بتا یہ حرف انھین کے قلم کے ہین

شبلی - ۲۵ جون ۱۹۹ء

(۱۱)

جیسے آج معارف آیا۔ ریویو پڑھا اور بار بار پڑھا۔ خدا کی قسم دیر تک ایک کیفیت

لہ ریویو بر اخبار نقش نوشتہ مکتوب الیہ شائع شدہ رسالۂ معارف

شاعری ہی اگر خود ستائی نہ ہوتی تو مین اسکو الفاروق کے ساتھ شامل کر کے شائع کرتا تو قلم، ندرت، استعارات، واقعہ طرازی، کس کس چیز کی داد دون۔ ہان اب ایک بات سنیئے یہ زور قلم مضمونون اور رسالون پر ہی ختم نہین ہونا چاہیے وسعت خیال اب مستقل تصنیف کا میدان چاہتی ہے، متوجہ ہوجیئے اور کوئی مفید سلسلہ چھیڑ دیجیئے۔

ہان ایک اور بات ہے ایکی کانفرنس آگلہ مین ہے آرنلڈ ۲۶ جولائی کو روانہ ہونگے مجھکو بلاتے ہین مین ضعف کی وجہ سے رکتا ہون، اگر آپ کی ہمسفری کی امید ہو تو مین قوی ہوجاؤنگا۔ کیا آپ قصد کر سکتے ہین؟ اسی سیر مین ممالک اسلامیہ کو بھی لپیٹتے آئین گے، پانچ سات سو کا خرچ ہے آپ چاہین تو ذرا ٹھہر کر بھی چل سکتے ہین۔

والسلام - شبلی - ۵ - جولائی سنہ ۱۹۰۹ء

(۱۳)

مخدومی - مین نسبتہ بہت اچھا ہون۔ تاہم ضعف اسقدر ہے کہ۔ امنٹ تک بات نہین کر سکتا۔ مین نے آپ کے لئے تین تجویزین پیش نظر رکھی تھین۔

قرآن مجید پر ریویو (نعوذ باللہ جرح مراد نہین) اس مین فن بلاغت و فلسفۂ کلامیہ کے دقیق مطالب ادا ہوتے۔ عرب کی شاعری کی تاریخ۔ امام غزالی کی لائف جس مین علم کلام پر پورا ریویو ہوتا کیونکہ موجودہ علم کلام کے موجد وہی ہین۔ ان مین سے آپ جو پسند کرین مین اسکو چھوڑ دون۔ ہان ایک مضمون اور تھا یعنی مسلمانون کے فن تاریخ کی تاریخ لیکن یہ بہت استقرا چاہتا ہے جس کے لئے آپ ابھی طیار نہین ہو سکتے۔

کرنا چاہتا ہون - اسکا بھی ابھی سامان نہین، فارسی کے لیے مین ابھی سے طیار رہون -

والسلام - شبلی - ۱۶ جولائی سنہ ۱۸۹۹ع

(۱۴)

مخدومی - امام غزالی کی علمی حالت سنیئے فقہ شافعیہ کی علمی تدوین و ترتیب کی بنیاد امام الحرمین نے ڈالی پھر امام غزالی نے تین کتابین وسیط، بسیط، وجیز لکھین انکے بعد ان کتابونکی بے انتہا شرحین لکھی گئین اور بعد کی تمام تصنیفات انھین سے ماخوذ ہین اور انھین کی تغیر شدہ شکلین ہین - اصول فقہ مین نئے طریقہ کی سب سے پہلی کتاب امام صاحب نے لکھی جسکا نام منخول ہی اور جو مدتون میرے مطالعہ مین رہی ہی یہ نہایت زور کی کتاب ہی اور بخلاف امام کی اور تصانیف کے عبارت اسکی دقیق ہی، اصول مین اور بھی انکی کتابین ہین - مرنے سے ایک برس پہلے اسی فن مین ایک کتاب مستصفی لکھی جو میری نظر سے گذر چکی ہی - تصوف مین بیشمار کتابین ہین جنکا استقصا بھی مشکل ہی - علم کلام وہ بخیال خود موجد ہین اور اسمین انکی بہت سی تصنیفین ہین - انکے بعد شیخ الاشراق نے فلسفۂ اسلامی کے نام سے کتابین لکھین، ہمین حکمۃ الاشراق سب سے عمدہ ہی جو میرے مطالعہ مین بہت رہی ہی اور انکے بعد امام رازی نے مطالب عالیہ، نہایۃ العقول، اربعین، مباحث مشرقیہ لکھین یہ سب کتابین ضخیم ہین اور بجز دو کے سب میری نظر سے گذری ہین، امام غزالی نے فلسفۂ و منطق کو بھی صاف کرکے لکھا اسمین انکی یہ کتابین ہین - محک النظر، مقاصد الفلاسفہ منخل وغیرہ - عیسائیون کے رد اور انجیل کی تحریف مین بھی ایک کتاب لکھی ہی جس کو مین

دیکھ چکا ہون یہ کتابین جب تک مہیا نہون اور جب تک اُن پر بلکہ اصل علوم پر ریویو نہ کیا جائے
اُنکی لائف لکھنی بیکار ہی۔ ریویو کے لیے اصل فن پر احاطہ کرنا پڑتا ہی گو لکھا کم جاتا ہی مگر وہ بہت
وسعتِ نظر اور خوض و فکر کا نتیجہ ہوتا ہی، ایک بات یہ ہی کہ فلسفہ شرعیہ کے بہت سے مسائل
کی نسبت ان کا طرز تحریر یہ ہی کہ وہ مسائل انکی ایجاد ہین حالانکہ خود تحقیقات کو مین نے
بوعلی سینا کی کتاب مین پایا اس لئے ان کے کہنے پر اکتفا نہین ہوسکتا بلکہ ہر جگہ سے پتہ لگانا
پڑے گا، ان مشکلات کو خیال کرکے قلم اٹھائے مین بہت کچھ اس کے لئے طیار ہو چکا ہون
تاہم ہمت نہین پڑتی، بیسون صفحے لکھکر چھوڑ دیئے ہین، امام صاحب کی جن تصنیفات کا
مین نے نام لکھا ہی گو اکثر میری نظر سے گذری ہین لیکن نہایت نایاب ہین اور مشکل سے
بہم پہونچین گی، مستعار ملنا بھی مشکل ہے۔

فارسی پر درحقیقت مجھکو صرف عالمِ خیال سے کام لینا پڑے گا کیونکہ فارسی کا
ایک دیوان بھی میرے پاس نہین جو کچھ ہی صرف دماغ مین ہی۔ ابتدائی کام اس کے
یہ ہین۔

(۱) اس کے ادوار کی تقسیم مجمع الفصحا مین چار دور قرار دیے ہین (۲) ہر دور کے خصوصیات
شاعری، اور متروکات الفاظ و محاورات (۳) بڑے بڑے شعرا کے کلام پر ریویو (۴) شاعری
سے ملکی، اخلاقی، معاشرتی اثر کیا پیدا ہوئے۔

شبلی نعمانی

۲۶۔ جولائی ۱۸۹۹ء

کارڈ پہونچا۔ خواجہ[۵۱] صاحب کو لکھدیا گیا ہے۔

۱۴۔ اگست کے اجلاس ندوہ مین اگر آپ آئے، اور ضعف کی وجہ سے نہ آسکا تو ادھر آنے کے لیے طیار رہیے گا اسقدر قریب آکر آپ بچ نہین سکتے۔ علی گڈھ سے بھیکم پور تک جس تکلیف سے مین حاضر ہوا تھا، اعظمگڈہ تک آنے مین اس سے کہین زیادہ آسانی ہے لکھنؤ سے بنارس اور بنارس سے سیدھے اعظمگڈھ، برابر ریل کا سلسلہ ہے، بنارس اور جونپور دیکھنے کے قابل شہر ہین۔

والسلام۔ شبلی نعمانی۔

۷۔ اگست سنہ ۱۸۹۹ء

(۱۶)

اکبر جہانگیر، اور شاہجہان کی علمی نفاست پسندیون کے وہ نمونے آج کل یہان[۵۲] آگئے ہین کہ عقل کی وسعت اس کے اندازہ سے کمی کرتی ہے ہیئت کے نوادر انہین کتاب الآلات[۵۳] کا بھی ایک عمدہ نسخہ ہے۔

لیکن مین جس چیز کی ترغیب دیتا ہون وہ خوشنویسون کے قطعے اور تصاویر ہین،

---

۵۱ خواجہ عزیز الدین لکھنوی۔ ۵۲ لکھنؤ۔

۵۳ فن میکانکس یعنی آلات سازی پر عربی زبان مین ایک سالہ ہے، مولوی سید علی بلگرامی کے مشورہ سے آ[illegible] اس کے طبع و اشاعت کا ذکر ہے، اس مین جا بجا کلون کی تصویرین بھی ہین،

خدا بخش[1] خان وغیرہ کے خزانے بھی ان جواہرات سے خالی ہین، ابھی قیمتین متعین نہین ہوئین، ایک آدھ پر مین بھی حوصلہ آزمائی کرونگا۔

شبلی نعمانی ۱۸ ستمبر ۱۸۹۹ء

(۱۷)

تسلیم۔ خط اور کارڈ پہونچا۔ یادداشت کا ترجمہ جسطرح چاہے کیجیے آپ کرین یا منجانب کمیٹی۔ دونون ایک سی بات ہے بے شبہہ اور قطعاً حدیث کا حصہ زیادہ ہونا چاہیے، لیکن بغیر انتخاب کوئی کتاب مستقل اس قابل نہین[2] ہے۔

دینیات کی سوسائٹی عمدہ تجویز ہے لیکن ابھی نہین۔ کالج مین مذہبی رنگ آجائے تب

والتسلیم۔ شبلی ۲۶ محرم ۱۳۲۰ھ

(۱۸)

مخدومی۔

مین صحیح ہو چلا ہون اور ساتھ ہی دارالعلوم کا خیال آیا۔ مولوی خلیل الرحمٰن[3] صاحب عیادت کو آئے تھے اور انھون[4] نے بہرحال مین نے نام خیال مین دہن جائیگی

[1] صاحب کتب خانہ بانکی پور۔

[2] علی گڈھ کالج کے نصاب دینیات سے متعلق ہو جس کے مقرب بیہ نظر ہین

[3] فرزند مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری مولانا کے استاد زادہ

[4] اور آخر ہی مولانا کے شدید مخالف ثابت ہوئے

[illegible] شروع کین لیکن یہ فرمائیے کہ کام کیا کرون گا۔ منشی اطہر علی صاحب[1]، مولوی
خلیل [illegible] صاحب، مولوی [illegible]وق صاحب پرنسپل دارالعلوم ان لوگون کے
[illegible] ہین [illegible] کا اتنا ہی منشا ہے کہ اس سے ایسے طلبا نکلین جنھون نے کتب درسیہ
کو [illegible] پڑھا ہو اور بس اس پر کچھ اضافہ یا اسمین کچھ کمی ان لوگون کو سخت بدگمان کرتی
[illegible] گفتگو سے اس [illegible] کا بھی طرف انکشاف ہو گیا، پس یہ کام ارکان موجودہ
کر رہے ہین اور مجھکو چوکا ہے بے فضول من الخ پر عمل کرنا چاہیے۔ انگریزی کے نام
سے ان لوگون کی روح نکل جاتی ہے،

اگر آپ [illegible] ارکان مجھسے کام لینا چاہتے ہین تو بتائین کہ مین کیا کام کرون، میری
جو تجویزین ہین تو وہ وہان چلنے نہ پائین گی، البتہ یہ ہوگا کہ گروہ بندیان اور نزاعین
[illegible] پھر [illegible] جھگڑنے سے کیا فائدہ[2]، سوچ سمجھکر جواب لکھیے، اور مولوی
محمد علی[3] صاحب سے مشورہ کیجیے۔

والسلام

شبلی۔ گونڈہ، شفاخانہ

۲۸ ستمبر ۱۸۹۹ء

---

[1] [illegible] صاحب [illegible] سکریٹری انجمن تحفظ [illegible] ۱۹۰۵ء ندوہ کے [illegible]
[2] [illegible] مدینہ منورہ مین وفات پائی۔
[3] پیشین گوئی [illegible] مولانا سید محمد علی صاحب ناظم اول ندوۃ العلماء۔

(۱۹)

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ندوہ کی خدمت کر سکوں تو دس پندرہ دن کے لیے لکھنؤ میں آکر قیام کیجئے۔ میں کارروائی اور طرز عمل کا نقشہ پیش کرونگا اس پر رائے دیجیے اور ارکان بھی پورے غور و فکر کے ساتھ بحثیں کریں، پھر جو امر منقح قرار پائے اس پر عمل کیا جائے اور اس کا خاکہ ڈالا جائے۔

اس وقت جس طرح کام ہو رہا ہے اس میں شریک ہونا بھی قومی گناہ سمجھتا ہوں اور لطف یہ کہ مجھے مجھے ارکان کے نزدیک وہی معراج خیال ہے پھر میری محبت وہاں کیونکر ہو سکتی ہے۔ اتمام محبت کے لیے میں جلد تر لکھنؤ جانے والا ہوں۔ والسلام

شبلی۔ گوشۂ تنفخانہ۔ ۱۲۔ اکتوبر ۰۵ء

۲۰

جلسۂ انتظامیہ میں میں نے باقاعدہ انگریزی کے داخل نصاب کی تحریک کی تھی اور اصرار کیا تھا کہ تحریک درج تحریر کی جائے اب اس پر بحث نہیں ہو سکتی لیکن اس قدر تو ہے کہ کارروائی میں میری تحریک کا ذکر بھی نہ تھا۔

مولوی عبدالحی صاحب کی [illegible]

[illegible] شبلی

[illegible] ۰۵ء

الف: [illegible]

مخدومی

بات تو کچھ نہین لیکن مولوی عبدالحی صاحب کی بہانہ جوئی اور آپ کے خارق العادات نسیان پر تعجب آتا ہے۔ تمام معمولی حیثیت سے نہین بلکہ رد وکد کے ساتھ ظہور مین آیا تھا۔ جب مین نے دیکھا کہ انگریزی کے مسئلہ پر گفتگو نہین ہوتی تو مین نے کسی قدر سختی کے ساتھ کہا کہ اس سے کیون گریز کیا جاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص محرک نہین، مین نے کہا کہ مین ہون اور میرا نام لکھا جائے۔ مولوی یونس خان نے کہا مین تائید کرتا ہون۔ البتہ آپ کی خاطر سے مین نے پھر اسپر بحث نہین کی۔ اب بحث طلب صرف یہ امر ہے کہ مین نے نائب ناظم سے کہا یا نہین کہ میرے نام سے یہ تحریک لکھی جائے۔ اگر مین نے کہا تو اُنھون نے لکھی یا نہین۔ نہین لکھی تو کیون، اور لکھی تو اُسکے درج کارروائی کرنے سے کیون انکار ہے۔ صدر انجمن کو یہ حق البتہ ہے کہ کسی تحریک کو پیش کئے جانے سے روکدے یہ حق نہین کہ یہ بھی کارروائی مین درج ہونے دے کہ فلان شخص نے اسکو پیش کرنا چاہا تھا یا پیش کیا، جلسہ کے بعد مین نے آپسے پوچھا کہ آپ کیون اسقدر اس بحث سے کتراتے ہین آپنے کہا تمھاری بدنامی کے ڈر سے۔ باوجود ان تمام باتون کے اگر آپکو یہ تمام معرکہ بھولگیا تو نظیری کا یہ مصرع سمجھ مین آگیا

؎ آنکہ نسیان آورد خاصیتِ یادِ من است

مجھکو اس تمام بے اعتنائی پر واقعی رنج و افسوس ہے۔ والسلام

شبلی۔ علی گڈھ۔ (دسمبر ۱۸۹۹ع)

(۲۲)

مکرمی-

عزیزی مولوی حمید الدین کا کچھ کلام چھپ گیا ہے، ایک نسخہ ارسال خدمت ہے۔ اخیر کے دونون قصیدے ملاحظہ فرمائیے۔ فارسی زبان اس کا نام ہے۔

والتسلیم- شبلی- ۱۴ مئی ۱۹۰۰ء

(۲۳)

مکرمی-

دینیات کی رپورٹ کا کیا نتیجہ ہوا[1]۔ اس کا انگریزی ترجمہ ہو کر پیش ہوا۔ یا نہین، اور کارروائیان ممبرون نے کیا کین۔ ندوہ کے جلسہ مین کیا آپ لکھنؤ آئین گے؟ سیوطی کی اشباہ والنظائر فن نحو مین جو ایک کتاب ہے، اور فن نحو کی تاریخ اور فلسفہ ہے، چھپ گئی ہے، آپ نے نہ منگوائی ہو تو مین بھجوا دون ۶ قیمت ہے، بڑی کتاب ہے۔ مصر سے آجکل چند جدید کتابین آئی ہین ان مین سے ایک فلسفہ جدیدہ پر ہے،

والسلام

شبلی- ۱۹ جولائی ۱۹۰۰ء

(۲۵)

مکرمی-

والا نامہ پہونچا۔ اختلاف آرا بھی کیا چیز ہے، حیات جاوید کو مین الف نہین

[1] دیکھو مکتوب ۱۷-

بلکہ کتاب المناقب سمجھتا ہون اور وہ بھی غیر مکمل "خیر وللناس فیما یعشقون مذاہب"۔ کتاب الآلات[1] سررشتہ علوم و فنون کی طرف سے چھپوانا مقصود ہے۔ آپ وہ نسخہ بھیجدیجیے اور اگر اپنے نسخہ منقولہ مین تصویرین بنوائی ہون تو وہ بھی یہان بہت اچھی بن سکتی ہین

غزل دیکھی بعض شعر بہت اچھے ہین مثلاً "جو آشنا گھی کرد" الخ جو الفاظ بیکار اور بھدے ہین ان پر خط کھینچ دیا ہے "ضیائے شمع تراشب چراغ ویرانہ" محض شمع ہونا چاہیئے۔ اور ضرورت ہی ہو تو "ضیاء" کے بجائے "فروغ" ہونا چاہیئے۔ "دیدہ مخمور" کے بجائے "نرگس مخمور" ہونا چاہیے "انداز ناز جانانہ" یاد نہین کہ "انداز" کے جو معنی اُردو مین فارسی مین بھی آئے ہین۔ "بہ قلب خویش" "قلب" کا لفظ بہت بھدا ہے۔ "بہ صف لشکری" ہی بالکل ناجائز ہے محض لشکر کہیئے عروض کے رو سے بھی جائز ہے۔

والتسلیم۔ شبلی نعمانی۔

۷۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

(۲۵)

تسلیم۔

کتاب الآلات کی تصاویر کے لیے رعد کو لکھیئے وہ کوئی انتظام کر دین گے،

---

[1] فن آلات سازی (میکانکس) پر عربی زبان مین وہی کتاب ہے جس کا ذکر مکتوب ۱۶ مین گذر چکا ہے۔ سررشتہ علوم و فنون کی طرف سے چھپوانا چاہا تھا، لیکن مولوی سید علی کے ریاست سے نکلنے کے بعد یہ تجویز بھی رہ گئی، دیکھو ۲۶ و ۳۰۔

یا علمی جنتری والے کو۔جہانگیر کا مرقع عیش بھیجیے لیکن بہت جلد کیونکہ مین عنقریب یہان سے
روانہ ہوتا ہون۔یورپ کی مطبوعات اس دفعہ تو مین نے نہین منگوائین بلکہ مولوی
سید علی کی ہفتہ وار ڈاک مین آئی تھین۔اور حقیقت یہ ہو کہ کوئی کہان تک منگوائیگا
یورپ نے ارادہ کرلیا ہو کہ قدماے اسلام کی کل تصنیفات چھاپ دے۔اسی کے ساتھ
قیمتین بہت گران ہین۔حال مین جو کتابین چھپکر آئین ان مین سے ایک کا نام بھی
مین نے نہین سُنا تھا۔اور یہ سب اعلیٰ قدیم تصنیفات ہین۔انکے نام یہ ہین۔

تاریخ ایران ثعلبی جس کے ایک حصہ کی قیمت لہ ہو۔کتاب المحاسن والمساوی
بیہقی عجیب کتاب ہو۔عیون الاخبار ابن قتیبہ۔کتاب البخلاء للجاحظ وغیرہ وغیرہ۔

آپ کے جواب پر مین نے ایک مفصل خط مولوی عبدالحی صاحب کو لکھا تھا۔وہ
شاید آپ تک نہین پہونچا۔حقیقت یہ ہو کہ ندوہ کی حالت دیکھکر ہمت ٹوٹ جاتی ہو۔نوسیدہ
ارکانون کا تو یہ حال ہو کہ اس دفعہ بھی شرح عقائد نسفی۔ہدیہ سعیدیہ نور الانوار درس مین تجویز
کی گئی ہو۔اور مولوی حفیظ اللہ نے کی ہو۔بیچارے ان کتابون کے سوا اور نام بھی تو نہین
سُنے ہین۔

ایک ہمارے روشن خیال شروانی ہین جن کو مین اپنا امام کہتا ہون۔انکا یہ
حال ہو کہ انگریزی کے نام سے اُن کو لرزہ آتا ہو۔بڑی مشکل سے مسلمانون کے پھسلنے کو

لہ مکتوب الیہ کے پاس قدیم تصویرون کے بہت سے شاہی مرقعے ہین جن مین سے ایک یہ بھی ہو جہانگیر بیچ مین بیٹھا
ادب سے کھڑی ہین شراب کا دور ہو رہا ہو عزت بیگم [illegible]

تجویز پر ہنسی ہوئے تو کل دربار مین حیران ہین، حالانکہ تمام طالب العلمون کو انگریزی پڑھانا مقصود نہین، نہ میرا یہ خیال ہی، صرف اسقدر مقصود ہی کہ دو چار لڑکے انگریزی بھی پڑھین۔ اتنی ذراسی بات اِن کے نزدیک اتنی عظیم الشان ہی جسقدر محسن الملک کی فرضی یونیورسٹی!

اِن ہمتون پر کوئی کیا کمر باندھے۔

والسلام۔

شبلی نعمانی۔ حیدرآباد۔ ۲۵۔ مئی سنہ ۱۹۰۱ع

(۲۶)

مکرمی۔

ندوہ کیلئے یہ بڑا نازک موقع ہی۔ نظامت کے خلو[۱] سے بہت سے نامستحق اشخاص امیدوار ہوگئے ہین۔ حقانی اور ملا عبدالقیوم کی طرف انگلیان اُٹھ رہی ہین، دونون مین سے کوئی ہوا تو ندوہ کا خاتمہ ہی۔ ارکان سے خط و کتابت کیجیے اور اس موقع کو سنبھالیئے۔ مولوی مسیح الزمان اورون سے بہتر ہین۔ شاہ سلیمان تک بھی مضائقہ نہین۔

بہرحال یہ موقع سستی اور بے پروائی کا نہین ہے۔

شبلی۔ حیدرآباد

۲۷۔ جون سنہ ۱۹۰۱ع

---

[۱] بعض احباب سے مولانا محمد علی صاحب ناظم ندوہ نے استعفا دیدیا تھا، اور نظامت کی جگہ خالی تھی، حقانی سے مراد مولوی ابو محمد عبدالحق دہلوی مولف تفسیر حقانی ہین،

مکرمی۔

حیدرآباد کی پولیٹیکل زمین مین سخت بھونچال آیا وزارت کا قبلہ مغرب سے مشرق کیطرف بدل گیا۔ کتاب پہونچی۔ لیکن یہ دیکھکر سخت تعجب ہوا کہ جلد پر کتب خانۂ شروانی کی نقرئی چٹ لگی ہوئی ہے۔

غزل دیکھی۔ شائد نامہ و پیغام ہوچکا ہو صرف عقد رہ گیا ہو اگر ایسا ہو تو خدا مبارک کرے۔ غزل کے متعلق اپنی رائے گزارش کرتا ہون۔

ہندوستان مین آنکھون مین محبت بولتے ہین ایران مین یاد نہین آتا اسلیئے "بچشم شوخ یار صہبائے الفت موجزن خواہد شدن" کھٹکتا ہے۔ وہان مہر و محبت کو نگاہ سے ساتھ باندھتے ہین۔ "جان تازہ وصل جانم انتظار" کی ہ کو اتنا لمبا اور پورا نہین ادا کرتے بلکہ اس لہجہ مین ادا کرتے ہین

کہ بدام آمدہ ام تازہ گرفتار امشب

"دل کہ پامال و خراب" الخ اس شعر کی بڑی خوبی یہ تھی کہ ویرانہ انجمن ہو جائے خراب ویرانہ کو بھی کہتے ہین اس لحاظ سے مقصد ادا ہوتا تھا لیکن پامال کے لفظ نے یہ پہلو مرفوع کر دیا صرف خراب ہوتا تو خوب ہوتا۔ یا یون کر دیجیے۔

دل کہ ویران کردۂ صد ترکتازِ حسرت است۔

ل۵ وقار الملک کی جگہ رجسٹرش پر شد نیر جسے ۵۲ شاہ کتب ... دیکھو۔

بوسہا از بسکہ گیرم حساب و بیدریغ "بیحساب اور بیدریغ دونون یکجا ہو کر کالیستھو نکی زبان ہوگئی ہو۔ یون کر دیجئے۔

بسکہ خواہد گشت صرف بوسہائے بیدریغ

یہ مصرع بھی چست نہین اور کچھ کر لیجئے گا۔

ہان مین نے نظامت علوم و فنون کی خدمت قبول تو کر لی ہو لیکن اس انقلاب مین دیکھئے یہ خدمت بھی مجھکو قبول کرتی ہو یا نہین۔

والسلام۔ شبلی۔

۲۷۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

(۲۸)

مکرمی۔

تسلیم۔ انقلاب[۵۱] حال نے تمام اُمیدین خاک مین ملادین، اَب ایّام گذاری ہو وہ بھی دیکھئے کب تک۔ کتاب الآلات کا چھپنا اَب رہا، اِسی دریادل[۵۲] کے بھروسے پر یہ کام بھی اُٹھایا گیا تھا۔ ابن خلکان وغیرہ تو مجھکو مدت سے صاحبدل لکھتے اور سمجھتے تھے آپ نے آج سمجھا ہو، سچ ہو ایمان بالحضور ایمان بالغیب کو کب پہونچ سکتا ہو۔ آپ کی تحسین میرے عیب خود گیری اور ناتوان بینی کو راسخ کرتی جاتی ہے۔ مصرع

ہر عیب کہ سلطان بہ پسند د ہنر است

[۵۱] حیدر آباد کے انقلاب وزارت نے [۵۲] مولوی سید علی بلگرامی، دیکھو ۲۹ و ۳۰

بن غزلین بھی بھیجئے۔ اور اگر دیوان پورا کرنا منظور ہے تو وصال کی تاریخ ناتے جائیے ورنہ وہ ناسور بند ہو جائیگا۔ ایک ہم بے نصیب ہین کہ **مصرع**

سرما گذشت و این دل زار ہمان اَلَم

یورپ نے نہایت نادر تصانیف اسلامی آجکل شائع کی ہین۔ کانفرنس[1] مدراس مین ہے آئیے تو ادھر بھی آنے کا موقع ہے۔ میرا پتہ اب کوٹھی معتمد تعمیرات نہین ہے۔ مین الگ مکان مین رہتا ہون صرف میرا نام کافی ہے یا سر رشتہ علوم و فنون۔ ہان آپکا وہ مصرع بہت اچھا ہے

ع   چون نخواہد داشت تاب بوسہائے بید ریغ

والتسلیم۔ شبلی۔ ۔ ستمبر ۱۹۰۱ء

(۲۹)

مکرمی۔

دونون خط پہونچے۔ انداز کا لفظ مرزا غالب کے اشعار مین یاد تھا۔ لیکن چونکہ وہ اہل زبان نہین اسلیے شبہہ تھا۔ نئی غزل غلطی اور گرفت سے خالی ہے۔ لیکن چونکہ ایک خاص مضمون یعنی آرزو کا التزام ہے اسلیے طبیعت کو جولانی کا کم موقع ملا۔ ایسی طرحین اختیار کیجیے جنمین وسعت کافی ہو۔ یہان ہر روز ایک نیا شگوفہ کھلتا ہے۔ سید علی[2] نکل چکے۔ اور لوگ نکلتے جاتے ہین۔ میرا بھی نفس بازپسین ہے۔

والسلام

شبلی۔ ۷۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء

---

[1] دیکھو مکتوب ۔۔۔ [2] شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی صاحب مرحوم ۔

(۳۰)

تسلیم - والا نامہ پہونچا - میری حالت اب بھی کالمعلقہ ہی، شاید دو ایک مہینہ مین کوئی فیصلہ ہو -

نصاب دینیات کے متعلق آپ نے جو مجبوریان لکھین انکا علاج میری سمجھ مین بھی کچھ نہین آتا علم کلام کے متعلق میری کتاب اگر کبھی طیار ہوئی تو شاید اسکے کچھ اجزا آپکے کام کے نکلین عبد الواسع پہونچگیا، اسکی نقل کا انتظام کیا جا رہا ہی -

ہان مولوی سید علی صاحب کی علیحدگی کی وجہ سے کتاب الآلات کی تصاویر کا کوئی انتظام نہین ہو سکتا - اب آپکی کتاب واپس بھیجدون یا کیا کرون -

غزل دیکھی ماشاء اللہ اب تو آپ بہت پختہ کہنے لگے - اب کے بھی نکتہ چینیان کرتا ہون لیکن زبردستی ڈھونڈکر نکالی ہین -

زرشک حسن تو تلخ است عیش شیرین را | زتاب زلف سیاہ است روئے لیلی را

ترصیع کا توازن چاہتا ہی کہ دوسرے مصرعہ مین بھی خطاب کا حرف ہو - یعنی زتاب زلف تو الخ -

زعکس روئے تو آئینہ روکش گلزار | بہ نطق شاد کن طوطی شکر خارا

پہلے مصرع مین فعل نہین اور دوسرے مین ہی - اس سے دونون مصرعون کا تناسب اور تقابل کم ہو جاتا ہی - ترصیع مین اسکا لحاظ رکھتے ہین -

---

ل‍ه دیکھو ۱۸ و ۲۴ -

مین نے بھی ایک نظم لکھنی شروع کی ہے جسکا پہلا مصرعہ یہ ہے۔

اے دکن اا یکہ بہار چمن جان از تست

جان قافیہ۔ اسکا ایک شعر زمانۂ حال کے موافق ہے۔

چون تواند کہ زہر پردہ بر آرد صد نقش ‎ ‎ گر نہ نیرنگیِ این گنبد گردان از تست

اور سنئیے حیدرآباد کی جامعیت جہان بیان کی ہے۔ اس انداز سے بیان کی ہے

ہندیان نیز چو از حلقہ بگوشان تواند ‎ ‎ ہرچہ زیشان بود آن نیز کنون ہان از تست

ہان تو دعوے کن و مانیز مسلّم داریم ‎ ‎ شبلی سحرفن و داغ غزلخوان از تست

والتسلیم ‎ ‎ شبلی۔ ‎ ‎ حیدرآباد

(۳۱)

مکرمی۔

یہ ایک ضروری جواب طلب عریضہ ہے۔

(۱) کلکتہ مین جہان آپ ٹھہرے تھے اس کا پتہ کیا ہے۔ قاضی صاحب جن کے ذریعہ سے آپ وہان ٹھہرے تھے ان سے خط کتابت مقصود ہے۔

(۲) کتاب الآلات کی نسبت کیا ارادہ ہے۔ مولوی سید علی صاحب کے کتبخانہ مین عربی مطبوعات یورپ دیکھکر مین سخت حیرت زدہ ہوگیا ہون علمی زمین نے اپنے خزانے اُگل دیے ہین کیا کہون۔ اپنے علما کی بد قسمتی اور اپنی مفلسی پر افسوس آتا ہے۔ آجکل یہان کی حالت سخت نازک ہے بڑے بڑے عہدہ دار حضور نظام کے

دیرینہ عتاب مین نکالدیئے گئے، اور یہ سلسلہ ہنوز قائم ہی۔ حسن صاحب مالک رسالہ حسن کے اخراج بھی حکم ہو چکا ہی۔

والتسلیم۔

شبلی۔ ۶- نومبر ۱۹۰۱ء

(۳۲)

مکرمی۔

والانامہ اور اشعار پہونچے علمائے ادب کہتے ہین کہ حسانؓ جاہلیت کے نامور شعرا مین تھے لیکن اسلام آیا اور نعت کہنی شروع کی تو ان کا کلام رتبہ سے گرگیا، فارسی مین دیکھیئے نعت گو بہت کم پھیلے ہین، خسرو کے سوا، اور خیر جامی بھی سہی، باقی جتنے ہین نہایت کم رتبہ ہین اور صاف نظر آتا ہی کہ نعت گوئی نے ان کو ایسا بنا دیا ہی سچ ہی، ع رہ[۱] بردم تیغ است قدم را، مقصود اِس دراز نفسی سے یہ ہی کہ آپ بھی اِس میدان مین نہ آئیے، تو اب مقصود ہی تو درود پڑھ لیا کیجیے، معاف فرمائیے نعت کی غزل صرف پھیکی نہین بلکہ غلطیون سے مملو ہی، سنیئے، ع بر آستان پاک رسان زار نالیم زار نالی اُردو ہی فارسی نہین، یا شاید میری نظر کا قصور ہو، لغت وغیرہ مین ہو تو لکھ بھیجیے گا ع اے فخر اولین ومباہات آخرین۔ موجب مباہات، یا اِس قسم کا اور کوئی لفظ مباہات سے پہلے چاہیئے ورنہ معنی صحیح نہ ہونگے

جود بداماں حالیم۔ خالی جود کو بدامن کہنا صحیح نہین۔

[۱] عربی کے اِس مشہور مصرع کی طرف اشارہ ہی۔ ہُشدار کہ رہ بردم تیغ است قدم را۔

جب وہ اپنے تو بستر خاک مین۔ دست تیغ پہ سر کے ساتھ خاک۔ کی قید خلاف مذاق ہے
روئے خ شگفتہ زنوالای آلیم۔ روئے رخ کی ترکیب بد مزہ ہے خصوصاً اس موقع پر۔ مدینہ کی غزل
بھی بہت پھیکی ہے۔ اسکو یون ہی چھوڑتا ہون۔

مزملیہ غزل نہایت چست اور فارسی انداز پر ہے،

بر دہان بزنہ سنج و پستہ لب — غنچہ کے دارد مجال برتری

پستہ لب کو غنچہ سے کیا مناسبت؟ ع جان و قربان ادای دلبری مین
جان کی نون کا اعلان جائز بھی ہو تو یہان بالکل خلاف فصاحت ہے۔

از پر تو حسن محجوب است کہ افتادہ۔ ساقط الوزن ہے،

یابی ہر قطرہ بکف ریختہ عمانی را — کردی قربان بہ ہر شعر صفاہانی را

یابی مین ی گرتی ہے۔ — کردی۔ ایضاً

مدراس ضرور تشریف لائیے۔ یہ مجاز قنطرۃ الحقیقۃ ہے۔

شبلی کا گھر بھی خانۂ دشمن کے پاس ہے — محشر خرام اور بھی دو اک قدم سہی

دسمبر ۱۹۱۰ء

(۳۳)

مکرمی۔

والا نامہ پہونچا حیات جاوید مین مولانا نے سید صاحب کی ایک رخی تصویر چھاپ دی

لہ مولانا حالی کا مکتوب دیکھو

اکثر لوگون کا یہ خیال ہی کہ کسی کے معائب دکھانے تنگ خیالی اور بدطینتی ہی لیکن اگر یہ صحیح ہو تو موجودہ یورپ کا مذاق اور علمی ترقیان سب برباد ہو جائین - پھر ایشیائی شاعرون مین کیا برائی ہی سوا اس کے کہ وہ محض دعوی کرتے تھے - واقعات کی شہادت پیش نہین کرتے تھے - بہرحال مین حیات جاوید کو محض مدلل مداحی سمجھتا ہون

مین نے مدارس مین نئی وادی مین قدم نہین رکھا، بلکہ یہ پرانا کوچہ تھا جسکی مدتون خاک چھانی ع ماہم ازستان این مے بودہ ایم - زمانہ کے ہاتھون دوسرون کیلیے اپنی جگہ خالی کرنی پڑی تھی - ؎

از ہمان بزم کہ جز من دگرے راہ نداشت   بایدم رفت کہ بہر دگران جا باشد

ندوہ اب راہ پر آتا جاتا ہی، انگریزی جاری ہو گئی - سرمایہ الہ آباد بنک مین رکھا گیا، خیر بعد از خرابی بسیار سہی - اب ندوہ مین رہنے کو جی چاہتا ہے،

اب نکتہ چینی کی خدمت ادا کرتا ہون -

خوشم انداز قدِ سرو پا در گل نمی آید

خوشم پیچھے آتا تو اچھا ہوتا - قد کا لفظ بھی کچھ ضروری نہین، اس کے نکلنے سے توالی اضافات کا بار بھی ذرا کم ہو جائیگا -

بہ پہلویم روان آن سرو خوش رفتار بایستی

پہلو مین چلنا ٹھیک نہین، سامنے سے گذرنا چاہیئے - کیا خوب کہا ہے :

گاہ گاہ از نظرم مست و غزلخوان بگذر   ورنہ بر عہدہ من نیست کہ رسوا باشد

"با غوش تے بودی و بار دار بایستی"

واو کو اسطرح متحرک لانا فردوسی تک ختم ہوچکا اب جائز نہیں۔ مقطع کا اخیر مصرع رنگ مین ڈوبا ہوا ہے۔

والتسلیم

شبلی۔ ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

(۳۴)

مکرمی۔

خط پہونچا۔ خانہ ملاح در چین است وکشتی در فرنگ۔

مین نے رسالہ کا مسودہ بھیجا[51] وہ دفتر مین پڑا رہا۔ ناظم نے مدراس مین کہا کہ مجھکو اسکی خبر بھی نہین ہوئی۔

آپ کا نصاب بھی یونہی کہین پڑا ٹھوکرین کھاتا ہوگا منشی صاحب[52] مہتمم مین نصاب ان کے پاس گیا ہوگا، وہ کیا کرسکتے ہین۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ

اگلے بھی دن بہار کے یون ہی گذر گئے

مولوی عبد الحی صاحب کے دو علمہ قیام کی وجہ سے خطوط لکھنؤ کے پتہ سے پہونچا کرتے نہ شاہجہانپور کے پتہ سے۔ آپ اتنا کیجئے کہ فوراً ناظم صاحب کو خط لکھ کر ہدایت کیجئے کہ نصاب منگوا کر جاری کردین یا فیصلہ اخیر کیلئے میرے پاس بھیجدین کیونکہ جلسہ انتظامیہ مدراس

51 ندوہ کی طرف سے ایک رسالہ نکالنا منظور تھا جو آخر الندوہ کے نام سے شائع ہونے لگا۔ اسکا مسودہ بھیجا ہوگا۔

52 منشی اطہر علی صاحب دیکھو مکتوب ۱۹۔

مین یہی طے پایا تھا کہ فیصلہ اخیر کے لیئے نصاب میرے پاس بھیجدیا جائے تاکہ ارکان ندوۂ موجودۂ حیدرآباد سے اسکا فیصلہ کرالیا جائے۔

جلدی فرمائیے۔ دیر کی حد ہو چکی، ورنہ یہ سال بھی آپ کے نذر ہوگا۔

غزل کے آپ نے جو دو ترجمے کیے ہین، اسکا ٹھاٹھ اس سے بہتر کیا ہو سکتا تھا۔ دیکھنا یہ ہو کہ عہدہ برائی [illegible] ہوتی ہو۔ ورنہ عنوان جس قدر مقرر کیا گیا ہو اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے۔

ناظم صاحب حال رسالہ ندوہ کی درخواست دیتے ہوئے بہت ہچکتے ہین، ڈرتے ہین کہ کہین پکڑا نہ جاؤن، مشکل یہ ہو کہ ناظم کے سوا اور کوئی شخص درخواست نہین دیسکتا ورنہ مین سو دفعہ درخواست دیچکتا۔ اب کیا کیا جائے کوئی کل ٹھیک نہین بیٹھتی۔

شبلی۔ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

(۳۵)

مکرمی،

آپ کا نشتر ریز والا نامہ پہونچا، مین جن حالات مین گرفتار ہون، دوسرا شخص ان مصیبتون کے ساتھ اس قسم کا خیال بھی نہ باندھ سکتا، تاہم چونکہ یہ کانٹا دل مین ہو کبھی نہ کبھی نکلے گا، اور شاید جلد نکلے۔

منتقی چھپ گئی ہو۔ نسخہ کے لحاظ سے جو عمدگی ہوگی اس کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہین،

آپ جو طرحیں اختیار کرتے ہیں وہ مقید اور محدود ہوتی ہیں آپ کو قافیہ و ردیف کے نباہنے کے لیے شعر کہنے ہوتے ہیں، طرحیں ایسی لیجئے کہ جو خیال دل میں بے تکلف بندھ جائے، یا ایسی شگفتہ کہ جو شعر نکلے خواہ مخواہ رواں اور برجستہ ہو

مرزا صائب کا ایک انتخابی مجموعہ ایک آشنا کے پاس ہے، عجیب چیز ہے عرفی کے بعض اشعار جو اس انتخاب میں ہیں آپ کو سناتا ہوں۔

دہ کہ از دوختن این چاک گریبان رفت است — این شگافیست کہ تا دامن ایمان رفت است

قانع بہ بوی دوست نگردید شوق ما — این جنس را بمفلس کنعان فروختیم

من ازین درد گرانمایہ چہ لذت یابم — کہ باندازۂ آن صبر و ثباتم دادند

فریاد کہ غمہای تو در سینہ نگنجد — اندک نبود لیک در سینہ نگنجد

از جلوہ بیارام دمی کاین ہمہ خوبی — در حوصلۂ دیدۂ بیتاب نگنجد

والتسلیم — شبلی

۱۴۔ فروری [illegible]

۱؎ [illegible]

کرمی

بخار چڑھ رہا ہی اسی حالت مین نامہ والا کا جواب لکھتا ہون۔ لاہور کے جلسہ کی خبر مین نے اخبارون مین پڑھی تھی۔ اچھا ہی ندوۃ العلماء کے جلسہ کی ایک تمہید ہو گئی۔ آپ نے بہت اچھا مضمون لیا۔ پانٹ بھی سب لے لیے البتہ اگر ممکن ہو تو یہ دکھلائیے کہ یورپ کے فلسفہ اخلاق مین اور اسلام مین کیا فرق ہی؟ آپ نے یورپ کے اخلاق نگارون کو لیا ہی وہ کوئی چیز نہین۔ فلاسفرز کو لیجیے۔ حکمائے یورپ کا بیان ہی کہ اسلام کا اخلاق ایک وحشی قوم کو مہذب بناتا ہی لیکن مہذب کو مہذب تر نہین کر سکتا بلکہ اعلیٰ تہذیب کا ساتھ نہین دے سکتا۔

مین خصائص ابن جنی باجرت (سو روپیہ) نقل کرا رہا ہون۔ مختصر کتاب ہی لیکن فلسفہ عربیت ہی۔ ابن جنی، متنبّی کا شاگرد تھا۔ یہان کتابونکی نقل کا انتظام اچھا ہو سکتا ہی اگرچہ اُجرت بہت زیادہ ہی، کاتب عرب ہی اور عربی دان۔ مصر مین جو جو کتابین چھپتی ہین محض معمولی ہوتی ہین ان کے لیے نواب محسن الملک نے سو روپیے جو رکھے ہین۔ بیکار ہین۔ ایک کتاب بھی اب تک کام کی نہین لکھی گئی، البتہ بعض قدیم کتابین چھپ رہی ہین مثلاً قسطاس المستقیم غزالی۔ میزان العمل غزالی منطق مین احاطہ فی تاریخ غرناطہ للسان الدین الخطیب وزیر اندلس مخصص لابن سیدہ، ان

ل نحو زبان مین نحو ادب کی کتاب ہی، مولانا کا یہ نسخہ کتبخانہ ندوہ مین ہے،

کتابوں کو میں نے منگوایا ہے لیکن ابھی آئیں نہیں۔

ہاں ایک امر بڑا ضروری یہ ہے کہ میں علم کلام کا خاص حصہ لکھ رہا ہوں' آپکے پاس بھیجوں گا اور اس شاگردی کی نسبت میں نے آج تک کسی کے ساتھ گوارا نہیں کی' آپ دیکھکر بتا دیجئے گا کہ کونسا حصہ رکھنے کے قابل ہے کونسا نہیں۔ لیکن اسوقت دریافت طلب امر یہ ہے کہ عقائد کے مسائل ہیں کیا؟ توحید لکھ چکا ہوں' نبوت لکھ رہا ہوں' اس کے بعد صرف معاد رہ جاتا ہے' باقی کیا لکھوں؟ کتب کلام میں جو عقائد لکھے ہیں وہ درحقیقت عقائد میں داخل نہیں' مثلاً حدوث عالم' صفات باری کا لاعین لاغیر ہونا وغیرہ وغیرہ اس لیئے درخواست ہے کہ آپ کے نزدیک جو مسائل عقائد ضروری البحث ہوں' انکے عنوان لکھ بھیجیئے۔ آپ سے ملاقات تو بہت جلد ہوگی' اور اکثر ہوگی' کیونکہ ندوہ یا کالج میں کہیں نہ کہیں رہنا ہے۔

امتحان دینیات[1] اچھا ہوا۔ لیکن نگرانی اور پرچے نکے بھیجنے کا انتظام اگر مولوی عبداللہ صاحب کے ذمہ تھا تو وہ محض نمائشی ہے۔ والتسلیم

شبلی۔ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء۔ حیدرآباد

(۳۷)

مکرمی۔ مبارک' مبارک' سلامت' سلامت'

مگر حضرت یہ اکل کھرا پن کیسا؟ خبر تک نہ کی' دعوت میں بلانا تو بڑی بات ہے[2]

---

[1] درس دینیات سے مقصود ہے۔ [2] مولوی صاحب ممدوح نے شادی کی تھی۔

خیر خوش رہیے نیاز مندونکی خدمت پڑھگئی یعنی ایک جان کے ساتھ دو جانون کی سلامتی کی دعا ذمہ ٹھہری۔

فرید وجدی کے رسالہ کی قیمت سات شلنگ ہی۔ کچھ ڈاک کا صرف ہوگا۔ المرأۃ المسلمہ کی قیمت انھون نے خود نہین لکھی، لیکن غالباً دو روپے ہی۔ بہر حال انکا مجموعہ منگا کر بھیجدیجئے

ندوہ کا تو ن مکانی واقعی قابل اعتراض ہی، لیکن اس کے بغیر ایک نادان دوست کے تسلط سے نجات نہین مل سکتی، اگرچہ مجھکو معلوم نہین کہ لوگون کے ذہن مین اصلی وجہ کیا تھی۔

الغزالی کے ریویو مین نکتہ چینی کا حصہ اچھا ہی، مشتبہ باتون کو آپ نے عمدگی سے صاف کیا۔ دوسرے ایڈیشن مین اس کے مطابق اصلاح کیجائیگی۔

علم الکلام کی فرمائش کی غالباً تعمیل ہو چکی ہوگی، دفتر میرے مکان سے دور ہی، اس لیے میرے سامنے فرمائشون کی تعمیل نہین ہوتی۔ مین پھر دریافت کرونگا آج کل تو محرم کی تعطیل ہی۔ ہان آپ نے اپنے ہان کے فارسی تذکرون کے نام نہین لکھے اور اس کے متعلق میرے خط کا جواب نہین دیا۔

والتسلیم۔

شبلی۔ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۳۸)

بھاوج کی علالت سے افسوس ہوا، جلد تر خیریت مزاج سے مطلع فرمایئے حامد کیلیے

---

۱ لکھنے سے شاہجہانپور اٹھ گیا۔ ۲ یعنی مولوی صاحب (مکتوب الیہ) کی بیگم محترمہ۔

جا بجا آدمی دوڑائے ہین پتہ چلا ہی کاش واپس آجائین

اعظمگڈھ مستقل حیثیت سے مدعو کرنے کی نسبت صرف یہ تردد ہی کہ اسقدر بار منت اٹھانے کے قابل مین ہون بھی یا نہین - بنارس اور مرزاپور آپ کتنے دن رہے اور اعظم گڈھ کو رمضان پر ٹالا شاید بنارس وغیرہ مین رمضان نہ تشریف رکھتے ہون گے

انوری کے دیوان کا کیا پتہ ہی مین بھی منگواؤن گا - جو شعر آپ نے لکھا ہی اسکا ہم مضمون میرا ایک شعر زمانہ جاہلیت کا ہی -

بیخودی وصل کی خط کب مجھے لینے دیتی ۔۔۔ وہ جو آتے بھی تو مین آپ سے باہر ہوتا

مصر مین ایک پرچہ اسلام کے ثبوت اور فلسفہ حال کی تطبیق پر نکلا ہی اور ماہوار نکلتا ہی[1] نور کا پرچہ ہی اور واقعی عمدہ ہی اڈیٹر فرنچ وجرمن زبان کا ماہر ہی مینے منگوایا ہی اور مسلسل آرہا ہی ماہوار ہی لیکن صفحے کم ہوتے ہین -

ابکی البشیر مین ایک نہایت عمدہ خبر شائقین علم کیلئے نظر سے گذرے گی مین اس سے خاص فائدہ اٹھاؤن گا قاہرہ مین تفسیر ابن جریر طبری چھپ رہی ہی

والتسلیم - شبلی

۲۵ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۳۶)

ندوہ کی پچھلی کارروائیون نے مجھکو یقین دلایا کہ ارکان ندوہ مجھ سے بدظن رہتے تھے

---

[1] یعنی رسالہ المنار اڈیٹر فرید وجدی -

اور اس لیے کسی علمی کام مین میرے شریک ہونے سے ڈرتے ہین، مین کسیکے خیالات پر کوئی بار نہین ڈال سکتا۔ لیکن خود منافق بننا اور دوسرون کو منافق بنانا کیا ضرور ہے۔ مین نے مولوی عبد الحیٔ صاحب کو اس معاملہ مین ایک خط لکھا ہے، ان سے منگوا کر پڑھیے اور اب مجھکو باقاعدہ آزاد کر دیجیے۔

والسلام

شبلی، حیدر آباد ۲۴۔ اگست ۱۹۰۲ء

(۴۰)

مکرمی۔

اس ہفتہ مین نواب محسن الملک کا خط آیا کہ وہ نواب لفٹنٹ گورنر سے ملے اور معلوم ہوا کہ لفٹنٹ صاحب نے میرے متعلق جو گورنمنٹ کو شکوک تھے، رفع کر دیئے اور یہ بھی کہا کہ اب اُن کو علی گڈھ کالج اگر بلانا چاہے تو بلا سکتا ہے۔ محسن الملک نے مجھکو اس اطلاع کے بعد لکھا کہ کالج مین آجاؤ، وظیفہ حیدر آباد بھی جاری ہوجائے گا اور سو روپیہ کالج سے بھی ملین گے۔ لیکن مین نے منظور نہین کیا اور اس کوشش مین تھا اور ہون کہ وظیفہ جاری ہوجائے تو ندوہ مین آجاؤن۔

ندوہ کی نسبت ہمیشہ میرا یہی خیال رہا اور سچ یہ ہے کہ صرف ندوہ کے لیے مین نے کالج چھوڑا تھا، گو واقعات اتفاقی کی وجہ سے اس کا موقع نصیب نہ ہوا۔

یہ تو میری حالت ہے۔ اب آپ لوگون کی کیفیت یہ ہے کہ جس کام پر مین نے برسون غور کیا ہے اس کے سامان بہم پہنچائے ہین اسکو اچھی طرح کر سکتا ہون۔ اسمین

کبھی آپ ہاتھ لگانے نہیں دیتے۔ رسالہ ندوہ اور نصاب تعلیم دونوں چیزیں میرے خاص مذاق کی تھیں اور شاید میں اس کام کو کسی قدر انجام بھی دیسکتا تھا، دونوں سے آپ نے مجھکو الگ رکھا۔ مجھکو ان کی شرکت سے عزت و ناموری مقصود ہوتی تو اس کے لئے علی گڈھ سے بہتر میدان نہیں، مقصود یہ تھا کہ یہ کام اچھی طرح انجام پائے۔ لیکن آپ لوگ ایسا ڈرتے ہیں کہ میں شریک ہوا اور میں نے مذہب کو اور طرز تعلیم کو الٹ دیا۔ بہر حال مجھکو کسی کے ظن اور خیال پر اعتراض نہیں، لیکن جب یہ حالت ہے تو بیفائدہ دخل در معقولات سے کیا حاصل ہے۔ مجھکو اب ندوہ سے معاف کر دیجئے مجھ سے صرف نقارچی کا کام لینا مقصود ہے تو اور بھی بہت لوگ ہیں۔ افسوس ہے ہم مسلمانوں کے قلوب کی یہ کیفیت ہو گئی ہے۔ ایک جلسہ کے لئے میں نے سامان کر لیا تھا، لیکن ایسے مجمع میں شرکت سے کیا فائدہ جہاں سب لوگ مجھ سے بدظن ہوں۔

والتسلیم۔ شبلی۔

حیدرآباد۔ ۲۴۔ اگست ۱۹۰۲ء

(۹۱)

مکرمی۔

ندوہ کا اب نفس واپسین نظر آتا ہے، اس بنا پر بطور حرکت مذبوحی کے یہ ارادہ ہوتا ہے کہ دو مہینہ کی رخصت لیکر لکھنؤ آؤں اور کم از کم دو چیزوں کو درست اور جاری کرادوں، نصاب اور رسالہ، ثانیاً اس کے سوا عام تدابیر بھی سوچی جائیں لیکن

شرط یہ ہیکہ آپ کو رکھیے، ہمیشہ لکھنؤ مین نہ رہتے، مین بغیر آپ کے کچھ کام کرنا نہین چاہتا اور نہ کرسکتا۔

اگر آپ اپنے کام کا ذاتی ہرج کرکے آسکین تو فوراً لکھیے، ورنہ ندوہ کو الوداع کہیے۔ میرا اسوقت آنے مین سخت نقصان ہی، تنخواہ کی مجرائی الگ۔ میری ملازمت کے استقلال کا مسئلہ اسوقت پیش ہی، اسکو چھوڑنا الگ نقصان رسان ہے، زنانہ کا الگ بکھیڑا ہی، لیکن غالباً اِس سب کو مین برداشت کرسکون گا۔ آپ فوراً جواب دیجیے۔

مین مدتِ قیامِ لکھنؤ مین ہر روز کسی فن پر طلباء کے سامنے لکچر بھی دونگا۔ قدما کے طریقہ پر۔

شبلی۔ ۵ ستمبر ۱۹۰۲ء

(۴۲)

مکرمی۔

کسی اور کی جو نیت ہو وہ ہو، لیکن مین ندوہ مین شریک ہونا چاہتا ہون تو صرف اسلیئے کہ ایک مذہبی خدمت انجام دون۔ دنیوی جاہ و اعزاز، ناموری و شہرت کیلیئے علی گڈھ کا میدان بہت اچھا ہی۔ ابھی ابھی نواب محسن الملک کا خط آیا کہ لفٹنٹ گورنر حال نے میرے متعلق فیصلہ کردیا اور رائے دی کہ چاہو تو علی گڈھ اُنکو بُلالو، اِس صورت مین مالی فائدہ بھی ہی۔ اور شہرت بھی۔ باوجود اس کے ندوہ

ہیں اگر آپ ہمت ہو تو [illegible] کیا خود غرضی ہو سکتی ہے۔ باوجود اس کے میرے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے کہ ایک بار مین نے ندوہ مین قیام کر کے فہرست اسماء طلب کی کہ لوگون کے نام مراسلات متعلق ندوہ کر سکون۔ باوجود اصرار کے ناظم صاحب اور مددگار صاحب نے تعلل کیا اور بڑی مشکل سے ۲۰ نام عنایت کیے۔

نصاب تعلیم مین برسون غور کر چکا ہون۔ مصر کی اصلاحات کو دیکھتا رہتا ہون۔ وہان سے جدید کتابین جو اب تک کسی کے پاس نہین پہونچین اُن کو منگوایا ہے۔ باوجود اس کے مین اس کمیٹی سے خارج رکھا گیا ہون۔ رسالہ مین مجھکو دخل نہین تو کیا مجھ سے دعاگوئی اور طبل نوازی کا کام لینا مقصود ہے۔ مجھکو یہ پسند نہین کہ ایک مذہبی مجلس مین شریک ہو کر جوڑ توڑ کرون۔ اپنا اثر بڑھاؤن۔ مخالف کو شکست دون۔ اس جنت سے تو دوزخ بھلی۔ اس مردی سے نامردی بہتر۔ مختصر یہ ہم مسلمانون کی فطرت خدا نے بالکل تباہ کر دی ہے۔ آپ کیا کرین گے اور کوئی کیا کرے گا۔ جس کا جی چاہے۔ سکرٹری۔ مددگار۔ ناظم وغیرہ وغیرہ بن لے اور اس عزت پر اترائے۔ باقی کام ہونا تو یہ قسمت ہی مین نہین۔ کچھ فائدہ کیا۔

والسلام

شبلی۔ ستمبر ۱۹۰۲ء

(۶۳)

تسلیم۔ مین نے یہ سب کہا کہ آپ بھی ندوہ سے علیحدہ ہون۔ آپ پر ندوہ کو پورا اعتبار جو آپ سب کچھ کر سکتے ہین اور آپ کو کرنا چاہیے۔ میرے لیے پہلی شرط تو یہ ہے کہ مین

حیدرآباد چھوڑدوں۔ اور یہ شرط خود آپ کے اِس عنایت نامہ مین بھی درج ہی۔ نصاب کا

کام لاہور سے انجام ہوسکتا ہی اور حیدرآباد سے نہین ہوسکتا۔

مین ندوہ کا دشمن نہین ہون کہ اپنی علیحدگی سے اس کے نقصان رسانی مین مدد

لون۔ مین امرتسر آؤنگا۔ لکچر مین کبھی لکھکر نہین دیسکا، اس لیئے اگر زبانی منظور ہو تو حاضر

ہون ورنہ معاف۔

ندوہ مین جو لوگ میرے خلاف ہین اِن مین خود میرے ہموطن اور عزیز بھی ہین،

اور جس وجہ سے خلاف ہین اس سے بھی مین واقف ہون، لیکن اِن باتون کی طرف

توجہ کرنے سے کیا حاصل۔ آپ سے البتہ تعجب ہی کہ ہر قسم کے کام کے لیئے ترکِ معاش

کی شرط کو ضروری قرار دین۔ الغزالی غالبًا پہونچی ہوگی۔

مین اسوقت اعظم گڈھ مین ہون۔ والتسلیم

شبلی۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۰۲ء

(۴۴)

مکرمی۔

ہان مین بیمار ہوگیا اور اب تک اس کا خمیازہ باقی ہی۔ نصاب کے متعلق ریمارک

اصل نقشہ پر لکھدیئے ہین اور وہ بعینہ مرسل ہے،

اگر علی گڈھ کانفرنس سے پہلے آسکا تو ضرور رسالت پر لکچر دونگا۔

رسالہ کے ایڈیٹرون مین مولوی محمد علی صاحب غالبًا میرا نام پسند نہ کرین پھر

آپ مہمان را بافضولی چہ کار کیون کرتے ہین - اور سچ یہ ہے کہ مین رسالہ کیلئے موجودہ حالت مین طیار بھی نہین - ندوہ نے اپنی تجویزون کے جو نمونے دکھائے یعنے دار العلوم و دار الافتا وغیرہ وغیرہ - کیا رسالہ بھی ایسے نمونہ پر نکالنا مقصود ہے مجھکو تو ایسے ہی سامان نظر آتے ہین علما مین کون صاحب لکھنے کے قابل ہین اور نہین ہین تو کیا ندوہ کا رسالہ بھی نیچریون کی مدد سے نکلے گا، اور وحید الدین و مولوی علی احمد و مرتضی سے دریوزہ گری کیجئیگا، ایک آپ کیا کیا کرینگے -

الغزالی کیلئے حیدر آباد لکھتے لکھتے تھک گیا، عجب پاجی لوگ ہین اب تو بہ دست آپ ڈپوٹی سے منگوا لیجئے -

والسلام

شبلی - ۰ - نومبر ۱۹۰۲ء

(۴۵)

جناب من، یادداشت دینیات مرسل ہے - اس کا انگریزی ترجمہ ہو کر پالسن صاحب کی نظر سے گذرنا ہے - مین نے کچھ حالات لکھے ہین، اور اس حصہ کا شائع کرنا مناسب نہ ہوگا، لیکن ممبرون کو اصل حقیقت سے مطلع کرنا ضرور تھا - رپورٹ مین چھپنے کے لیے آپ قابل اشاعت حصہ انتخاب کرلین - دیوان تو پی گیا لیکن

ع نا جیسا اُسے ویسا نہ پایا

والسلام شبلی

۱۳ - نومبر ۱۹۰۲ء

مکرمی۔

خط پہونچا۔ خدا کی قسم غزل کی غزل مرصع ہی اور یہ شعر تو دل مین۔ کھ لینے کا ہے ع

اگر برافگند از رُخ نقاب را چہ کنم

لیکن داد دینے کا مزہ رو در رو ہی۔ خدا کے لئے مدراس ضرور آئیے۔ حیدرآباد اگرچہ دیکھنے کے قابل نہین رہا۔ سید حسین، سید علی مین سے کوئی نہین۔ عزیز مرزا باہر ہین تاہم مصرع

خزان کشمیر ہم بہاری دارد

آپ کی کتابین بھیجدونگا لیکن بلا تصویر۔ ایک راز کی بات کہتا ہون اپنے ہی تک رکھئے گا۔ آپ کو معلوم ہی والد قبلہ نے تین ہزار قرض چھوڑا تھا اس مین سے اب چھ ہزار اور رہگئے ہین، اس کے مارے مین غربت کی خاک چھانتا پھرتا ہون ورنہ کس کمبخت نوکری کی غرض ہی، مین چاہتا ہون کہ اپنا کتب خانہ کل فروخت کرڈالون۔ کتابین میرے پاس تعداد مین بہت نہین ہین، لیکن اکثر نایاب، مطبوعات یورپ اور بعض نایاب قلمی کتابین ہین، باقی تین ہزار کا اور کچھ سامان کرلون گا، اگر یہان استقلال ہوجاتا تو مین کل کا سامان کرلیتا۔ لیکن ہر نفس نفس واپسین ہے۔

والسلام۔ شبلی

۱۹۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء

(۴۷)

مکرمی۔

آج ایک نقشہ نصاب جاریہ دار العلوم ندوہ کا آیا۔ اس مین یہ کتابین ہین۔ ملا جلال شرح جامی۔ فصول اکبری۔ کافیہ۔ میبذی۔ شافیہ،

مکرمی۔ ہم آپ خدا کو کیا جواب دین گے۔ کیا ندوہ کا یہی دعوی تھا کہ دیوبند کی فرسودہ عمارت کو ہم کعبہ بنا دین گے۔ آپ نصاب کے ناظم ہین۔ کیا اسلئے؟ ناظم نصاب کے متعلق بعض چیزون مین اختلاف تھا لیکن جسمین اتفاق تھا وہ کہان ہین۔ مدرسون کو کہیئے کہ یہ کیا کر رہے ہین۔ ان ظالمون کو شرم نہین آتی۔ افسوس، افسوس،

شبلی۔ ۲۲۔ جون ۱۹۰۳ء

(۴۸)

مکرمی۔

والانامہ پہونچا۔ مین اگر نظامت کے قابل ہوتا تو خود اپنا نام کسی دوست سے پیش کراتا کیونکہ اس موقع پر خاکساری کرنا ایمانداری کے خلاف تھا۔ لیکن مین اس عہدہ کے ناقابل ہون۔ مین بادشاہ بنکر کام نہین کر سکتا بلکہ وزیر بنکر کر سکتا ہون بخدا میری نظامت سے ابھی ندوہ کو کوئی فائدہ نہین پہونچے گا بلکہ الٹے نقصان ہوگا۔ ہان ایسا شخص منتخب کیجئے کہ جب مین کام کرنا چاہون تو وہ میری خواہ مخواہ مخالفت نہ کرے، اور ذاتی تعلقات کو دخل نہ دے۔

میرے خیال مین کوئی معقول شخص موجود نہین جس پر بار ڈالا جائے دیکھیے خدا کو کیا منظور ہے۔

شبلی۔ ۹-جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

(۴۹)

مکرمی۔

مین نے مدرس اعلیٰ دارالعلوم کو نہایت سخت خط لکھا تھا کہ قدیم نصاب کیون پڑھایا جاتا ہو امرتسر مین جو طے ہوا وہ کیون نہین پڑھایا جاتا، وہان سے جواب آیا کہ جدید نصاب ہملوگونکو دکھلایا تک نہین گیا، ہم لوگ کیا کرسکتے ہین۔ آپ نے مدرسہ مین غالباً نصاب نہین بھیجا، جسکی وجہ یہ ہوگی کہ نصاب مین کچھ اختلافات تھے۔ لیکن بہرحال کچھ کتابین متفق علیہ عام تھین، انکی اطلاع تو آپ کو دیدینی چاہیئے تھی، یہ نہایت تعجب کی بات ہو کہ آپ کمیٹی نصاب کے ناظم، اور آج تک وہی اندھیر ہے۔

خدا کے لیئے فوراً دارالعلوم کو نصاب مقررہ سے مطلع کیجیئے اور تاکید کیجیئے کہ اُسکو درس مین رکھین۔ جو کتابین مختلف فیہ ہون، اُنکو رہنے دیجیئے۔

شبلی۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

(۵۰)

جلسہ انتظامیہ مین یہ تو اصولاً طے ہوگیا تھا کہ کسی علم کو مخلوط کرکے نہ پڑھایا جائے اس سے شروح سلّم وغیرہ خود خارج ہوتی ہین، اس کے علاوہ مین تو یہ کہتا ہون کہ

آپ یہ کیون نہین کرتے کہ مثلاً کتب ذیل کی نسبت تمام ممبرون سے پوچھیے کہ درس مین رکھی جائین یا نہین۔ شافیہ، فصول اکبری، شرح ملا، ملا حسن، میرزاہد، قاضی، جلالین وغیرہ تمہید مین یہ وجہ لکھیے کہ زمانۂ درس کا اختصار ضروری ہے۔ اسکے ساتھ ہر فن کی ایسی کتابین جو تمام مسائل کو حاوی ہون، اور اسمین دوسرے علوم کی بحثین بیچ مین نہ آئین، مین پوچھتا ہون کہ آخر جب ندوہ بھی دیوبند ہے تو قوم کا روپیہ کیون تباہ کیا جا رہا ہے۔

شبلی۔ ۱۹۰۲ء

(۵۱)

مکرمی۔

مسلمان سود بے تکلف دیتے ہین، لیکن لیتے نہین، حرام دونون ہین، لیکن پہلی صورت مین چونکہ نقصان ہے، اسلیئے اسکے مرتکب، اور دوسری صورت مین چونکہ فائدہ ہے اسلیے اس سے مجتنب ہین۔ بعینہ یہی حالت ندوہ کی ہے اور ایک خاص حصہ کے متعلق یہ حالت آپکی وجہ سے ہے۔

ندوہ مین سیکڑون امور بے ضابطہ ہوتے رہتے ہین، کسی کو کچھ پرس وجو نہین لیکن نصاب کی نسبت آپکو اسقدر ضابطہ کی پابندی ہے کہ ایک ایک حرف پر سب کا اتفاق جب تک نہ ہو لے کچھ کیا نہین جا سکتا۔

مگر یہ طریق کام نہین چلتا۔ سید صاحب نے اسطرح کام نہین چلایا۔ وہ تسہین

ہوں مرتب ہوچکے تھے، مثلاً یہ کہ مخلوط بعض کتابین خارج کردی جائین گی،
اس کے مطابق آپ ملاحسن، میرزاہد، حمداللہ، قاضی کو فوراً خارج کرسکتے ہین، شرح مُلّا
وغیرہ بہ تصریح خارج ہوچکی ہین۔ مین مدرسین کو لکھتا ہون تو وہ لکھتے ہین کہ بغیر معتمد کے
حکم کے ہم کیونکر تبدیلی کرین۔ آپ فوراً لکھ بھیجیے کہ فلان فلان کتابین موقوف، اور
اُن کے بجائے فلان فلان کتابین۔ اور اگر آپ اتفاق کی راہ دیکھتے رہے تو خدا کی
قسم قیامت تک کچھ نہ ہوگا۔ ایسی حالت مین معتمدی نصاب کا نام کیون بدنام کیجیے۔

شبلی۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۲ء

(۵۲)

مکرمی۔

آپ کی اِس تحریر سے کہ آپ غزل گوئی کی تاریخ لکھ رہے ہین، نہایت خوشی اور
انبساط ہوا لیکن اسی خط مین وہ ناپاک اور نجس کورس بھی تھا جو ندوہ مین جاری ہے
میرے محبوب! کیا آپ کا یہ کام تھا کہ سال بھر سے وہ کتابین جو قطعاً امرتسر مین
خارج کردیگئی تھین، جاری رہین، اور آپ مکمل نصاب کے متفق علیہ ہونے کا انتظار کرتے
رہین، خیر اب سُنئیے۔

درجہ متوسط سال سیوم مین سے ملاحسن، میرزاہد رسالہ میرزاہد ملا جلال، قاضی مبارک
صدرا، سب خارج کردینا چاہیے، ان کے بجائے شرح مطالع کے بعض حصے۔ حمداللہ
شرح ہدایۃ الحکمۃ از خیرآبادی۔ رسائل ابن رشد مطبوعہ مصر، حماسہ۔ اعجاز القرآن باقلانی

اور ہدایہ معاملات (بشرط گنجائش) ہونا چاہیے۔

درجۂ متوسط سال دوم مین سے میبذی (یہ سب سے زیادہ نالائق کتاب ہے) شرح عقائد نسفی، تصریح الافلاک۔ خارج ہونی چاہیے۔ موطائے امام محمد، سبعہ معلقہ، جلالین قائم رہنا چاہیے اور رسائل اربعہ امام غزالی، والفوز الاصغر ابن مسکویہ مطبوعہ بیروت جو لکھنؤ مین بھی مطبع یوسفی مین ملسکتی ہے بڑھانا چاہیے۔

درجہ متوسط سال اول مین مشکوۃ کی ضرورت نہین۔ مختصر معانی قطعاً خارج کرنا چاہیے اور حسن التوسل فی صناعۃ الترسل مطبوعہ مصر اس کی بجائے رکھنا چاہیے۔ منتقی الابحر کی بھی ضرورت نہین۔ دیوان ابو العتاہیۃ اس مین اضافہ کرنا چاہیے۔

درجۂ ابتدائی سال سوم مین تلخیص اور دیوان علی (جو محض موضوعات ہے) بالکل خارج مشکوۃ کی بھی ضرورت نہین، حدیث کا فن مستقل اخیر مین رکھا جائیگا۔

درجہ ابتدائی سال دوم اور سال سوم سے شافیہ، کافیہ، شرح جامی قطعاً خارج۔ انکی جگہ اس درجہ مین ہدایۃ النحو لانا چاہیے، اور مفصل زمخشری اضافہ کرنا چاہیے نیز کلیلہ دمنہ ابن المقفع مطبوعہ بمبئی۔

لیکن خدا کیلئے بچر بچ یت پر معاملہ نہ اٹھا رکھے گا۔ کوئی کتاب نئی تم کیجائے خواہ نہ کیجیے لیکن کافیہ، شافیہ، شرح جامی، میر زاہد، ملا حسن، ملا جلال، قاضی یہ تو قطعاً نکلوا دیجیے۔ خدا کی قسم مین کانپ اٹھتا ہون کہ ندوہ کے تمام وعدون کا خدا کے ہان ہم اور آپ کیا جواب دینگے۔

شبلی - ۱۴۔ اکتوبر سنہ [illegible]

مکرمی۔

جبلی مرسل ہے۔

کلوش کی کتاب مدت ہوئی مین رجسٹرڈ آپ کے پاس بھیج چکا اور رسید بھی آگئی تھی
مدراس مین جو کچھ ہوا وہ مین کیلئے ہوا۔ دارالعلوم یا ندوہ کو دو چار سو بھی ہاتھ نہین آئے۔
مین نے اسدفعہ مولوی مسیح الزمان صاحب وغیرہ کو الگ جلسہ مین بلاکر مختتم گفتگو کی،
یعنی اگر چلانا ہے تو ٹھیک طرح سے چلائیے ورنہ کم سے کم مین الگ ہوے جاتا ہون۔ مولوی
مسیح الزمان صاحب نے صاف کہا اور مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ نے بھی موافقت
کی کہ دارالعلوم جب تک شہر لکھنؤ مین منشی اطہر کے زیر اثر ہے کچھ نہین ہو سکتا۔ اس لیئے
ہمنے دارالعلوم اُن کے سر مارا۔ باقی اشاعتِ اسلام کا کام شاہجہان پور مین انجام دونگا
مولوی عبدالحی صاحب نے یہ بھی بیان کیا مولوی حبیب الرحمان صاحب سے بار بار
نصاب مانگا گیا لیکن وہ نہین بھیجتے۔ تمام لوگون کو آپ سے سخت شکایت تھی، لوگ
کہتے تھے کہ ویسا ہی مسودہ بھیجدیا تھا۔

میری بھی یہ رائے ہے کہ جس کام کو آپ قلتِ صرف فرصت یا اور کسی وجہ سے
نہ کر سکتے ہون اِس سے استعفا دینا بہتر ہے ورنہ محض انتساب کے فخر سے کیا حاصل۔
رسالہ کے لیئے اَب تک مولوی مسیح الزمان صاحب درخواست دینے مین

سلہ کتاب الآلات، دیکھو

پس و پیش کرتے ہین۔

والسلام

شبلی ۱۲۔ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

(۵۴)

مین ندوہ مین آگیا ہون[۱]۔ میری عیادت اور مہمات اُمور کے طے کرنے کے لیے فوراً تشریف لائیے اور ہفتہ دو ہفتہ یہان قیام کیجئے۔

شبلی نعمانی۔ ۲۸۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء

ندوہ لکھنؤ۔

(۵۵)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ نواب مزمل اللہ خانصاحب کی خدمت مین ایک خط وظیفہ[۲] کے متعلق بھیج چکا ہون۔ نتیجہ غیر معلوم۔ جلسۂ دستار[۳] بندی مین آپ کا آنا ضروری تھا، پہلا جلسہ ہے اور عام افسردگی کو دفع کرنا ہے۔ یہ افسوس ہے کہ آپ لاؤ لشکر کے ساتھ سفر کرتے ہین اور اسلیئے مصارف بڑھکر سفر مین ناگواری پیدا ہوجاتی ہے، اگر آپ حضرت عمر کا سا سفر کرین تو سو دفعہ آسکتے ہین۔ جلسہ کے بعد میرا بڑا لمبا سفر ہوگا اسلئے وداعی ملاقات بھی ہوجاتی۔

سُنا ہے نائب ناظم دینیات کی تجویز ہے، مولوی اسلم جیراجپوری کی مجھ سے سفارش چاہی گئی ہے، مین صرف انکی نیکبختی کا حال جانتا ہون، باقی معلومات مذہبی،

۱؎ مولانا نے قیام ندوہ کی ابتدائی تاریخ ۲؎ یعنی ندوہ سے غیر متعلق طبع کتب ۳؎ طلبۂ ندوہ کا جلسۂ دستار بندی

اور پابندی فرائض کو آپ خود تحقیق کرین مجھکو علم نہین۔

موازنہ سے بہمہ وجوہ نجات ملی اب جسقدر وقت ملے گا شعر العجم پر صرف ہوگا اب والدہ اغستانی کی ضرورت ہی۔ آگرہ سے آجاتا تو اچھا ہوتا۔ ایک نئی غزل کے چند اشعار حاضر ہین۔

گرچہ مرد ہوسناکی و رندی نیستم | اینچنین ہم گاہ گاہم اتفاق افتادہ بود
بودہ ام در بزم مے با محتسب ہم ہمنشین | گرچہ این صحبت مرا بسیار شاق افتادہ بود
گوئیا دشمن ہم از ذوقش نصیبی بردہ است | بادۂ وصلش چشیدم از مذاق افتادہ بود
از دل صد پارۂ ات آگہ نیم شبلی ولے | شیشۂ دیدم کہ از بالائے طاق افتادہ بود

۵۔ نومبر ۱۹۰۶ء

(۵۶)

مکرمی۔

تسلیم۔ امرائے ہنود کیلئے سخت تاکید لکھدی ہی بشرطیکہ وہ خبر ہون۔ دینیات کے لئے کیا میری واقفیت کا دائرہ آپ سے زیادہ وسیع ہی، ہندوستان کا کونہ کونہ دیکھ چکا، مجھکو تو کوئی آدمی نظر نہین آتا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی معقول شخص ہین لیکن وہ یہ خدمت کیون قبول کرنے لگے۔ مولوی عبدالحق اور شاہ سلیمان آپ کو مل نہین سکتے اور شاید آپ اُن کو قبول بھی نہ کرین۔ بہرحال مین تلاش مین رہون گا۔

مرتب ہونیکا حوصلہ ہو، کم از کم سو روپیہ ہونا چاہیئے۔

ہان بنک مین انجمن اردو کے سو روپیے یا کسی قدر زیادہ جمع ہین، سہل انکاری مین بھیج نہ سکا۔ اب بھیجدونگا۔ ابن کمونہ مین نے واپس کردی بُرا نسخہ تھا،

بمبئی کے ایک آدھ شعر حاضر ہین طرح "جوشی را۔ فراموشی را"

بنگر دستگہ حسن کہ آن نرگس مست ہم آمیختہ ہشیاری و مدہوشی را
من فدائے بت شوخیکہ بہ ہنگام وصال بمن آموخت خود آئین ہم آغوشی را

مین نے تو ایک خیالی بات لکھدی لکھنؤ کے ایک صاحب کے سامنے اخیر کا شعر پڑھا تو کہنے لگے اس کالج کے پروفیسر یہین مل سکتے ہین، جناب نواب مزمل اللہ خان صاحب نے میری درخواست منظور کرکے بات رکھ لی ورنہ بہت صدمہ ہوتا۔

شبلی۔ ۱۶۔ نومبر سنہ ۱۹۰۶ع

(۵۷)

مکرمی۔

آپ کے نہ آنے کا سخت صدمہ ہوا، آپ ارکان اصلی ندوہ ہین آپ کی عدم شرکت کا دوسرون پر برا اثر پڑتا ہے، اور لوگ مجھ سے پوچھتے ہین۔ بہرحال مقدر مین یہی تھا۔ اگرچہ شاہ سلیمان صاحب وغیرہ نہین آئے لیکن جلسہ بڑی کامیابی سے ہوا۔ سلیمان کی طرف سے درخواست کیگئی کہ فی البدیہہ جو مضمون مجھکو بتایا جائے مین اسیوقت

۱؎ اب بہت ذخیرہ ہو گیا ہے ۲؎ جسٹس شاہ دین صاحب تاریخ التحصیل کے مصنف مرحوم ۳؎ سید سلیمان ندوی

اسپر عربی زبان مین لکچر دونگا، غلام الثقلین نے ایک مضمون دیا، اور بغیر ذرا سی دیر کے سلیمان نے نہایت مسلسل فصیح اور صحیح عربی مین تقریر شروع کی تمام جلسہ محو حیرت تھا اور آخر لوگون نے نعرہ ہائے آفرین کے ساتھ خود روکا کہ بس اب حد ہوگئی۔

مجمع نہایت کثرت سے ہوا اور بہت بڑی بات یہ ہوئی کہ بیرسٹر اور تمام ایجوکیٹیڈ نے کہا کہ ہم لوگون کو اب عملاً ندوہ مین شرکت کرنی چاہیئے لہذا آئندہ اتوار کو ایک خاص جلسہ رفاہ عام مین ہو، جس مین ہم ایجوکیٹیڈ لوگ، اور ارباب ندوہ جمع ہون اور مشورہ وغور کیا جائے کہ ندوہ کو کیونکر ترقی دینی چاہیئے اور کسطرح ہملوگ اسکو اعلیٰ درجے تک پہونچائین۔

کلیات ناظم ارسال ہے۔ عہ اور سہ بابت وظیفہ حسب وعدہ فوراً بھیجدیجئے

کلیات ناظم مین ایک دو رباعیان خود مصنف کے ہاتھ کی ہین۔

شبلی۔ ندوہ۔

۴۔ مارچ ۱۹۰۷ء

(۵۸)

تسلیم۔ مدت سے آپ سے باتین نہین ہوئین، آج بے اختیار جی چاہا اور قلم ہاتھ مین لیکر بیٹھ گیا۔ یہان ایک جلسہ تھا، شاہ سلیمان صاحب اِس تقریب سے آئے تھے اور کئی دن تک میرے مہمان رہے۔ اب اُن کے خیالات ندوہ کے متعلق صاف ہوگئے

لہ آنریبل خواجہ غلام الثقلین بی اے ایل ایل بی، ۱۹۱۵ء مین افسوس کہ وفات پائی عہ تعلیم یافتہ

جون میں حیدرآباد کا قصد ہو۔ وہیں تیار ہیں گے۔ کاش آپ بھی دام وطن سے چھوٹ سکتے

کلیات جامی شاہجہان کی مہر کا عجیب وغریب نسخہ ہاتھ آیا ہی ابھی قیمت وغیرہ طے نہین ہوئی۔

آزاد کا سخندان پارس حصہ دوم نکلا سبحان اللہ لیکن الحمد للہ میرے شعر العجم کو ہاتھ نہین لگایا ہی۔

مجھلے خان صاحب مکہ سے تشریف لائے یا نہین۔ نواب مزمل اللہ خان صاحب کو ایک غزل بھیجی رسید تک نہ دی خیر آپ لیکر دیکھیے۔

والسلام۔ شبلی۔ ۸ مئی سنہ

(۵۹)

تسلیم۔ مولوی عزیز مرزا[1] بلا رہے ہین آپ کا ساتھ ہو تو کیا کہنا تھا۔ آپ آزاد[2] بھی ہون گے۔

آزاد نے نظم کا حصہ تذکرۃ الشعرا کے لیے اٹھا رکھا ہی جو اسی قدر ضخیم ہو۔ چھپ رہا ہی۔ ان کے بیٹے کے خط سے معلوم ہوا۔ آپ بھی تو کہتے تھے کہ ندوہ کے کام آتا ہی میں قلم ہاتھ میں لیکر بیٹھا۔ جو وقت ملتا ہی شعر العجم پر صرف ہوتا ہی۔ [illegible]

۱ مولوی [illegible] مرزا ۔ ۲ مولوی محمد حسین صاحب آزاد صاحب سخندان پارس [illegible] سخندان پارس [illegible]
میں [illegible] مولوی محمد حسین صاحب آزاد [illegible] سخندان پارس [illegible] تذکرۃ الشعرا [illegible]
۳ سخندان پارس ۔ ۴ سخندان پارس [illegible]

کام نہین کرنے دیتی۔

ہان مرزا کامران کا دیوان، اکبری کتبخانہ کا نہایت مستند دیکھا، شاہجہان اور جہانگیر کے خاص ہاتھ کی تحریر ہین۔ مین نے فوٹو لیا، اور متعدد کا بیان کرائین کہ اور شوقینون کے بھی کام آئے۔ العین کو دیدونگا، عہ، فی فرد لاگت ہی آپ چاہین تو ویلو بھجوا دیا جائے، نواب صاحب بھی شاید چاہین اسلیئے دو قطعہ منگوانا بہتر ہوگا۔

شبلی۔ ۱۴ مئی ۱۹۰۰ء

(۶۰)

جناب من۔ تحیت و سلام۔ آپ کا والانامہ متضمن اظہار ہمدردی و دریافت حالات ورود فرما ہوا۔ آپ کے اظہار ہمدردی اور دریافت کا شکریہ ادا کرتا ہون حالات تفصیل کے ساتھ حسب ذیل ہین۔

ایک اتفاقی تقریب سے مین اپنے وطن اعظمگڈھ مین آیا تھا اور ارادہ تھا کہ مہینہ دو مہینے یہان قیام کرونگا۔ شعر العجم کے اجزاء زیر تحریر تھے اور شاہنامہ پر ریویو کر رہا تھا۔ سترھوین مئی ۱۹۰۰ء قریبًا دس بجے ہونگے کہ مین دفتر سے اُٹھکر زنانہ کمرہ مین گیا۔ اندر تخت بچھے ہوئے تھے مین پاؤن لٹکا کر تخت پر بیٹھ گیا۔ تخت پر کارتوس بھری ہوئی بندوق رکھی تھی۔ مین نے ہاتھ مین اُٹھالی اور پھر ایک دوسرے شخص کے ہاتھ مین

لہ خدا بخش خان کے کتبخانہ بانکی پور مین ۲ہ نواب عبد الشکور خان ۳ہ عام خط جو روداد واقعہ کے اظہار کے لیے دوستون کے جواب مین بھیجا گیا تھا ۴ہ متعلق صدمہ پا،

دیدی۔ اتفاق سے گھوڑا گر گیا بندوق کی زد ٹھیک میرے پاؤن پر تھی۔ بندوق کی نال سے پاؤن تک صرف ایک بالشت کا فاصلہ تھا۔ کارتوس مین اگرچہ چھرے تھے لیکن چونکہ بڑے تھے اور فاصلہ بہت کم تھا اسلئے ٹخنے کی ہڈی بالکل چور ہو گئی اور پاؤن لٹکا صرف دو تسمے لگے رہگئے۔ جس وقت ضرب لگی مجکو صرف اسقدر معلوم ہوا کہ پاؤن کو ایک جھٹکا سا لگا کوئی تکلیف نہین محسوس ہوئی۔ جھٹکے کے بعد بندوق کے چھوٹنے کی آواز محسوس ہوئی اور اسوقت مین نے گھبرا کر کہا یہ کیا ہوا آواز سُن کر باہر سے بعض آدمی اندر آگئے۔ اسوقت مین اسی طرح پاؤن لٹکائے بیٹھا تھا۔ اور پاؤن جوتے مین تھے ایک عزیز نے آکر میرے پاؤن پر ہاتھ رکھا تو مین نے پاؤن جوتے مین سے نکال لیا اسوقت پاؤن کی ایڑی جوتے مین پھنسکر رہگئی مین نے پاؤن اوپر اُٹھا دیا اور نوکرون سے کہا اسپر پانی ڈالو۔ پانی جب ڈالا جاتا تھا تو پاؤن مین سے بھک بھک دھوان نکلتا تھا۔ تقریباً پاؤ گھنٹہ تک مین پاؤن اُٹھائے بیٹھا رہا جب پنڈلیان دُکھنے لگین تو مین نے آدمی سے کہا کہ اب ایک تکیہ لاکر میرا پاؤن اسپر رکھدو۔ آدمی نے رو کر کہا کہ کیا چیز ہی جو رکھی جائیگی۔ مجکو اسوقت تک نہ معلوم تھا کہ میری ایڑی جدا ہو کر جوتے مین رہگئی ہی جسکی وجہ یہ تھی کہ مین نے ابتدا مین ایک فوری نظر کے سوا مطلق اپنے پاؤن پر نظر نہین ڈالی۔ اور جو کچھ مین نے پاؤن کے متعلق حالات بیان کئے ہین وہ ڈاکٹر اور دیگر حاضرین کی زبانی ہین۔

اسوقت خاص عزیزون مین سے کوئی نہ تھا۔ نوکر اور ماما وغیرہ تھین یہ لوگ

سخت بیقرار ہوتے تھے اور مین ان کو منع کرتا تھا- قریباً ایک گھنٹہ کے بعد فرزند عزیز محمد حامد آیا اور زخم کو دیکھتے ہی چیخ اٹھا- اور بہت بیقراری کے ساتھ گریہ وزاری کرنے لگا- تھوڑی دیر کے بعد اُسپر غشی سی طاری ہوگئی- مین نے نوکرون سے کہا اسکے منھ پر پانی چھڑکو- و حلق مین پانی ٹپکاؤ- اس سے اُسکو ہوش آگیا-

تھوڑی دیر کے بعد میرے چھوٹے عزیز بھائی جنید سول سرجن اور اسسٹنٹ سول سرجن کو ساتھ لیکر آئے- بڑی غلطی یہ ہوئی تھی کہ جو رگین کٹ گئی تھین اُن سے شدت کے ساتھ خون جاری تھا- اور نہ خود مجھکو اور نہ نوکرون چاکرون مین کسی کو خیال آیا کہ اُن پر پٹی کسکر باندھ دین جس سے خون رُک جائے-

بہرحال ڈاکٹر نے سب سے پہلے کام یہ کیا کہ رگون کے منھ باندھ دیے جس سے خون رُک گیا- اس کے بعد مین نے ڈاکٹر سے کہا کہ اگر پانوٗن جوڑنیکے قابل ہو تو خیر ورنہ سرے سے نکال ڈالیے- ڈاکٹر نے کہا کہ پانوٗن کاٹنے کے بغیر کوئی چارہ نہین- غرض بیہوشی کی دوا پلائی گئی اور عمل جراحی شروع کیا- چونکہ ہڈیان کچھ اوپر تک پھٹ گئی تھین اسلیئے نصف پنڈلی جدا کردی گئی (اور متصل ہرزہ گردی کی سزا دیگئی) عمل جراحی کے پورے ہونے کے دس پندرہ منٹ بعد مجھے ہوش آیا اور زخمون کے ٹانکے اور رگون کی کھچاوٹ کی تکلیف محسوس ہوتی تھی- آج تو ان دن ہی ڈاکٹر ایک دن بیچ مین دیکر زخم کھولتا ہی- دھوتا ہی اور پھر باندھ دیتا ہی- تکلیف مین ابھی تک کوئی کمی نہین ہی- لیکن خدا کا شکر ہی کہ ابتدائے واقعہ سے اسوقت تک طبیعت کی طمانیت اور سکون مین کوئی کمی نہین ہی سوچتا ہون

تو نظر آتا ہی کہ جو شخص سر کاٹے جانیکے قابل ہو اُس کے پانون کاٹے گئے تو کیا ہوا؟

ظاہری حالات کے لحاظ سے بھی تسکین ہی کہ پچاس برس سے بھی زیادہ کی کچھ عمر پائی۔ بہت چلا پھرا۔ دوڑا دھوپا۔ ملا جلا۔ آخر کہانتک؟ خود پانون توڑ کر بیٹھنا چاہیے تھا نہ بیٹھا تو قسمت نے بٹھا دیا۔ ع گر نستانی بستم میرسد۔

خدائے بے نیاز کا شکر گذار۔ احباب اور اعزہ کا منت پذیر ہون۔ بچ گیا تو پھر کسی نہ کسی طرح دوستون کو دیکھ لونگا۔ ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ اب دوسرے عالم مین ملاقات ہوگی والسلام

دسوین دن ٹانکے کھولے گئے ایک ٹانکے مین مواد آگیا اسوجہ سے سوزش و ٹپک کی سخت تکلیف ہی۔ ۱۳ مئی سنہ ۱۹۰۷ع تک یہ حالت ہی۔

۲۵ مئی ۱۹۰۷ع۔ شبلی نعمانی

(۶۱)

جناب من۔ شہر سے دور رہتا ہون جو عزیز تھے ہین وہ تیمارداری مین مصروف ہین اسوجہ سے خط وکتابت مشکل ہی۔ زخم[1] کی حالت دس بارہ دن تک اچھی تھی لیکن بعد کو ورم آنے لگی اور ابتک آتی ہی۔ اسسٹنٹ سرجن روز آتا ہی اور دن مین دوبار زخم دھویا جاتا ہی۔ لیکن ابھی تک تکلیف مین کوئی کمی نہین۔ تکلیف گو سخت ہی لیکن ہمارے ہی بزرگ تھے جنھون نے ہنستے ہنستے پانون کٹنے پر بھی رو دون۔ فصبر جمیل۔

شبلی۔ ۲ جون سنہ ۔ اعظم گڈھ

---

[1] زخم شکستہ پا۔

(۶۲)

جناب من۔

چند نایاب کتابین فروخت کو آئی ہین مختصراً کیفیت درج ہی پسند ہو تو تحریر فرمائیے

ورنہ وہ کہین اور بندوبست کرین۔

مثنوی گوی و چوگان۔ خط ولایت عمدہ، تمام کاغذ افشان طلا، نہایت پُر لطف قیمت

تخمینی۔ عـــہ

مناجات عبد اللہ انصاری۔ خط جلی حسب نمونہ کتاب سابق۔ عـــہ

کلیات جامی، نہایت کثرت سے سلاطین اور اُمراء کی مہرین ہین، شاہجہان

کے کتبخانہ کا نسخہ ہی خوشخط اور مکمل یعنی تمام قصائد اور غزلیات ہین، نوشتہ قریب العہد مصنف

خط ولایت۔ ۲۵ عـــہ

کلیات قمی، نہایت خوشخط نسخہ مکمل حاوی تمام کلام عـــہ

قیمتون مین شاید کچھ تخفیف بھی ہو سکے۔

مثنوی مولوی روم، عالمگیری کتب خانہ کی ملتفت خان کی پیش کردہ جائزہ

اور مہرین موجود ہین، قیمت عـــہ

شبلی۔ اعظم گڈھ۔ ۷ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء

(۶۳)

شعر العجم کا حصہ برا بھلا جو کچھ ہو سکا مرتب ہو کر مطبع کے حوالہ ہوا، یہ نظامی تک ہے

دوسرے حصہ کیلئے امیر خسرو کی غرۃ الکمال کا دیباچہ عنایت ہو اور کمیاب ماخذ ہوں تو
اس سے بھی مطلع فرمائیے۔

مجھے ہفتہ سے بخار آرہا ہے، مسہل ہو رہے ہین بھوپال سے برابر تقاضے آرہے ہین
لیکن نہین جاسکا، وہان دس بیس دن کا قیام ہوگا۔ حیدرآباد وفد مین نواب علی حسن خان،
شیر حسین قدوائی، شاہ سلیمان صاحب طیار ہین کیا آپ رباعی کا چوتھا مصرع نہ بنین گے،

شبلی۔ ندوہ۔ ۱۵۔اکتوبر ۱۹۰۰ء

(۶۴)

مکرمی۔

ہدایۃ النحو کے بعد اوضح المسالک ابن ہشام یہاں[1] درس مین ہے، اور اس سے بہتر
کوئی کتاب نہین ہوسکتی، نہایت جامع مسائل اور آسان،

فرمائیے اب ندوہ بھی کبھی یاد آتا ہے کیا میرا یہاں رہنا اس بات کا مقتضی ہے کہ
سب لوگ چھوڑ کر الگ ہوجائین۔ آپ صاحبون کے آنے سے عام وقعت رہتی تھی،
جو اور باتون مین مفید ہوتی تھی یہ سچ ہے کہ آپ جو بیان کرسکتے ہین وہان بھی کرسکتے
ہین لیکن اس سے ملک مین چرچا پھیلتا ہے لوگون کے ذہن مین ندوہ کی وقعت قائم
ہوتی ہے اب تو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ ایک مردہ کے سرہانے ایک از کار رفتہ بیٹھا ہوا ہے،
وظیفہ بھی آپ کا نہ آیا، نہ نواب مزمل اللہ خان صاحب کا، خیر

---

[1] یعنی دارالعلوم ندوہ مین۔

ع چنان رسیم کہ دیگر بہ گردِ ما نہ رسی

حیدرآباد شاید بعد رمضان جانا ہو۔

آجکل بڑا معاملہ زمین مدرسہ کا پیش ہے، دو چار معزز ارکان آجاتے تو ایک نہ ایک بات قرار پاجاتی، اس کے بغیر سب کام رُکے ہیں۔

والتسلیم۔ شبلی۔ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء

ندوہ۔ لکھنؤ

(۶۵)

آپ نے خواجوی و خجندی کے جو اشعار، حافظ کے ہم مضمون انتخاب کیے ہیں، انکی نقل بھیجدیجیے۔ مین شعر العجم کا دوسرا حصّہ لکھ رہا ہون۔

پانون اب تک نہین بنا، اسلیے آگے بڑھنا نہین ہو سکتا۔

کرنیل عبدالمجید خان صاحب نے ندوہ کے لیے جو کوششین کین وہ آپنے سُنی ہونگی۔

شبلی۔ نور محمد بلڈنگ۔ بھائی کلہ۔ بمبئی۔

۹۔ جنوری ۱۹۰۸ء

(۶۶)

بہتر، خواجوی کی غزل بھیجدیجیے، اور دیباچہ غرۃ الکمال بھی یاد رہے، سندھ کی سیر بنا

---

۱ مُلّا مُحمّدی شاعر مشہور ۲ یعنی یہ کہ ندوہ کو گورنمنٹ سے زمین ملے اور ماہوار اِڈ مقرر ہو۔

لوٹین لیکن تھا، پانون بننے کا وعدہ اب سے تین ہفتہ سے ہے۔

اپالو کی اب ضرورت نہین، مین جس ہوٹل مین آگیا ہون، خود کوہ قاف ہے آپ کبھی آتے تو بڑا لطف ہوتا، یہین سے سب حیدرآباد چلتے۔

کرنیل[۱] صاحب نے لوکل حکام کے تعلقات صاف کیے جو محسن الملک و وقار الملک سے نہ ہوسکے تھے، بہت سی پرجوش غزلین لکھین آئیے تو سناؤن، اسی لیے پرچون مین نہین بھیجین، ایک غزل کا شعر ہے۔

این غزل اوّل فیض اثر بمبئی است ۔۔۔ باش تا بادہ این میکدہ در جوش آید

نعمانی۔

از بمبئی۔

۲۱ جنوری ۱۹۰۶ء

(۶۷)

آج دیباچہ اور غزلین دونون پہنچین اس عنایت کا بہت مشکور ہون، گویا یہ حصہ آپ کا لکھا ہوا ہوگا۔

اب امیر خسرو کی باری ہے، ریویو تو نہین لیکن انکی سوانح نہایت جی کھول کر لکھنا چاہتا ہون، ریویو بھی لکھونگا لیکن ہر شخص پر پورا زور نہین صرف کیا جاسکتا۔

شبلی

بمبئی۔

۳۰ جنوری ۱۹۰۶ء

---

[۱] کرنیل عبدالمجید خان پٹیالہ۔

(۶۸)

مکرمی۔

حسب ارشاد سامی سب سے پہلی غزل حاضر ہے،

ساقی مست چو سوی من مدہوش آید	ساغر از کف بنہد مے کدہ بر دوش آید
من بر آنم کہ کنارا از ہمہ عالم گیرم	گرمرا ایک صنمے شوخ در آغوش آید
کام دل خواہی ازان نو برخو کردہ بنرم	باش تا یک دو سہ ساغر زدہ مدہوش آید
ناصحا زحمت بے صرفہ بہ جانم مپسند	من نہ آنم کہ مرا پند تو در گوش آید
مستی و عربدہ، کارے چو مے نیست ولے	چشم ساقی است کہ تاراج گر ہوش آید
حالیا یک نگہ ناز ازان سادہ بس است	آن بود نیز کہ بے باک در آغوش آید
این غزل اول فیض اثر بمبئی است	باش تا بادۂ این مے کدہ در جوش آید
باش تا شبلی آزاد بہ زیبا صنمے	از در صومعہ تا مے کدہ ہمدوش آید

افسوس یہ ہے کہ ہم نہ صرف پارسائی میں بلکہ رندی میں بھی عالم بے عمل ہیں۔
شبلی۔ بمبئی۔ ۳۔فروری ۱۹۰۸ء

(۶۹)

مکرمی۔

خط پہونچا، حیرت ہوئی کہ آپ نے علما کا ہم آہنگ ہونا مشکل خیال کیا؟ یہ مسئلہ تو تمام مذاہب کا متفقہ مسئلہ ہے، فقہ میں عموماً وقف اولاد کا مستقل باب ہے، پریوی کونسل

نے اُس کو اُڑا دیا ہے، ہم اُسی کا اعادہ چاہتے ہین - دیوبند وغیرہ کا اختلاف کس بنا پر ہوسکتا ہے؟ شائد آپ نے سید صاحب کا قانونِ وقف خیال کیا، وہ الگ چیز ہے ہمکو اس سے کچھ واسطہ نہین -

ندوہ کے متعلق دو برس کی مختصر کوشش کے بعد جس مین اصل حصہ کرنیل عبدالمجید خان کا تھا، اور مین ان سے خط کتابت کر رہا تھا، یہ ہوا کہ اب خود لفٹنٹ گورنر نے پوچھا کہ ندوہ کس قسم کی امداد گورنمنٹ سے چاہتا ہے، اور ڈائرکٹر کا باضابطہ خط آیا ہے، جس مین امداد دینے کے متعلق پوچھا ہے، امداد قبول کرنے سے کوئی پابندی عائد نہین ہوگی - مین نے اس مسئلہ کو پارسال طے کرلیا تھا، اس لیے اب قبول کرنے مین کوئی مضائقہ نہین - اب گورنمنٹ کے تیور بدلے تو رئیسون کی بھی آنکھین بدلین گی، اب کا سالانہ جلسہ ندوہ کا ہوگا اور انشاءاللہ زور شور ہوگا -

وقف کے متعلق خود علما کے خطوط آئے ہین کہ ہم مستقل رسالہ مین شریک ہین اور کہو تو ہم خود لکھین -

غزل بھیج چکا ہون، خواجہ کی غزلین اور دیباچہ پہونچا، شکریہ لکھ چکا ہون،

معجم البلدان وغیرہ مصر مین نہایت ارزان چھپی ہین آپ چاہین تو منگوا دون، معجم کی قیمت یورپ کے نسخہ کی دو سو تھی - مصر کی بیس پچیس ہے

شبلی

۲- ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ

مکرمی۔

مین اسوقت کہ چمن زار بمبئی کی گلگشت نے عالم طلسم مین پہونچا دیا تھا،

بہاولپور کے عہدہ دارون کا خط پہونچا کہ ریاست کے حکم سے ندوہ کے معائنہ کو آتے

ہین، اور اسوقت تمھارا ہونا ضروری ہی، بالکل اسی حالت مین بمبئی سے نکلا،

جسطرح مرحوم شدّاد نے بہشت عدن کو خیر باد کہا تھا، بہرحال پھر اسی خرابہ مین آگیا،

بہاولپور نے دل افروز امیدین دلائی ہین، دیکھئے کیا ہوتا ہی، گورنمنٹ کی نگاہ بھی بدلی

زمین نزول کے لیئے خود ٹیلر[1] صاحب نے لکھا، اِیڈ کے لیئے ڈائرکٹر نے خود دریافت

کیا، دیکھئے قوم کی نگاہ بھی بدلتی ہی یا نہین۔

بمبئی مین خواجہ حافظ کے دربار سے رخصت ہوا، اب امیر خسرو سامنے ہین،

ؤسپہر اور آئینۂ اسکندری رجسٹرڈ بھیجدیجیے بلکہ عشقیہ بھی۔

غزلین چھپنے کو دیتا ہون، ایک غزل کا ایک شعر مجھکو مختلف وجوہ سے بہت

پسند آیا، آپکو لکھتا ہون، واقعیت، اور اظہار قدرت پر نظر فرمائیے۔ نہان کردہ ایم،

عیان کردہ ایم ماطرح ہے،

بیجا صلی نگرا کہ باین دوری از رخش | صدجاے بہر بوسہ نشان کردہ ایم

ہمایون نامۂ گلبدن بیگم، اور لب اللباب عوفی یزدی، مطبوعات یورپ مین سے

[1] لکھنؤ کے ڈپٹی کمشنر

بمبئی مین سے ساتھ آئی۔

جلسہ سالانہ کی تاریخین عنقریب متعین ہونے والی ہین۔

شبلی۔ ۱۰- فروری سنہ ۱۹۰۰ء
لکھنؤ

(۷۱)

یاد آتا ہی کہ آپ نے مخزن یا کسی اور پرچہ مین امیر خسرو کی طالب العلمی کے حالات لکھے تھے، کہان سے لکھے تھے؟ آئینہ اسکندری، نہ سپہر، عشقیہ کا اب تک انتظار ہی خسرو کے قصائد ہون تو اسکی بھی ضرورت ہی، شعر العجم کے حصہ دوم مین سعدی اور مولانا روم، تو حالی اور شبلی کے دستبرد مین گئے اب خسرو اور حافظ ہی پر مدار ہی اسلئے اُنکو زیادہ پھیلانا چاہتا ہون۔

اب کی بمبئی مین عجیب رنگین صحبتین رہین لیکن عین عالم لطف مین ندوہ کی ایک فوری ضرورت سے یہان آنا پڑا لیکن آنکھون مین اب تک وہ تماشہ پھر رہا ہی۔ خیر اس پر فخر کرتا ہون کہ دل کی خوشی کو قوم اور مذہب پر نثار کر سکتا ہون اور بے تکلف کر سکتا ہون۔

شبلی۔ ندوہ۔ لکھنؤ
۲۶- فروری سنہ ۱۹۰۰ء

؎ ندوہ جبسہ [illegible]

(۷۲)

مکرمی۔

والانامہ پہونچا۔ دیباچہ تحفۃ الصغیر بھی عنایت ہو، ورنہ کتاب ناتمام رہ جائیگی،

عالمگیر کا مضمون آپ کے تمام کر رہا ہون، یہ حصّہ صرف اِس کے اصلاحات

ملکی اور فضائل اخلاقی کے متعلق ہی اب علیحدہ پمفلٹ مین بھی چھپ سکتا ہی اور

چھپے گا، محمد علی۔ بی اے (بروڈھ) انگریزی مین ترجمہ کر رہے ہین۔

ترسازادے[1] بمبئی کے ایوان جمال کے جھوٹے طلسم ہین، سچی تصویرین الگ

ہین، عراقی بھی، ایرانی بھی، اور خال خان ہندی بھی،

جلسہ سالانہ ضرور جلد کر لیا جاتا، لیکن منشی احتشام علی صاحب وغیرہ زمین

یا ایڈ ملجانے کا انتظار کرتے ہین کہ اِس سے جلسہ پورا شاندار ہوگا اور سب تعلقدار

شریک ہو سکین گے۔

بمبئی کی غزلین چھپنے کو دیدی ہین، کوئی سولہ صفحے ہو جائین گے۔ پھر بمبئی عود

کرتا، لیکن زمین اور ایڈ کا معاملہ چھڑ گیا ہی اور ہر روز نئی تحریک سے کام پڑتا ہی،

ڈائرکٹر نے اَب کے پوچھا ہی کہ آپ ہم سے کس خاص صیغہ مین ایڈ مانگتے ہین، زمین

کا بھی نقشہ مانگا ہی۔ اَب ذرا امید کی دھندلی سی صورتین نظر آتی ہین، دیکھیے تعبیر

خواب بھی اچھی ہو۔

---

[1] امیر خسرو کا پہلا دیوان، جو لڑکپن کا کلام ہی ۵۲ نمرہ کے متعلق ہے۔

اس سفر مین وہ فرمان ہات آیا جس کے روسے اکبر نے پارسیون کو نوساری مین جاگیر عطا کی تھی، خانخانان کے محکمہ کا حکم ہی بحوالہ فرمان اکبر الندوہ مین دون گا،

مولوی شرف الدین جج ہائی کورٹ نے اپنی سب کتابین ندوہ کو بھیجدین،

اس کوڑہ مین کچھ جواہر بھی ہین۔

غرۃ الکمال[1] ببنی مین بھی ہات آئی لیکن اسی قدر غلط۔

بمبئی مین تعلیم نسوان کے عجیب حیرت انگیز نمونے دیکھے جنس لطیف کے پبلک لکچر اور اسپیچین سنین اور پرئیوٹ صحبتوں مین انکی قابلیت دیکھی تعجب ہوا لیکن چندان خوشی نہین۔

والسلام

شبلی۔ ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء

لکھنؤ۔

(۷۳)

تسلیم۔ ہان ڈاکٹر ریو[2] نے کتب خانہ برٹش میوزیم کی فہرست مین لکھا ہے کہ نہایۃ الکمال انکا[3] پانچوان دیوان ہی اسکا دیباچہ یہ ہی بسم اللہ الواہب الذی ہب ۔۔۔ مرات آفتاب نما مین بھی اسکو پانچوان دیوان لکھا ہی

دیباچہ سے مین بھی متمتع ہونا چاہتا ہون۔

شبلی۔ ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء لکھنؤ

---

[1] بمبئی مین ملا فیروز کی لائبریری کا نسخہ تھا۔ جو پروفیسر عبد القادر کے ذریعہ سے منگوا گیا تھا۔

[2] مرتب فہرست کتبخانہ برٹش میوزیم لندن۔ [3] یعنی امیر خسرو کا

کل انسپکٹر مدارس ندوہ کے معائنہ[1] کو آئے اور بظاہر خوش گئے، کتب خانہ پر خاص خوشنودی ظاہر کی،

زمین کے متعلق ڈپٹی کمشنر نے سفارش لکھکر کاغذ کمشنر صاحب کے ہان بھیجدیا۔

ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن لکھنؤ مین آگئے۔ ان سے ہم لوگ ملین گے، میرے قدیم شناسا اور مہربان ہین،

ہان آپ دس پندرہ دن کے اندر حیدرآباد ڈیپوٹیشن مین چل سکتے ہین، راہ مین دو تین دن بمبئی کی سیر ہوگی اور آپ محظوظ ہون گے، حیدرآباد مین بھی کچھ چیزین دیکھنے کے قابل ہین۔

تحفۃ الصغر کا انتظار ہی۔ جواب جلد عنایت ہو۔

شبلی۔ ۲۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء

(۷۵)

مکرمی۔

بہشت[2] سے آپ کو خط لکھ رہا ہون، افسوس آپ ایمان بالغیب کو ایمان بالحضور پر ترجیح دیتے ہین۔ شعرالعجم کے اجزاء ساتھ لایا ہون، گو حیدرآباد کی منزل اصل وجہ سفر ہے تاہم چاہتا ہون کہ دوسرا حصہ اسی بہشت زار مین مرتب ہو جائے،

[1] دارالعلوم کے معائنہ کو، [2] بمبئی سے،

لکھ بھیجیے کہ پٹیالی جو امیر خسرو کا مولد ہی کس ضلع مین ہی اور شہر سے کس قدر دور ہی؟ یہان وقف کی کارروائی کو پھیلانا چاہتا ہون۔ دیکھیے کہان تک کامیابی ہوتی ہے۔

...... بڑی آمادگی سے سکرٹری شپ کی کوششین کر رہے ہین؛ اخبارون مین اظہار عہدہ کے مضامین چھپواتے ہین، بیٹے کی طرف سے امرت سر مین اعلان کرایا کہ پچاس سالانہ چندہ دونگا، اور صاحبزادہ کا نام یون لکھوایا گیا، پسر ناظم ندوۃ العلماء۔ جابجا خطوط بھجوا رہے ہین کہ خط کتابت میرے نام کی جائے۔ بھوپال سے جو ماہوار مقرر ہوئی تھی، بیگم صاحب نے سند مین میرا نام لکھوادیا تھا، اور میرے ہی نام سے منی آرڈر آتا تھا، ابکی مہینے مین اپنے نام سے منگوایا ہی؛ ندوہ کے پاس مکان لیکر رہنا چاہتے ہین، لیکن یہ سب کیون؟ علاوہ تمنائے نظامت کے اس لیے کہ تعمیر مین لکڑی وغیرہ ان کے کارخانہ سے خریدی جائے یہ ہین ہمارے مقدسین۔

شبلی

بمبئی۔ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء

(۳۶)

مکرمی۔

والانامہ پہونچا۔ مین مدت ہوئی واپس آیا، لیکن

داغم کہ ہوائے چمن بمبئی امسال ۔۔۔ سرمایۂ یک تازہ غزل نیز نبودہ است

دار العلوم اب جا کر کچھ رنگ پر آیا۔ بڑا رونا تعلیم کا تھا، .... نہ فن کے ماہر تھے نہ کبھی کتاب کا مطالعہ کرتے تھے۔ اب ان کے جو قائم مقام ہین اور جن کو مین نے زبردستی حیدرآباد سے بلایا ہی[1] ایسے شخص ہین کہ دو ہی چار دن مین طلبہ کی آنکھین کھل گئین، اور سمجھے کہ تعلیم اور فن دانی اس کو کہتے ہین۔ عرب صاحب[2] بھی ایک حد تک غنیمت ہین۔ بڑی مشکل یہ ہی کہ مولوی فاروق صاحب مرحوم کا بدل نہین ملتا مولوی سید محمد صاحب[3] آکر چلے گئے، ایک ادیب کی سخت ضرورت ہے،

وقف کے دستخطون کے لیئے ایک آدمی کے گشت کرانے کی ضرورت ہی کوئی آدمی ہو تو بھیج دیجیئے۔ ۵۰ مشاہرہ دونگا۔ سفر خرچ علاوہ بشرطیکہ معقول آدمی ہو،

شعر العجم کا دوسرا حصّہ بھی چھپ چکا، لیکن ابھی تک کتابین نہین آسکین، ورنہ سب سے پہلے خدمتِ عالی مین پہونچتین۔

شبلی۔ ۲۹۔ نومبر ۱۹۰۹ء

(۷۷)

مکرمی۔

مولوی عبدالحی صاحب نے آپ کو اطلاع دی ہوگی کہ جلسہ سالانہ دہلی مین قرار پایا، لیکن چونکہ وہان مسلم لیگ کے جلسہ کیلیئے حال ہی مین چھ ہزار چندہ ہوچکا ہی،

---

[1] مولانا شیر علی صاحب۔ [2] شیخ محمد صاحب یمنی خزرجی خلف محدث مشہور شیخ حسین صاحب استاد نواب صدیق حسن خان

[3] مولوی سید محمد صاحب کانپوری، مولانا محمد فاروق کے شاگرد، اور مولانا کے مرحوم کے رفیق تعلیم۔

سیئے نام چندہ وہان کھولا نہ جا سکا، صرف داعیون نے پانسو کی رقم دینی منظور کی ہی، حالانکہ مصارف جلسہ کا تخمینہ ڈھائی ہزار سے کم نہین۔

اسکی اسی ضرورت سے چندہ ممبری عہ، کر دیا گیا ہی اور ہر رکن انتظامی پر لازمی قرار دیا گیا ہی کہ پانچ پانچ ممبر بہم پہونچائے۔

آپ سے بھی یہ درخواست ہی اور کسی قدر تکمیشت عطیہ کی الگ۔ لیکن یہ باتین مولوی عبد الحی صاحب کے لکھنے کی ہین۔ مین آپ سے جو چاہتا ہون وہ حسب ذیل ہی:

(۱) جلسہ مین کسی علمی مضمون پر لکچر دیجئے۔

(۲) اخبارات مین جلسہ سالانہ کے تقریب ندوہ کی اغراض اور توسیع اغراض پر مضامین لکھیے اور بہت جلد شروع کر دیجیے۔

(۳) جیسا کہ پہلے روساء سے خط کتابت کا کام آپ اپنے ذمہ لیتے تھے اب بھی لیجیے۔ ہان بورڈنگ بھی شروع کر دیا جائیگا۔ اس لیے آپ کے کمرون کی رقم عین جلسہ کے وقت بذریعہ نوٹ کے پیش ہونی چاہیے۔

شعر العجم مجھ سے ریویو کا تقاضا کر رہا ہے۔

شبلی۔ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۸)

مکرمی۔

آپ نے شعر العجم کی وہ مدح کی کہ مین نے خود اسپر دوبارہ اس لحاظ سے

عہ شعر العجم ۔ ریویو ...

نظر ڈالی کہ یہ خط وخال اسمین ہین بہی یا چشم مجنون کی قوتِ اختراع ہے۔

شعر العجم کا یہ کیا کم احسان ہی کہ اسکی بدولت آپکی ادبی بارشِ فیض پھر نصیب ہوئی، افسوس یہ دست وقلم زمینداری کے بدمزہ کاغذات پر صرف ہون۔

لوگ اکبری یا عالمگیری ہین، لیکن مین جہانگیری ہون، اگلی الندوہ کے آئینہ مین جہانگیر کی صورت دیکھیے گا،

جلسہ دہلی نے بڑی مصیبت مین ڈالدیا ہی، اِن ظالمون نے ہات تو لگا دیا لیکن بوجہ سنبھالا نہین جاتا، تقاضا ہی کہ خود آؤ اور ہاتھ بٹاؤ، دو تین دن مین روانہ ہونگا، علیگڈھ بھی راہ مین ہی لیکن آپ اپنے دائرہ سے کہان نکلتے ہین، وہان تک آنے کی اب ہمت نہین۔

فتوح الحرمین، حالات حرمین مین ایک مثنوی ہی، مصنف کا نام محی ہی لیکن کشف الظنون کے سوا اور کسی تذکرہ مین پتہ نہین لگتا۔ آپ اپنے دفتر مین تو دیکھیے۔

شبلی۔ ۸۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

(۷۹)

مکرمی۔

اسوقت مراد آباد مین ہون۔ یہان ایک قدیم خاندان قضاۃ کا ہی، ان کے ہان شاہی کتبخانہ کی متعدد کتابین ہین، عالمگیری کی ایک جلد مسودۂ مصنفین ہی لیکن یہ اِن کا بیان ہی، آج منگوا کر دیکھونگا،

جو امور مین نے اخبارات مین لکھے تھے ان مین سے سب تو جلسہ مین پیش نہین ہو سکتے اس لیے بلحاظ اہمیت اور امکان حصول یہ طے کیجئے کہ اس سال کیا کیا امور پیش ہون، اور انکی کارروائی کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ مدارس انگریزی مین دینیات کا بندوبست ضرور سوچیے، نیز آریون کے فتنہ کی روک۔

انشاء اللہ پرسون دلّی روانہ ہونگا۔ دو چار روز کے بعد آپ بھی تشریف لائیے۔

شبلی۔ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۰ع۔

(۹۰)

مکرمی۔

تسلیم۔ خدا کے فضل سے سب کام شروع کر دیئے گئے، ترجمہ قرآن مجید کیلیے متعدد شخصون کو خط لکھے کسی نے کوئی تسلی دہ بات نہ لکھی لیکن عماد الملک بلگرامی نے خط لکھا کہ وہ نہایت مستعدی سے اس کام کو کر رہے ہین ان کے خط کے اقتباسات آئندہ چھاپونگا۔

اشاعت اسلام کے لیے مجھکو خود ایک بار دورہ کرنا ہے مین ایک مہینہ سے پیچ پیش مین ہون، اسی غرض سے الہ آباد بھاگ گیا تھا لیکن نواب وقار الملک اپنے لڑکے کو داخل کرانے آئے تو مجھکو بلا بھیجا اسلیے آنا پڑا اسی حالت مین بریلی گیا، اور وہان جلسہ کرکے اسکی بنیاد ڈالی چھٹیان پڑنے پر عام دورہ شروع ہوگا۔

وقف کے دستخط کے لیے محمد ظہور کو جو بھیجا ہے تو اشاعت اسلام کے متعلق لوگو

خطوط لکھکر دیدیے ہین، دیکھئے لوگ کیا جواب دیتے ہین۔

وقف کی موریل لکھنے کو کوئی مسلمان نہین ملتا، مجبوراً الہ آباد مین تیج بہادر سپرو جو ہندوستان ریویو نکالتے ہین، اُن سے خواہش ظاہر کی، وہ فارسی سے آشنا ہین اور شعرالعجم کے معترف، اِس لیئے خود ملنے آئے اور مجھ سے تمام کاغذات لے لیئے اور کہا کہ یہ سب پڑھ کر جواب دونگا۔

صیغۂ تصحیح اغلاط تاریخی کے متعلق سید سلیمان سے خط شائع کرادیا، اور لوگون نے خطوط بھی بھیجے، سید سلیمان اَب کام شروع کرتے ہین۔

بڑی دقت یہ ہی کہ دیہات مین جاکر تلقین اسلام کرنے والے واعظ نہین ملتے اسکا کیا علاج ہوگا؟ اشاعت اسلام کی کارروائی تمامتر اسپر موقوف ہے۔

آزاد کلکتہ پہونچے، سخت پریشان ہین۔

سید سلیمان، میری خطوط جمع کررہے ہین، کیا آپکے پاس میری کچھ ہفوات غلطی سی محفوظ ہونگے؟

ہان عربی زبان مین الیڈ[1] کا ترجمہ ہوا، مصنف دائرۃ المعارف نے کیا اور بڑے اہتمام سے کیا، یہانتک کہ مصر کے سو (۱۰۰) فضلا نے اِس تقریب مین ڈنر دیا، مترجم نے دو سو (۲۰۰) صفحونکا دیباچہ بھی لکھا ہی، عـہ قیمت ہی، مین نے ایک نسخہ منگوایا ہی آپ چاہین تو آپکو بھی منگوادون۔

شبلی۔ ۵۔ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

---

[1] مشہور یونانی شاعر ہومر کی نظم کا سلیمان بستانی بیروت کے ایک عیسائی عالم نے ترجمہ کیا ہی، دائرۃ المعارف یعنی عربی انسائیکلوپیڈیا کی آخری جلدین اسی نے لکھی ہین، ابتدائی جلدین اور شخص نے لکھی ہین۔

(۹۱)

آپ یہ سُن کر خوش ہونگے کہ عمان، اور کویت کے دو عرب کم سن لڑکے ندوہ مین تعلیم کے لیے آئے ہین، ایک کو خود اُن کا باپ لیکر آیا ہی بچے ذہین ہین ایک اُجرومیہ[1] پڑھتا ہی اور ہونہار ہی، دونون اپنے مصارف کے خود متکفل ہین توقع ہی کہ اگر نتیجہ اچھا ہوا تو اکثر عرب تعلیم کے لیئے یہان آئینگے، بمبئی مین بعض عرب تاجرون نے مجھ سے خط کتابت شروع کی ہی اور چاہتے ہین کہ جب بمبئی جاؤن تو انہی کا مہمان ہون،

کشمیر سے تار آیا کہ بارش ہی اسلیئے نہ جا سکا:

شبلی۔ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۱۰ء

(۹۲)

مکرمی۔

شدت گرمی سے مین کلکتہ بھاگ گیا تھا، اور واقع مین وہان بہت آرام تھا لیکن یہان کے کام ابتر ہو رہے تھے اس لیئے کل واپس آیا، یہان اس بلا کی گرمی ہی کہ بولا گیا ہون، ندوہ کی حالت نہایت ابتر ہی، شاہجہان پور کی جائداد پر عدالت قبضہ دلا چکی لیکن ہمارے ہان کوئی خبر نہین ہوتی، جب دو چار خط معتمد سا کو مین اور مولوی عبدالحی صاحب لکھتے ہین تو آپ ذرا چونک کر پھر سو جاتے ہین،

[1] نحو کی ایک کتاب ہی جو مصر و عرب مین عموماً بچون کو پڑھائی جاتی ہی

وہ، و لائو کام کے عادی نہین، اور ہون تو اُن کو اپنا کام کیا کم ہی

للت پور مین ایک شخص نے دو سال ہوئے، مکان وقف کیا تھا، اب اسکا خط آیا کہ کوئی خبر نہین لیتا، مین کیا کرون، یہی اور بہت سی مالی معاملات کا حال ہی سب پر طرہ یہ ہی کہ اشاعت اسلام، تصحیح اغلاط وغیرہ کی کارروائی کے لیے کوئی رقم نہین ملتی، حتی کہ خط کتابت کے لئے معتمد صاحب فرماتے ہین کہ جلسۂ انتظامیہ کی منظوری ہونی چاہیئے۔

جلسۂ انتظامیہ ہوگا تو بجائے ضروری اُمور کے لوگ نظامت کے لیئے کمرین باندھ باندھ کر آئین گے، اور کل اجلاس مین مہابھارت کا رنگ رہے گا جس مین الحرب سجال کا نتیجہ ظاہر ہوگا؛

اگر آپ کو ندوہ کا درد ہی، تو آٹھ سات دن کے لیئے آیئے، مولوی خلیل الرحمن صاحب کو بلا لیئے، پہلے آپس مین صلح اور نیک نیتی کے ساتھ تمام مراتب طے ہو جائین اور ضرور ہو سکتے ہین، پھر تمام اُمور کو باقاعدہ جلسہ مین طے کر لیجیئے، جب ہملوگ متفق ہون گے تو کسی کو اختلاف نہ ہوگا۔ ورنہ حالت اِس حد تک پہونچگئی ہی کہ اب انجمن حمایت الاسلام کی طرح ندوہ کی مالی کارروائیان بھی اخبارات کے منظر پر نظر آئینگی، چار برس ہوئے کوئی حساب کتاب نہ مرتب ہوا، نہ شائع ہوا، لوگ چاہتے ہین کہ ماہ بماہ الندوہ مین جمع خرچ چھپے، یہان کسی کو خبر بھی نہین، مد تعمیر کی ایک مجلس ہی، اس کا ایک اجلاس ابتدائی کے سوا آج تک کوئی اجلاس نہین ہوا

سب جمع خرچ محض ذاتی رائے سے ہو رہا ہے۔

آپ نے بلایا ہے لیکن مجھکو آج کل سفر کرنا محالات مین سے ہے۔

شبلی۔ ۹۔جون سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۳)

اشاعت اسلام کی بنیاد دو کامون پر ہے۔ تقرر وعاظ۔ آمدنی مشاہرہ وعاظ۔ واعظ حسب خواہش وضرورت نہین ملتے۔ اور ملین تو کئی سو ماہوار کی آمدنی چاہیئے۔ انہی دونون باتون کے متعلق مین نے یادداشت کے لئے لکھا تھا۔ اسپر مکرر غور فرمائیے اور اپنی رائے قلمبند کرکے دیجئے کہ کیونکر اور کس طریقہ سے یہ دونون باتین حاصل ہونگی۔

شبلی۔ ۱۲۔جون سنہ ۱۹۱۰ء

(۸۴)

مکرمی۔

اکی میری خاموشی اور رضا بالقضا نے برا نتیجہ پیدا کیا۔ لڑکون کی عدم مذہبی پابندی کی تحقیقات نہایت ضروری ہے لیکن اسکا طرز یہ تھا کہ لڑکے مدعا علیہ ہوتے نہ کہ مین خود بھی ایک مجرم قرار دیا جاتا۔ تحقیقات یہ کرنا تھا کہ آیا میرے کسی قول و فعل سے لڑکون کو عدم پابندی کی ترغیب ہوتی ہے یا نہین آپ نے خود جلسہ کی

سلہ ندوہ کے جلسہ انتظامیہ مین۔

اس حالت پر نوٹس لیا یا نہین، یا مین نے اس کے متعلق احکام جاری کیئے یا نہین،
اصل یہ کہ مدت سے کوئی جابر اور منتظم پرنسپل نہین، اسکی تلافی مین کیا کر سکتا ہون، یہ
تو وہی بات ہی کہ عمدہ ناظم نہ ملنے سے بہت سے کام ابتر ہو رہے ہین، لیکن اس بنا پر
معتمدین پر کمیشن بٹھائی جا سکتی ہے۔

اس صورت مین کمیشن بٹھنا کہ مین مجرم کی حیثیت سے سامنے آؤن اور میرا
اظہار تحریری یا تقریری لیا جائے۔ مین قیامت تک پسند نہین کر سکتا، اور اسکا
یہ نتیجہ ہی کہ اگر ایسا ہی ہوتا ہی تو آپ مجھکو مطلع کرین تاکہ مین قطعی استعفا دیدون،
آپ کا ندوہ سلامت رہے، اور نائب ناظم صاحب اور دیگر معتمدین صاحب
اس کے چلانے کے لیئے کافی ہین۔

شبلی۔ ۳۱۔ اگست ۱۹۱۰ء۔ الہ آباد

(۸۵)

مکرمی۔

رام پور اس لیئے نہ جا سکا کہ وہان سے اطلاع آئی کہ ابھی نہ آؤ، سرکار[1] نینی تال
ہین، اور اسوقت تک کتب خانہ بند رہیگا۔

مرزا کامران[2] کے دیوان کے سرورق کا جس پر جہانگیر وغیرہ کے دستخط ہین،

[1] یعنی نواب صاحب رامپور [2] مرزا کامران اکبر کا چچا تھا اُسکا فارسی دیوان بانکی پور کے کتبخانہ مین ہی
اُس کے سرورق پر شاہجہان اور جہانگیر کے دستخط ہین، شاہجہان کی عبارت یہ ہی۔ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب۔

مین کے فوٹو بہت تھے اور ایک مدت سے شائع ہوا تھا، یاد آتا ہے کہ ایک آپ نے بھی منگوایا تھا، اگر ہو تو مطلع فرمائیے۔ اس سے اور فوٹو لینے مین یہان کوئی کاپی نہین رہی،

کمیشن[۱] کا معاملہ غور طلب ہے اس لیے مفصل لکھتا ہون، غور سے پڑھیے گا، اسکے دو پہلو ہین، ایک واقعی اصلاح اور انتظام، اور دوسرے کسی شخص کی مخالفت وعداوت

امر اول کی صورت یہ ہے کہ آپ تشریف لائیے، اور سب ارکان تین تین دن مدرسہ مین آئیے، لڑکون کو دیکھیے بھالیے، مذہبی پابندی مین جو کمی ہو اسکو نوٹ کیجیے، طریقۂ انتظام و اصلاح سوچیے اور قلمبند فرمائیے۔ لیکن یہ تمام کارروائی بغیر اطلاع اور شور وغل کے ہو، اسوقت موجودہ حالت یہ ہے کہ شاہ صاحب اور منشی صاحب نے تمام شہر مین غل پھیلا رکھا ہے، باہر کا جو شخص آتا ہے یہی خبر لیکر میرے پاس آتا ہے کہ جس دن آپ آئین گے شہر مین غل ہوگا، اکثر لوگ مدرسہ مین آئین گے مخالف اور موافق ہر جگہ ہوتے ہین اسلیے بہت سے لوگ بلکہ خود بعض ارکان موجود ہونگے اور اس بات کی کوشش کرینگے کہ مجرم کی حیثیت سے میرے مقابلہ مین الزام دلائے جائین یعنی فلان شخص کی تحریرات تصنیفات وتقریرات نے یہ نتیجہ پیدا کیا ہے

ضیاء الحسن[۲] علی گڈھ سے یہان آئے تھے دوسرے دن ملنے آئے کہتے تھے کہ منشی صاحب نے ان سے کہا کہ تمھارا اظہار بھی لیا جائے گا۔

---

۱ دیکھو مکتوب بنام شاہ ... ۲ مولوی ضیاء الحسن علوی ندوی بی اے۔

یہ طریقہ نہایت برا ہوگا، اور مین اسکے قبول کرنے پر طیار نہین ہو سکتا نہ اسلئے کہ مجھکو اپنے خلاف شہادت کا ڈر ہی بلکہ اس لئے کہ کسی معتمد کے مقابلہ مین طلبہ وغیرہ سے اظہار لینا یہ اُسکی توہین ہے۔

بیشک مین اسوقت اس کارروائی پر راضی ہو سکتا ہون جب اسکے ساتھ اور معتمدین پر کمیشن بیٹھے، مین اسکو قطعًا ثابت کرسکتا ہون کہ فلان صاحب صبح کی نماز نہین پڑھتے، فلان صاحب نے اپنی غفلت سے اسوقت تک ہزارون روپیہ لوگون کا ضائع کردیا ہی یعنی لوگون نے کمرہ کی تعمیر کے لئے روپیہ دیا تھا وہ تعلیم پر صرف کردیا گیا، وعلیٰ ہذا۔ فلان صاحب نے وقف کرکے اپنی جائداد دارالعلوم کو دی اور اب تک رکن ندوہ ہین، مکان دارالعلوم کا روپیہ ندوہ ادا کرچکا باوجود اس کے دستاویز واپس نہین کرتے، اور اسی وجہ سے باوجود اسکے کہ دو دفعہ جلسۂ انتظامیہ مین منظور ہو چکا کہ مکان موجودہ فروخت کرڈالا جائے وہ فروخت نہین کرتے۔

ان سب باتون کو بروئے کار لانا پڑے گا، ورنہ یہ نہین ہو سکتا کہ صرف ایک معتمد پر بے وجہ اسقدر شورش کی جائے۔

ضابطہ کی حیثیت یہ ہی کہ کمیشن کا رزولیوشن اجنڈا مین درج نہ تھا، منشی احتشام علی صاحب کی یادداشت اسلیئے نہین پیش ہو سکی کہ پندرہ دن پہلے ارکان کے پاس نہین پہونچی تھی، پھر یہ جدید رزولیوشن کیونکر فوراً پیش ہوکر بغیر منظوری

دیگر ارکان غیر حاضرین کے پاس ہو سکتا ہی۔ اُسپر مزید یہ کہ اُسوقت یہ پاس ہوا کہ ایک مہینہ کے اندر رپورٹ پیش ہو جائے۔ مدت گذرنے کے بعد ارکان کمیشن کو کیا حق ہے، جبتک جلسہ انتظامیہ کی دوبارہ منظوری نہ ہو۔

غرض مقصود یہ ہی کہ کام کی اصلیت مقصود ہو تو اس کا طریقہ مین پہلے عرض کر چکا اور اگر فلان وبہان کو شماتت کا موقع حاصل کرنا مقصود ہی تو مین اسکے لیے بالکل آمادہ نہین ہون اس حالت مین صرف دو نتیجے ہون گے۔ آسان یہ کہ مین مستعفی ہو جاؤن۔ اور دقت طلب یہ کہ مین کمیشن کی تعمیل سے انکار کرون،

اسمین کچھ شبہہ نہین کہ طلبہ مین تقدس کا اثر نہین ہی آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ایکدفعہ ندوہ کے لڑکے ڈیپوٹیشن کے طور پر بھیکن پور بھی گئے تھے، انکی وضع سے آپ نے سمجھا کہ علی گڈھ کے لڑکے ہین، یہ میری موجودگی سے قبل کا زمانہ ہی اسکی وجہ مین نے بہت سوچا اس کے سوا کوئی نہین کہ ابتداء سے آج تک کوئی پرنسپل مقدس اور با اثر نہین ملا،

ایک زمانہ مین مولوی فاروق صاحب مرحوم تھے، وہ خود بے پروا تھے۔ مولوی ...... صاحب خود پابند تھے لیکن اثر کچھ نہ تھا خود اُن کا عزیز مولوی ...... ڈاڑھی ترشواتا تھا اور وہ کچھ نہ کہتے تھے۔ اسکی نماز فجر نہ پڑھنے کی مین نے اُن سے شکایت کی تو فرمایا کہ "رات کو مطالعہ زیادہ دیکھتا ہی اسلیے صبح کو سو جاتا ہی"

مین اول جب حیدرآباد سے آیا تو دیکھا کہ دار الاخبار (ریڈنگ روم) مین

طلبہ نے نواب محسن الملک وغیرہ کی تصویرین لگا رکھی ہین۔ نماز نہ پڑھنے پر گوشت کا پیالہ بند کیا جاتا تھا۔ لیکن ہر روز دس پانچ بند رہے۔

اسکی تدبیر صرف یہ ہی کہ کوئی مقدس بزرگ ہات آئین، مولوی سیف الرحمٰن صاحب کی تعریف مولوی مسیح الزمان صاحب وغیرہ بہت کرتے ہین، مین نے اُن کو لکھا، لیکن وہ پچاس پر نہین آتے۔

بہرحال یہ معاملہ، موجودہ صورت مین معمولی معاملہ نہین ہی۔ مجھکو مطمئن فرمائیے کہ طریقہ تحقیقات کیا ہوگا؟ کیونکر ہوگا، عنوان کیا ہوگا؟

رزولیوشن مین خاص میرے زمانہ کے مقابلہ کا ذکر ہی، اس سے مخالف طبیعتون کو ہر قسم کے مخالف پہلو کا موقع ملے گا، اور اس سے وہ کام لین گے،

والتسلیم
شبلی۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۰ء

(۸۶)

مکرمی۔

ندوہ کے موادّ فاسد کو ہر دفعہ اوپر سے لیس پوت کر دی جاتی ہی، اور اندر اندر مواد پکتا رہتا ہی، اس لئے ہمیشہ خلجان رہتا ہی، اگر واقعی ندوہ کا درد ہی (اور ضرور ہی) تو ایک ہفتہ کے لئے آئیے، اصل یہ ہی کہ منشی احتشام علی صاحب اور مولوی خلیل الرحمٰن صاحب، بلکہ مولوی عبدالحی صاحب کو کسی قدر یقین ہی کہ مین ان لوگونکے اختیارات

ہین دست اندازی کرتا ہون اور ان کے کرنے کا کام خود کرتا ہون ورنہ صریح وہ نمایان نہین ہوتے۔ اس لیئے آکر میری اور انکی سنیئے اور دیکھیئے کہ کیا واقعہ ہی مجھکو آپکی رائے پر پورا بھروسہ ہی اگر آپ کے نزدیک مین نے ایک ذرہ بھی اپنے حدود سے تجاوز کیا ہوگا تو معترف ہوکر معافی مانگونگا۔ ورنہ جب تک ان لوگون کا یقین نہ زائل ہوگا کوئی کمیشن اور اصلاح سود مند نہ ہوگی یہ سب تو اسی رنجش کے بخارات ہین، باقی مفصل خط پہلے لکھ چکا ہون۔

شبلی۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۱۰ء

(۸۷)

مکرمی۔ السلام علیکم

افسوس آپ ایسے وقت مین تشریف لاتے ہین کہ اعظم گڈھ مین سناٹا ہوگا۔ یہ شہر منا اور **عرفات** کی طرح صرف کچہری کے زمانہ تک آباد رہتا ہی تعطیلون مین بالکل ویران ہوجاتا ہی کیونکہ وہان کا خاص باشندہ کوئی ممتاز آدمی نہین سب دیہاتی ہین۔ ہم لوگ خود چونکہ باہر رہتے ہین اور تعطیلون مین بھی باہر رہتے ہین اسلیئے اس کمی کی یون بھی تلافی نہ ہوسکے گی۔ بہرحال تحریر فرمایئے کہ کس تاریخ تک آپ ضرور آسکین گے۔ مجھکو تو ایک طرف نواب وقار الملک منصوری مین بلا رہے ہین دوسری طرف مولوی سید حسین صاحب بلگرامی کا خط آیا ہی کہ تم خود آؤ تو مین مسودہ وقف لکھ دون، ادھر مدرسہ کے کھلنے کے وقت بہت سے جدید ضروری

انتظامات ہونگے، اسلیئے موجود رہنا چاہیئے۔ غرض ایک کشمکش مین ہون،
عمارت کا چندہ اب بالکل بند ہی۔ مجھکو لوگ اب کچھ کرنے نہین دیتے، خود کچھ
کرتے نہین، دور دور تک یہ پھیلا دیا ہی کہ مین الگ ہو گیا چنانچہ باہر سے متعدد
خطوط آئے نہ صرف میرے پاس بلکہ اورون کے پاس۔ قاری عبدالولی صاحب
مطبع آسی پرسون آئے تھے انکے پاس پورب سے ایک خط آیا ہی مین بہت سی افسردہ تھا۔ بیماری نے اور دل
توڑ دیا۔ اپیل شائع کرنے کی ضرورت نہین۔ مین نے کام تقریباً چھوڑ دیا ہی، لوگ
آئین اور کام سنبھالین۔ پچاس ہزار خرچ ہو چکے، عمارت ناتمام رہی۔ تیس ہزار
کی اور ضرورت ہوگی، اس کے علاوہ بورڈنگ کا سامان۔ اضافہ ماہوار، ترقی
تعلیم، یہ سب کام ہین، لوگ آئین اور انجام دین۔ مین انشاءاللہ کسی اور صوبہ
مین قیام کرون گا۔ اور کوئی مشغلہ ڈھونڈھ لون گا۔ مولوی سیف الرحمن کو بلوائیے
اور مقرر کیجئے۔

مصر سے عربی مین نقشہ مل سکتا ہے۔ والتسلیم

شبلی۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء

(۸۸)

مکرمی۔

تسلیم۔ الیڈ[1] مین نے علی گڈھ سے منگوائی تھی اور مصر سے بھی آپ وہان

[1] یونانی شاعر ہومر کا ترجمہ عربی، دیکھو مکتوب ۸۳۔

کیون نہ لے لین حقی بغدادی سے عرب کا نقشہ بھی وہ منگوا دین گے چونکہ وہ اور کتابین بھی منگواتے رہتے ہین اسلیئے ان کے ذریعہ سے شاید ارزان آئے ورنہ مین حاضر ہون۔

اعجاز خسروی کا ایک عجیب و غریب نسخہ ہات آیا۔ امیر[1] کی وفات کے ۱۰ برس بعد کا لکھا ہوا ہی نہایت صحیح اور سرتاپا محشی ہی اور کمال یہ کیا ہی کہ لفظی رعایت مین ایک لفظ کے کئی ٹکڑے مین بھی کوئی رعایت ہی تو اسقدر ٹکڑا سرخ لکھا ہی مثلاً باغ کی رعایت مین بود کا لفظ آگیا ہی تو بو کو سرخ لکھا ہی تمام کتاب مین یہ التزام ہی اسقدر دیدہ ریزی شاید خود مصنف نے کی ہو۔

آپ کے نہ آنے سے خمیر پک کر رہ گیا جاگ ٹوٹا۔ لیکن زیادہ طیار ہونے کیلئے۔

شبلی

۱۵- نومبر ۱۹۱۰ء

(۸۹)

مکرمی۔

سبحان اللہ اتفاق نہ ہوا کہ الہ آباد سے آتے ہوئے ایک دن لکھنؤ مین ٹھہر جاتے ۲۰- فروری کی تاریخ غالباً بس جائیگی۔ قواعد انتخاب کے مطلب کی تعبیر مین سخت اختلاف ہی وکلاء اور قانون دانوں سے کئی دن سے مشورہ ہو رہا کوئی قطعی بات طے نہین ہوتی ارکان خود ترتیب طے کرتے تو بہتر تھا ورنہ وقت پر پیٹ تو قواعد ہی پر

---

[1] یعنی میر خسرو دہلوی

بحث ہوگی اور جلسہ بیکار جائیگا۔

ایکی جنوری کے الندوہ کا آغاز یونیورسٹی ہی سے ہے، اور جلی عبارت مین لکھا ہے کہ لوگونکی نظر پڑے، آپ کے خط آنیسے بہت پہلے مضمون مطبع مین بھیج چکا تھا، مضمون تو نہین بلکہ نوٹ بھی مستقل مضمون اسوقت لکھونگا، جب آپ سے مل کر اسکی ہیئت خوب سمجھ لون،

مین علی گڈھ آنا چاہتا ہون۔ گسٹ ہاؤس مین ٹھہرون یا آپ کے ہان۔ آپ تو شاید نمائش مین خیمہ افگن ہون گے،

عربی کی بعض مفید کتابین مصر سے آئی ہین، کیا آپ کو بھی بھجوا دون، مثلاً ثمار القلوب للثعلبی و روح الاجتماع۔ چار چار روپیہ یا زیادہ قیمتین ہین۔

ہان آپ سے تو فریق ثانی نے بہت خط کتابت کی، اِن کے اقتراحات کیا ہین؟ صرف عنوانات لکھیے کہ وہ یہ انتظامات چاہتے ہین،

جواب مفصل لکھیے۔

شبلی۔ ۶۔فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(۹۰)

مکرمی۔

والا نامہ ملا، مدرسین کا کیا فیصلہ ہو، نامور بازارین نہین ملتے

---

[۱] یہ موسیو لی بان صاحب تمدن عرب کی فرنچ تصنیف کا ترجمہ ہے، جسکا موضوع جماعات کا علم النفس ہے۔

بلکہ خاص تعلقات اور اعتماد پر آسکتے ہین۔ مولوی حفیظ اللہ صاحب کے بعد سب نے
متفقاً تین شخصون کے بلانے کی آرزو کی ٹونکی۔ مولوی شیر علی۔ مولوی ماجد علی یہ
بھی مولوی خلیل الرحمٰن صاحب نے کہا کہ انھین سے ایک کی امید نہین کیجا سکتی
ورنہ ہر ایک ہماری انتہائی آرزو ہو

مولوی ماجد علی میرے شاگرد ہین اب مجھ سے پڑھتے ہین ٹونکی ہم سبق اور
مولوی شیر علی دوست تھے۔ مین نے مولوی ماجد علی کو بلوایا، وہ آئے لیکن ہم سب نے
ان کو ناپسند کیا، مولوی شیر علی کا انجام آپ کو معلوم ہے۔

ادھر مولوی فضل حق کی رائے ہوئی، انکو لکھا وہ آنے پر راضی ہوے اور خط آیا یہان سے
ایک گمنام خط گیا کہ نہ آئیے یہان لڑائی ہو، وہ بھی بیٹھ رہے۔ ٹونکی سرکاری ملازمت چھوڑ کر
کیون آئین، تاہم مین بلا سکتا ہون، لیکن ہر شخص اب سمجھنے لگا کہ سکریٹری دار العلوم کی
ذمہ داری کوئی چیز نہین، اسلئے کوئی ایسی غیر اطمینانی حالت مین کیونکر آئے۔

منشی احتشام علی صاحب کے نزدیک مولوی حفیظ اللہ صاحب فضل [illegible]
ہین، لیکن وہ بھی شاید آئین بہرحال دار العلوم سے اب [illegible] چاہیے جب تک
ماہر فن نہ آئیگا علمی مذاق نہین پیدا ہو سکتا۔ ورنہ یہان مولوی حفیظ اللہ سے اور کوئی [illegible]

والسلام۔ شبلی۔ کلیر روڈ۔ پالن جی ہوٹل۔ بمبئی۔

۱۴۔ جون سنہ

لہ ٹونکی یعنی مفتی عبد اللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔

مکرمی۔

تسلیم۔ دار العلوم کی نسبت تو مین نے عہد کرلیا ہو کہ آپ کو کچھ نہ لکھون گا، بجز

اس کے کہ کونسل نظامت کے ارکان مشارق و مغارب مین ہین اور پرنسپلی وغیرہ کا

فیصلہ حیز عدم ہی، مولوی عبدالحی صاحب فرماتے ہین کہ لوگون کو خطوط لکھے، لوگ کہتے

ہین کہ ہمکو نہین پہونچے، ٹونکی میرے اصرار سے آئے اور یہان کوئی نہ تھا۔ اس لئے

بلا فیصلہ واپس گئے۔ گو مین نے ان کو آمادہ کرلیا ہو کہ وہ قیام کرین، بشرطیکہ ملاء

اعلیٰ بھی کبھی فیصلہ کرے۔

خیر اسکو چھوڑیئے، وقف کا معاملہ اب قریب الحصول ہی، اب عمدہ کاغذ پر میموریل مع

اصلاحات قانون وقف چھپوانا اور ملک کے اعیان سے دستخط کرانا اور ویسرائے کی خدمتین

بھیجنا ہی، ان ضروریات کے لئے کچھ مزید چندہ کی ضرورت ہی، عام چندہ تو مناسب نہین

احباب کو تکلیف دیتا ہون۔ آپ بھی کچھ رقم بھیجدیئے،

مشرقی کانفرنس[1] سے اچھے نتائج کی اُمیدین ہین۔ مین نے ندوہ کو وہان زیادہ

روشناس کیا، اور بعض کارروائیون مین وہ شامل کرلیا گیا۔ مفصل عند الملاقاۃ۔

مین وقف کے متعلق دورہ کرنا چاہتا ہون۔

شبلی۔ ۲۷۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء۔ لکھنؤ

---

[1] گورنمنٹ نے شملہ مین ایک اورنٹیل کانفرنس بلائی تھی، مولانا بھی اسکے ممبر تھے،

(۹۲)

مکرمی۔

تسلیم۔ نصاب تعلیم ندوہ اسی دن روانہ کیا، شاید نہیں پہونچا خیر آج پھر بھیجتا ہوں سبحان اللہ آپ اعظم گڈھ چلیں تو میں عرب سے چل کر اعظم گڈھ آؤں آج ہی خط لکھتا ہوں اور کلکٹر صاحب کے متعلق دریافت کرتا ہوں، میں آجکل میں رامپور جانے والا تھا۔

الہ آباد کی نمائش نے میرا ایک لکچر قدیم تحریروں اور کتابوں پر مقرر کیا ہے، اس کے لیئے سامان مہیا کرتا ہوں آپ کے ہاں سے بھی سرمایہ ملیگا۔

کمیشن کی شہرت نے بہت برا اثر پیدا کیا، اول تو تمام شہر میں مشہور ہے کہ فلاں شخص علیحدہ کردیا گیا، دوسرے اسکی پختگی کے لیئے شاہ سلیمان صاحب وغیرہ ہر جگہ یہ چرچا پھیلا رہے ہیں کہ فلاں شخص کی نسبت تمام ہندوستان میں بدعقیدگی اور الحاد کا شبہہ عام ہو گیا ہے اسلیئے اب انکے انتساب سے ندوہ کو نقصان پہنچ رہا ہے اور پہونچے گا۔

آثار رحیمی کا پہلا حصہ نکلا، کلکتہ سے منگوائیے۔

مولوی سید حسین صاحب نے سورہ بقرہ کا ترجمہ چھپوا کر تین مسودہ کی شکل میں بھیجا ہے

معمولی وقف اولاد کا اچھا لکھا گیا آپ نے [illegible] نہیں دی۔

شبلی

۱۴ ستمبر ۱۹۱۱ء

۱؎ عبد الحمید [illegible]

(۹۳)

جناب مستطاب دام مجدکم۔ تحیۃ و سلام۔

مسودہ قانون وقف اولاد اب بہت جلد کونسل مین پیش ہوگا، اور گورنمنٹ کے لا ممبر نے اپنی تقریر مین کہا تھا کہ گورنمنٹ اِس بڑے موریل کا انتظار کرے گی جو مسلمانون کی طرف سے آنے والا ہی (یعنی انجمن وقف کی طرف سے) اسلیئے مین نے الہ آباد اور بمبئی وغیرہ کا دورہ کرکے تمام مقننین کی رائین حاصل کین، اور جو جو نقص مسودہ مین ہین ان کو ایک الگ یادداشت مین شائع کیا، آج وہ اور اصل مسودہ انگریزی ارسال خدمت کرتا ہون کہ آپ غور فرمالین۔

اس کے ساتھ اَب موریل بہت جلد طیار ہو کر خدمتِ والا مین دستخط ثبت کرنیکے لیے حاضر کیا جائیگا، تاکہ وہ ڈیپوٹیشن یا صوبہ کی گورنمنٹ کے ذریعہ سے حضور وایسرائے کی خدمت مین ارسال ہو۔ فقط۔

شبلی نعمانی

(۹۴)

جناب من۔

جرجی زیدان کا رد جو الندوہ مین نکلا محض سرسری اور کم زور تھا، اسکی وجہ

---

[1] یہ ایک عام خط تھا جو تمام ارباب رائے کی خدمت مین بغرض مشورہ بھیجا گیا تھا، [2] جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر نے تمدن اسلامی مین جو مخفی اعتراضات مسلمانون پر کیئے تھے اور جو غلطیان تاریخ مین کی تھین اُنکی تردید و تنقید عربی رسالہ ہندوستان و مصر دونون جگہ چھپ گیا ہی۔ بنام الانتقاد۔

یہ ہے کہ طبیعت کا زور عربی مین مصروف تھا کیونکہ اصلی مخاطب عرب وشام تھے، اس
بناپر عربی رسالہ بہت بڑا ہوگیا جس کے مصارف طبع قریبًا ۵۰۰ہ ہیں یا اس سے کچھ زائد
ہون گے، فروخت کی توقع نہین، مصر وشام ویورپ مین مفت بہت رسالے
بھیجے جائین گے، اس لیئے یہ قرار پایا کہ مصارف کے لیئے "دردوستان بکوب" پر عمل کیا جائے
اس خیال مین تھا کہ آج حکیم نورالدین صاحب[۱] کا خط آیا رسالہ عربی کے لیئے
مین ۱۰۰ہ بھیجتا ہون، اب بقیہ کی فکر ہے، آپ دس پندرہ جسقدر مناسب سمجھین بھیجدین
اور یہی عریضہ جناب نواب مزمل اللہ خان صاحب کو بھیجدین، وہ جو چاہین گے بھیجدینگے
باقی کے لیئے عزیزی حمید۔ نواب علی حسن خان اور شبلی ہے۔

۲۷- نومبر ۱۹۱۱ء

(۹۵)

تسلیم، مفتاح السعادۃ، مدرسہ کا نسخہ تھا قیمت پر بھیجدیجیے۔

سیرۃ نبوی کا شروع سال سے عزم ہے[۲] لیکن پچاس ہزار سرمایہ کی ضرورت ہے
کیا قوم سے یہ امید ہوسکتی ہے۔

شبلی

۲- جنوری سنہ

---

[۱] خلیفہ نور الدین قادیانی۔

[۲] اس خط سے آغاز سیرت نبوی کی تاریخ معلوم ہوتی ہے۔

جناب من -

معلوم نہین آپ سالانہ جلسہ کے متعلق کیا کر رہے ہین، سید رشید رضا ایڈیٹر المنار مصر سے آتے ہین - اُنھون نے قطعی ارادہ ظاہر کیا ہے،

نومسلمون کے متعلق نہایت کثرت سے خطوط آئے کہ اکثر جگہ مسجدونکو گوبر سے لیپتے ہین، نماز کا ذکر نہین - مین نے ایک انسپکٹر روانہ کر دیا ہے -

اگر آپ کہین اِس کام کے لیے یا سالانہ جلسہ کے لیے دورہ کو چلین تو مین ہم رکاب چلون، نواب علی حسن خان نے کل اپنا کتب خانہ ندوہ کو دیدیا اور خود مجھسے آکر اظہار کیا مین نے جلسہ تک اعلان عام کو روک دیا ہے،

جرجی زیدان کا رد (پروف) بھیجدیا تھا، المنار نے بہت احسان مندی ظاہر کی کہ بڑا اہم کام انجام پایا جسکی یہان کے لوگون کو ہمت نہین ہوتی تھی گو مین نے ان کو اُبھارا بھی تھا -

ناصر علی کی مثنوی نہ ہو تو ایک اچھا نسخہ موجود ہے - خیام کا جبر و مقالہ[1] ہات آگیا،

دس ہ پر آپ جلسہ سے کچھ پہلے آئیے -

شبلی

۲۷ - فروری سنہ ۱۹۱۲ء

[1] رسالۃ فی براہین الجبر والمقابلۃ پیرس مین سنہ ۱۸۵۱ء مین طبع ہوا تھا چھوٹی تقطیع کے ۱۵ صفحے ہین آخر مین فرنچ ترجمہ ہے،

نرمی -

تسلیم - مین اُردو و نیگوا سکیم کمیٹی کی شرکت کی غرض سے الہ آباد گیا تھا،

مسٹر برن نے چند نہایت مضر تجویزین اُردو کے حق مین پیش کی تھین' ایک یہ بھی

تھی کہ رامائن بھاشا انٹرنس کے امتحان مین لازمی کردی جائے' اور اُردو جو مدراس

مین ہے' وہ ایسی کردی جائے کہ ہندی بنجائے عجیب منطقی دلائل گھڑے تھے۔ پنڈت

سندرلال وغیرہ کمیٹی کے ممبر تھے؛۔

تیسرے جلسہ مین کامل فتح ہوئی تمام تجویزین اُڑگئین' اگرچہ افسوس ہے کہ مسلمان

ممبرون نے کوئی مدد مجھکو نہ دی' اور دیتے کیا' دینے کے قابل بھی نہ تھے'

الہ آباد سے کلکتہ گیا' اور تمام ویسرائے کونسل کے ممبرونکو ایک جلسہ مین جمع

کرکے تمام مراتب طے کرلیئے' انشاء اللہ اسی مہینہ مین بل حسب مراد پاس ہوجائیگا

اور سب کمیٹی بیٹھ جائیگی -

سیرۃ نبوی کا کام واقعی بڑے پھیلاؤ کا ہے' اُدھر اشاعتِ اسلام کی یہ حالت ہے

کہ بیسون خطوط اور رپورٹین آرہی ہین' اور معلوم ہوتا ہے کہ لاکھون نومسلم ارتداد کے

کے خطرہ مین ہین - آریون کی مقامی کمیٹیان جابجا دیہات مین قائم ہوتی جاتی ہین؛

ا؎ اس کمیٹی کی تجویز یہ تھی کہ اسکولون مین بھاشا آمیز اردو ... جو مسٹر برن یوپی کے چیف سکرٹری تھے۔

٢؎ وقف اولاد کے متعلق۔

سمجھ مین نہین آتا کہ کیا جائے۔ کہان کہان واعظ مقرر کیئے جائین، کہان مکتب قائم ہون، یہ تو سلطنت کا کام ہے،

آج ایک اپیل بھیجتا ہون، کاغذات جلسہ مین پیش کرون گا۔ کلکتہ مین ایک انجمن سے کام لیا اور نواب ڈھاکہ کو راضی کیا ہے کہ وہ انجمن اشاعت اسلام کے پریسیڈنٹ ہون، لطف یہ ہے کہ اِدھر شاہ سلیمان صاحب نہ خود کچھ کرتے ہین، نہ مجھکو اجازت دیتے کہ مین باقاعدہ کام کرون، مجبور ہو کر ندوہ کے دائرہ سے نکلکر کام کرنا پڑیگا۔

مین امین آباد پارک نمبر ۴۸ مین ہون۔

۱۵۔ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کو پھر الہ آباد ورنیکولر اسکیم کمیٹی مین جانا ہے، ہان ایک نہایت عمدہ خوشخبری سنیئے،

گورنمنٹ نے ایک کمیٹی قائم کی ہے کہ سرکاری اسکولون مین مذہبی تعلیم جاری کیجائے، مجھکو بھی ممبر بنایا ہے۔ اپریل کی ۶۔ تاریخ کو اس کا اجلاس ہوگا۔

شبلی۔ ۱۰۔ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء

لکھنؤ

(۹۸)

مکرمی۔

تسلیم۔ انڈر سکریٹری کو خط لکھیئے کہ ایک دن پہلے میٹنگ کرین میرا بھی حوالہ دیجیے کہ انکی بھی درخواست ہے،

سید رشید رضا مصر سے روانہ ہو گئے۔ ۲۲۔ مارچ کو بمبئی آ جائیں گے۔ مین نے لکھ دیا تھا، اس لیے وہ لارڈ کچنر سے مل کر اور انکی رضامندی تحریری لیکر آتے ہین۔ انہی کو جلسہ کا صدر بنانا چاہیے اور یہ مین نے ان کو لکھ بھی دیا تھا۔ اس بات سے جلسہ کی عظمت ہو گی ان کے نام کی وجہ سے اکثر لوگون نے آنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

ہان کام بہت ہین، لیکن مین اشاعت کے کام کو سب پر مقدم رکھون گا۔ قطعی طور سے معلوم ہوا کہ راجپوت خاندان مرتد ہوتے جاتے ہین۔ آریون کی مقامی انجمنین چپکے چپکے کام کر رہی ہین۔ ذرا دقت یہ ہے کہ جلسہ کے بعد ہی میرا دورہ شروع ہونا چاہیے لیکن موسم ناقابل برداشت ہو جائے گا، اس لیے دو مہینہ کا وقفہ ہو جائیگا، غور ہو گا۔

سید رشید رضا کے لینے کو بمبئی جانا چاہتا تھا لیکن یہان ایک ایک منٹ کام کا ہے، ذرا ٹلا تو سب ابتر ہو جائیگا۔ جلسہ گاہ کا سامان ابھی کچھ نہین ہوا، نہ کوئی پروگرام بنا۔

نواب علی حسن کا کتب خانہ ندوہ مین آ رہا ہے لیکن مین نے اعلان عام جلسہ کے لیے اٹھا رکھا ہے۔

شبلی

۱۸ مارچ ۱۹۱۲ء

(۹۹)

جلسہ[1] انشاء اللہ نہ صرف بارونق بلکہ مہمات امور کے جدید کا پیش خیمہ ہو گا، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ تین روز پہلے آ جائین۔ اشاعت اسلام کا بہت اچھا ٹرمک نین کھیل رہا ہے

---

[1] ندوہ کا سالانہ جلسہ لکھنؤ

لوگ خط کتابت کرتے ہین صرف اتنی بات ہی کہ شاہ صاحب وغیرہ اس کام کو کرنے دین
یہ اسوقت ہوسکے گا کہ آپ آجائین، آپ کا توسط سب مشکلات کو حل کردے گا، دوسرے یہ کہ
سید رشید رضا کی وقعت اور موجودگی اور پریسیڈنٹی سے فائدہ اُٹھایا جائے، اس کیلیے بھی
آپ کی ضرورت ہی۔ سید صاحب موصوف لارڈ کچنر سے ملکر اور انکی تحریری مرضی سے
آئے ہین، بہرحال اپنی تشریف آوری سے جلد مطمئن کیجیے۔ ندوہ کی بساط پر یہ اخیر بازی ہی
جس پر اسکی موت وحیات کا مدار ہے۔

شبلی نعمانی۔ ۲۴۔ مارچ ۱۹۱۲ء

(۱۰۰)

کرمی۔

تسلیم۔ عنایت نامہ پہنچا،

بقدر ہمت کام کررہا ہون، آنکھ کی معذوری کا بہت اثر ہی، خود لکھ نہین سکتا،
بلکہ لکھواتا ہون، اور اسکی کبھی مشق نہ تھی، البتہ کتابون کا مطالعہ اب تک کرسکتا ہون،
یورپین مورخون کی تصنیفات کشتِ زعفران نظر آتی ہین، سیکڑون ہوائی قلعے بنائے ہین،
تمام انگریزی کتابین خریدلی ہین۔ ایک بی۔ اے صاحب کو جو ایم۔ اے مین ہین، زادراہ
بھیجدیا ہی، کل پرسون تک آجائین گے۔
یہان کی یہ حالت ہی کہ بغدادی پیر صاحب[۱] آئے ہین انکے جلوس اور روشنی مین،

[۱] پیر ابراہیم سیف الدین از سجادہ نشینان شیخ عبدالقادر جیلانی۔

پچیس ہزار روپیہ یکمشت مین صرف ہوا ہی لیکن [illegible] کی درستگی جو تجویز ہوئی ہی اُس کے
لیے پندرہ لاکہ درکار ہی، اس مین صرف سات ہزار پندرہ ہوا، شاید آیندہ اور بھی ہو۔
سرکار بھوپال نے اس سفر مین مجھسے کہا کہ اپنا جانشین بھی تیار کر لو، اس کا کیا
جواب تھا!

اُن کے صاحبزادہ کے دو ہزار روپے بابت خریداری کتب آ گئے۔ اس ہوا کے
علاوہ [illegible] کی کتاب کا عربی مین ترجمہ ہو گیا، اچھا ترجمہ کیا ہی میرے کام کی چیز ہی۔

شبلی۔ ۲۳۔ جون ۱۹۱۲ء

بمبئی۔

(۱۰۱)

مکرمی۔

مدراس مین خود جاتا لیکن عین اسی زمانہ مین ڈہاکہ یونیورسٹی کی سب کمیٹی مین گورنمنٹ بنگال نے مجکو ممبر کیا ہی اور وہان کے لوگون نے مجکو لکھا ہی کہ اگر آپ آ جاوین تو مدرسہ عالیہ وغیرہ کی ابتری کی اصلاح کی بہت کچھ امید ہو سکتی ہی اس لیے مین شکستہ پائی و پیری وہان جا رہا ہون۔

سیرت کیلیے ایشیاٹک سوسائٹی مین بعض کتابین بھی دیکھنی ہین۔ انگریزی کتابون سے جسقدر اقتباسات ہو رہے ہین اُن سے کذب و افترا کا عجیب منظر سامنے آ جاتا ہی

[illegible]

مرگولوس پروفیسر آکسفورڈ سب سے بڑا عربی عالم ہی، اسکی لائف آف محمدؐ دیکھنے کے قابل ہی، لکھتا ہی کہ عبد المطلب مطلب کے غلام تھے، کعبہ آنحضرت سے صرف سو برس[۱۰۰] پہلے کی عمارت تھی، وغیرہ وغیرہ کام ہو رہا ہی سیرت کی ماخذ اصلی صرف تین کتابیں ہیں۔ ابن ہشام ابن سعد طبری، اِن کے تمام رواۃ کا استقصا کرکے اِن کا اسماء الرجال، تہذیب وغیرہ سے مرتب کرا رہا ہون کہ روایتون کے انتقاد مین آسانی ہو، سید سلیمان یہ کام کر رہے ہین اور وہ یہین ہین۔ خود الگ سیرت مین مشغول ہون۔ انگریزی کتابون کا ترجمہ بھی ہو رہا ہے۔

شبلی۔ بمبئی۔ پالن جی ہوٹل۔

۲۱۔ جولائی سنہ ۱۹۱۲ع

(۱۰۲)

جنابِ من[۱]۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ سیرتِ نبوی جو زیر تصنیف ہی، مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرت کے متعلق لکھا ہی اِس سے پوری واقفیت حاصل کیجائے تاکہ اِن کے تائیدی بیان حسب موقعہ حجت الزامی کے طور پر پیش کیے جائین، اور جہان انھون نے غلطیان اور بد دیانتیان کی ہین، نہایت زور و قوت کے ساتھ انکی پردہ دری کی جائے،

---

[۱] ایک عام خط جو بعض ارباب علم کو مولانا نے بھیجا تھا۔

سی بناپر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات بہمؔ پہونچ گئی ہین جو آنحضرت کے متعلق تصنیف ہو چکی ہین لیکن ان سب کا اردو مین ترجمہ کرنا ناممکن ہی اس لیئے یہ رائے قرار پائی ہی کہ جن صاحبونکو اس سے ذوق ہو ان کے پاس ایک ایک کتاب بھیجی جائے وہ مطالعہ فرما کر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جائے۔

اس بناپر آپ سے درخواست ہی کہ کیا آپ بھی اس کام مین حصہ لینا پسند فرمائین گے۔

شبلی نعمانی۔ ۱۴۔اگست سنہ ۱۹۱۴ع

(۱۰۳)

مکرمی۔

آپ کو ایک تصنیف پر تعجب ہی لیکن یہان تو دوسرے کا آدھ بگڑا ہوا ہی مارگولیس سب سے بڑا عربی دان ہی اسکی تصنیف کا لفظی ترجمہ ہو رہا ہی۔ ایک حرف بھی ساری کتاب مین صحیح نہین تحقیقات سنیئے۔ رسول اللہ نبوت سے پہلے سوتے وقت آیات عربی کی پوجا کیا کرتے تھے۔ نبوت کی تعلیم ان کو مسیلمہ سے ہوئی۔

محمد کا نام خیال محمود ایرھکا کی مناسبت سے رکھ گیا۔ مسیلمہ سے حنیفی دین کا لقب لیا حضرت عثمانؓ سنیئے مسلمان ہوے کہ رسول اللہ کی صاحبزادی پر عاشق ہوئے (نعوذ باللہ) اور نکاح کا قصد ہوا۔

مین سیرت کے اندرانی مباحث کو نہین چھیڑونگا - سیرت کی ۴ جلدین ہون گی -
ایک جلد اس کے لئے مخصوص ہوگی، چاہتا ہون کہ ہر قسم کے مطالب سیرت مین آجائین
یعنی تمام مسائل مہمات پر، ریویو قرآن مجید پر پوری نظر، غرض سیرت نہ ہو بلکہ انسائیکلوپیڈیا ہو،
اور نام بھی دائرۃ المعارف النبویہ موزون ہوگا، گو لمبا ہی اور ابھی مین نے فیصلہ نہین کیا،
آپ دو چار جگہ کا نمونہ بھیجدیجئے - اور صاحبون کے پاس بھی کتابین گئی ہین -
ندوہ کی نئی تحریک آپ سُنتے ہون گے، لوگون کو اصلاح کا خیال ہوا ہی، لیکن یہ اسپر
موقوف ہی کہ آپ پورے دو ہفتہ لکھنؤ مین رہین، اور نہ ہر روز صرف ایک مسئلہ طے ہو اور بیچ

شبلی - بمبئی - پالن جی ہوٹل -

۶ - ستمبر ۱۹۱۲ء

(۱۰۴)

جنابمن - سلام مسنون،

تعطیل[۵۱] جمعہ کی نسبت جابجا جو کچھ کارروائیان ہو رہی ہین آپ اخبارون مین پڑھتے
ہون گے، لیکن جب تک وقف اولاد کیطرح متحدہ اور پُر زور اور وسیع طریقہ سے باضابطہ
کارروائی نہ کی جائیگی، کامیابی نہ ہوگی، مین نے انگریزی مین موریل لکھوالیا ہی، اور اُس کو
چھپوا کر دستخطون کے بہم پہونچانے کی کارروائی شروع کرنی چاہتا ہون، لیکن اِس معاملہ کے
اخیر تک پہونچانے کے لیے کم از کم چار پانچ سو روپیہ کی رقم درکار ہوگی، آپ اِس سرمایہ مین

[۵۱] گورنمنٹ سے درخواست کیجائے کہ مدرسون اور محکمون مین نماز جمعہ کیلئے چھٹی دیجائے، گورنمنٹ نے دو گھنٹہ کی چھٹی منظور کی -

جو کچھ عنایت فرماسکیں مستحق فرماویں:

شبلی نعمانی۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۲ء

(۱۰۵)

مکرمی۔

حیاکم اللہ۔ جناب راجہ ابوجعفر صاحب رئیس فیض آباد نے کونسل کی ممبری کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ میں ان معاملات میں بالکل آزاد رائے رکھتا ہوں اور اس میں رشتہ و قرابت تک کا خیال نہیں کرتا۔ چونکہ میں دیانتہً راجہ صاحب کو اس خدمت کا مستحق سمجھتا ہوں، اسلیئے اگر آپ بھی اس کاغذ پر دستخط کر سکیں تو بہتر ہے۔

شبلی۔ ۱۶۔ نومبر ۱۹۱۲ء

(۱۰۶)

مکرمی۔

تسلیم۔ کیا کیا جائے تین مہینہ کی مستقل کوشش اور تقاضہ پر تین لائق بارسٹروں نے عرضداشت[1] لکھی اور پھر سست لکھی تو کیا کروں۔ کیا علاج۔

مسٹر شفیع کہتے ہیں کہ اب ضرورت نہیں ہے۔ گورنمنٹ نے جو غزنوی کا جواب دیا وہ کافی ہے۔

ضرورت قدیم ہے، لیکن اب جدتِ درخواست کی وجہ کیا بیان کی جائے؟ وجہ اصلی تو

---

[1] وقف اولاد کی عرضداشت۔

یہ ہے کہ پہلے لوگون کو گورنمنٹ سے مطالبات کا حوصلہ ہی نہ تھا۔ لیکن یہ لکھنے کی بات
نہین، پھر کیا وجہ بتائی جائے کہ مسلمان اب تک کیون چپ رہے۔ کوئی معقول بات خیال
مین آئے تو لکھیئے۔ غلام الثقلین صاحب کہتے ہین کہ کامیابی ناممکن ہے۔

مکان[1] بک گیا، اب بھی دیکھیئے عمارت پوری ہوتی ہے یا نہین۔

نواب غلام احمد مدراس سے آئے تھے۔ ان کو عمارت[2] دکھائی، ان کے اندازۂ تخیل
سے باہر تھی۔ بہت خوش ہوئے، کبھی مدراس جانا ہو تو وہ کام آسکتے ہین۔

تین دن سے گرمی کے مارے نہین سویا۔ ڈیڑھ دون بھاگا جاتا ہون۔

شبلی۔ ۲۷۔ مارچ سنہ ۱۹۱۳ع

(۱۰۷)

مکرمی۔

تسلیم۔ افسوس آپ نے مدت سے خبر نہ لی، حالانکہ میرے بیماری کی خبر بھی عام
تھی، اور جو طوفان میرے خلاف اُٹھا، وہ بھی آپ دیکھ رہے تھے، آپ سے میرے تعلقات
بالکل اخوت اصلی ہے کے ہین، اسلیئے یہ اُمید بیجا نہ تھی،

بہرحال ندوہ سے مین نے استعفا دیدیا، اور معززین بھی دیچکے، اب ندوہ مولوی
خلیل الرحمن صاحب کا نام ہے، خیر یہ بھی دیکھ لیجئے۔

سیرت کو چاہتا تھا کہ آپ کی نظر سے مسودہ گذر جاتا لیکن کوئی تدبیر خیال مین نہین آتی

[1] دارالعلوم کا قدیم مکان، [2] دارالعلوم کی جدید عمارت،

اُردو ٹائپ راس نہین ورنہ دو تین کاپیان ہوجایا کرتین۔

پہلی جلد کا نصف حصہ گویا طیار ہی ہر ہفتہ مین دو تین روز طبیعت ناساز ہوجاتی ہی اسلیئے ناغہ سے ہرج ہوجاتا ہی بڑے بڑے معرکے طے ہوئے اِس فن کو نئے سر سے مرتب کرنے کی ضرورت تھی مجکو خود خیال نہ تھا کہ ایسی کامیابی ہوگی لیکن قدر کون کریگا کوئی شخص پہلے طبری و ابن الاثیر کو چھان چکا ہو تب اندازہ کرسکتا ہی

انساب سمعانی کا مکمل نسخہ مطبوعہ فوٹو ہات آیا۔ بڑی ضخیم کتاب ہی اور نہایت مستند ہی

شبلی۔ ۹۔ جولائی ۱۹۱۳ء

نیو ناگپاڑہ روڈ۔ بمبئی۔

(۱۰۶)

لیجیئے شبلی۔ مولوی عبدالحی صاحب۔ منشی احتشام علی۔ راجہ تصدق رسول خان نواب علی حسن خان اور اور مستعفی ہوگئے[۱] اور سب کا استعفا نہایت اطمینان کے ساتھ منظور ہوا۔ اب تنہا مولانا سہارنپوری فرمانروائے مطلق ہین۔ ایک زمانہ مین آپ یہ نیت کرکے آئے تھے، اور جلسہ سے جدا نہیا بھی کیا تھا کہ مجکو الگ کردیجئے تاکہ کام یکسوئی سے ہو۔ اب تو پوری یکسوئی ہے۔

آپ پر مجکو محبت کا دعوی ہی اسلیئے جو چاہتا ہون کہہ دیتا ہون۔ آپ کا احسن الفصائل حسن ظن عام ہی اور یہی کہین کہین مضر بن جاتا ہی مدت سے مین دیکھ رہا تھا کہ یہ سب

---

[۱] مولانا کے استعفا کے بعد ندوہ کی کیفیت یا مستقری سے

شورشین، دراندازیان، نزاعی امور کا بار بار پیش کرانا، سب اسی شوقِ نظامت کے لیے ہین، لیکن آپ کو یقین نہ تھا۔ اب دیکھ لیجیے۔

خیر اب اِن باتون سے قطع نظر کیجیے، ہان فرمایئے بمبئی سے آکر کہان رہون، گو لکھنؤ مطلق ترک نہین ہوسکتا۔

شبلی۔ ۱۲۔ جولائی ۱۹۱۳ء۔ بمبئی۔

(۱۰۹)

تسلیم۔ اصابہ مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۹۱۵ مین کیا یہ تصریح ہو کہ "مکہ مین پہلا مکان آنحضرت سے سو دو تین نسل پہلے تعمیر ہوا" اس موقع کی عبارت مطلوب[1] ہے،

مین اَب بمبئی سے عنقریب روانہ ہونگا۔ خیال یہ ہو کہ دو تین مہینے مین، سیرت کا پہلا حصہ مطبع مین بھیجدیا جائے۔

مذہب حنیفی جو اسلام سے پہلے مکہ مین خال خال پایا جاتا تھا اسکے متعلق مزید تحقیقات ہوسکے تو لکھ بھیجیے۔ یہان کتابین موجود نہین۔ بخاری و ابن ہشام مین جس قدر ہے وہ معلوم ہے،

شبلی۔ ۳۔ اگست ۱۹۱۳ء

نیو ناگپاڑہ ۔ بمبئی۔

---

[1] مارگولیوس نے لائف آف محمد مین اِس حوالہ کی بنا پر مکہ کی قدامت سے انکار کیا ہو، مارگولیوس نے چونکہ مطبوعۂ کلکتہ کے حوالے دیئے ہین، اور دفتر سیرت مین اصابہ مطبوعۂ مصر تھی۔

(۱۱۰)

مکرمی۔

تسلیم۔ جگہ سے ہٹنے میں تمام نظام بگڑ جاتا ہے، پیش نظر کتابیں ہر جگہ نہیں ملتیں اشاف کہاں کہاں ساتھ پھرے، مترجم انگریزی جو نہایت قابل ہیں اور اب ان کو لیا ہے وہ لکھنؤ سے باہر نہیں جا سکتے، یوں بھی سلسلہ خیال ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی لحاظ سے باوجود ارادہ اور کشش اعزہ گھر نہ جا سکا۔ ارادہ ہے کہ پہلی جلد ختم کرکے اٹھوں۔

عزۃ الکمال[۱] کا نسخہ ہاتھ آیا گو بہت جگہ سے ناقص ہے، لیکن جس قدر ہے اچھا ہے شرقریباً پوری ہے۔

ندوہ کا حال سنا ہوگا، ناظم صاحب نے رپورٹ کی اطلاع دی ہوگی،

شبلی۔ ۱۳ جنوری ۱۹۱۴ء

(۱۱۱)

تسلیم۔ ابن ہشام جو واہی الحدیث ہے وہ ابن ہشام کلبی ہے، صاحب سیرت عبدالملک بن ہشام ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔

جلد ادھر آنے کا ارادہ ہے۔

شبلی۔ ۲۰ فروری ۱۹۱۴ء

---

[۱] دیوان میرزا ... دیوان پر ایک مقدمہ ہے جس میں فارسی ادب و شاعری پر نہایت عمدہ تنقید و تبصرہ ہے غرض سے مقصود یہی مقدمہ ہے، نسخہ مذکورہ دارالمصنفین کے کتب خانہ میں ہے

(۱۱۲)

ع انچہ استاد ازل گفت ہمان مے گویم۔

آپ نے دیکھا ادھر اوقاف اسلامی کی تحریک شروع ہوئی اُدھر گورنمنٹ نے یادداشت شائع کی اور ایک کانفرنس اسی مہینے مین بٹھانیوالی ہی، خیر میرا کام تو اس کے پیچھے جان لڑا دینا ہی۔

ع آگے نصیب ہی جسے پروردگار دے

ہان دار المصنفین پر آپ نے کیون سکوت کیا، آپ سے بڑھ کر اسکی شرکت کا کس کو حق ہی۔ مین اِس عمارت کو انشاءاللہ پورا کر کے رہونگا، او شاید یہی میرا مدفن بھی ہو۔ ۲۴ سے پہلے علی گڈھ پہنچونگا۔

شبلی ۱۶ فروری ۱۹۱۴ء

(۱۱۳)

مکرمی۔

تسلیم دار المصنفین کی تجویز مین قطعاً طے کر چکا ہون، کہین سے بندوبست نہ ہو

۱؎ تجویز یہ تھی کہ اوقاف اسلامی جو شخصی اقتدار و تصرف مین تباہ ہو رہے ہین، اُن کی حفاظت و مفید مصرف مین لانے کے لیئے کوشش کی جائے، اور اُسکو ایک حد تک گورنمنٹ کے اثر مین لے آنا چاہیئے۔ جس مہینہ مین مولانا نے یہ تحریک پھیلائی، اُسی مہینہ مین گورنمنٹ نے وقف کیلئے ایک کمیٹی قائم کی جو وقف کے مسئلہ پر غور کرے، لیکن ابتک اُسکا کوئی حاصل نہین نکلا ۲؎ آخر، یہ پیشینگوئی پوری اُتری۔

تو موجودہ ابتدائی عمارت جس کا تخمینہ پانچ ہزار روپیہ ہے تین تو اپنے پاس سے ادا
کرونگا، چھوٹے چھوٹے بنگلے اور احباب سے بنوا لونگا۔

بہرحال اسوقت صرف آپ سے یہ مشورہ مطلوب ہو کہ کہان بنے؟ اگر علی گڈھ
یا کہین اور بنے تو لوگ مولوی سمیع اللہ خان کا مقلد کہین گے اس لیے مین اتمام حجت کی طور پر
چاہتا ہون کہ پہلے ندوہ کے تمام ارکان سے پوچھ لون، اگر وہ منظور نہ کرین تو پھر مجھ پر اعتراض
نہ ہوگا۔ پرلطف تجویزین دار المصنفین کے متعلق ذہن مین ہین۔

جواب یہین الہ آباد مین عنایت ہو۔

شبلی ۔ ۳ ۔ مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۱۴)

مکرمی ۔

آپ دار المصنفین کو حبیب گنج[1] لے جانا چاہتے ہین تو حضرت مین اعظم گڈھ کو کیون
نہ پیش کرون، اعظم گڈھ مین اپنا باغ اور دو بنگلے پیش کرسکتا ہون۔ خیر اسپر مل کر گفتگو
ہوگی۔ اسوقت تو اوقاف اسلامی کے لیے دورہ کرنا چاہتا ہون، شاید جلد ادھر بھی آؤن
ہان کاغذات چوری گئے تھے لیکن مسودہ سیرت محفوظ رہا۔ وہ اس صندوق مین نہ تھا۔

مخالفت کی اب لوگون نے حد کردی۔ کچھ لڑکے مجھ سے پڑھنے آتے تھے اس لیے
قاعدہ بنا دیا گیا کہ کوئی لڑکا باہر کسی سے نہ پڑھنے پائے میری بدولت یہ کمزور لڑکے جو

---

[1] حبیب گنج [illegible]

باہر پرائیوٹ طور سے پڑھتے تھے وہ بھی محروم کر دیئے گئے۔ یہ سرقہ بالکل سازشی تھا۔ ۶ این ہم الخ

سیرت کے چھپنے کا مرحلہ پیش ہے "الہلال" میں چار صفحے نمونہ کے لئے چھپوائے، بہت عمدہ

چھپا، لیکن لوگ ٹائپ کو بالکل پسند نہیں کرتے۔ لطف یہ کہ انگریزی خوان بھی۔

سیرۃ کی کاپیاں لکھوانی شروع کر دی ہیں۔

عرب کے قدیم خطوط، دو ہزار برس قبل اسلام، حمیری، اور نبطی خطوط جو کھنڈروں

میں ملے، ان کے فوٹو منگوائے ہیں، سیرت میں شامل ہونگے۔ موجودہ خط سے کوئی نسبت

نہیں، ناگری، یا انگریزی ہیں۔

شبلی۔ ۹۔ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۱۵)

تسلیم۔ وہاں آگ برس رہی ہے، اور یہاں نسیم کے جھونکے چل رہے ہیں۔ نہایت

اطمینان سے کام ہو رہا ہے۔

اس دفعہ آپ دلّی میں ہوتے تو مزہ آتا، جلسہ سے پہلے پیغام آیا کہ کفر کے فتوے

طیار ہو چکے ہیں، جلسہ موقوف کر دو تو خیر ورنہ پھر تشہیر ہوگی، جلسہ کے دن چار فتوے

الگ الگ تقسیم ہو رہے تھے جو مولوی عبدالحق[1] سے طیار کرائے گئے تھے۔ سفرائے ندوہ

کے ذریعہ اور شہروں میں انکی اشاعت کرائی گئی۔ چنانچہ رائے بریلی کی دیوار سے ایک

صاحب اُتار کر میرے پاس لائے تھے۔ اب بھوپال تحریک ہے کہ سیرۃ کی اعانت بند ہو جائے

[1] مولوی عبدالحق مفسر تفسیر حقانی۔

مذہب کی باتیں ہیں یہ وہ لوگ کرتے ہیں جن کو تقدس کا دعویٰ ہو [illegible] دین فروشی سے

ہیں تو ہم سے بڑھ کر دنیادار بنتے ہیں۔ جلسہ کا سخیر دیکھنے کے قابل تھا۔

طبقات کا جواب پھر دوں گا۔

مولوی سید علی کا معاملہ تو اجنڈا میں شامل تھا۔ جلسہ انتظامیہ میں پیش ہو چکا ہوگا

شبلی ۲۰ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۱۶)

تسلیم۔ آج وہ حمائل لے لی۔ دو سو پچاس نذرانہ کے دیئے۔ کل ۲۴ برس کا ہے تاہم

ایک چیز ہے، ایران کا خاتم الخطاطین احمد تبریزی تھا، آغاخان اول کے بھائی

نے اس کو ایران سے بلوا کر لکھوایا تھا۔ اول سے آخر تک مطلا ہے، یعنے ہر سطر پر

طلائی ٹکڑے ہیں، اور تقطیع نہایت موزوں ہے، کہیں نسخ و نستعلیق کا دعوے

نہ پیش کیجیئے گا۔

شبلی ۲۔ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۱۷)

تسلیم۔ سیرت کی اتمام کے لیئے مہینوں کی خاموشی اور سکوت درکار ہے، دن بھر

کوئی جھانکنے تک نہیں، اسلیئے ارادہ تو یہ ہے کہ جلد اول بہمہ حیثیت تمام کر کے اٹھوں

ہر روز کوئی نہ کوئی نیا تاریخی اور تحقیقی راز کھلتا ہے، اور بعض مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

[illegible] مولوی سید علی زینبی [illegible] ۵۴ [illegible]

انشاءاللہ آپ کی زیارت ہوگی تو مصحف پاک کی زیارت کراؤنگا۔
خوشنویس رکاپی نویس کو یہین بلوالیا ہی۔ ایک خاص درانداز ی کی وجہ سے
دیر ہوگئی ورنہ مسودہ مطبع مین جاچکا ہوتا۔ ریاست پر زور ڈالا جارہا ہے کہ سیرۃ چھپنے
نہ پائے۔

شبلی۔ ۱۶۔ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۱۸)

واللہ میرے[۵۱] دل کی بات چھین لی صحابہ کے حالات سے بڑھکر کوئی چیز ہمارے
لیے نمونہ نہین بن سکتی، لیکن ہر پہلو کو لیجیے' اور ان پہلوؤن کو صاف دکھلائیے' جن سے
آجکل کے مولوی قصدًا چشم پوشی کرتے ہین[۵۲]
مفصلہ ذیل کتابین اسکے لیے ضروری ہین' استیعاب قاضی عبدالبر' اسدالغابہ'
اصابہ' ابن کثیر شامی'
مین اگر ڈلی جانے کے قابل ہون گا تو پہلے ندوہ ہی مین حاضر ہون[۵۳] گا'
میری شکایتین پھر عود کر آئین' علاج کے لیئے یہان آیا ہون' اور اسپتال ہی
مین مقیم ہون'۔

شبلی نعمانی۔ مقام گونڈہ۔ ۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء

---

۵۱ یہ مکتوب بعد کو ملا اسلیئے بے ترتیب لکھا جاتا ہی' ۵۲ سیرۃ الصحابہ کا خیال اخیر زمانہ مین بھی پیدا ہوا تھا منشی محمد امین
کے مکاتیب مین ذکر ہی' اور اب اُنکے تلامذہ اِس کام کو کر رہے ہین' ۵۳ اور ینٹل کانفرنس مین شرکت کیلئے دیکھو مکتوب ۱۱

خسرو[1] کا کوئی عمدہ دیوان وہان نہین،
غرۃ الکمال ہوتا تو البتہ منگوانا چاہیے تھا، والسلام

شبلی - ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۸ء

(۲)

مجتبیٰ -

خط پہونچا، پونہ کا وعدہ حیدر آباد کے سفر کے ساتھ تھا، جانا اور اُلٹا واپس آنا تو شکستہ پائی کی حالت مین دقت ہے،

آپ کا یہ فقرہ سمجھ مین نہ آیا،

"اور بھی سُن رہا ہون"

وہان آیا تو آپ ہی کے ہان ٹھرونگا،

نواب صاحب جنجیرہ کا دعوتی خط آیا ہے کہ جنجیرہ آؤ، شاید جانا ہو تو اور بھی پونہ آنا مشکل ہوگا،

فرامرز[2] نامہ کی اور کچھ کیفیت لکھیے تو معلوم ہو۔

زنانہ[3] جلسہ بہت کامیابی کے ساتھ ہوا، گجراتی اور مرہٹی مین عورتین خوب بولین،

---

[1] خسرو دہلوی کا تیسرا دیوان ہے جس کے دیباچہ مین (جو اب تک کہین چھپا نہین) خسرو نے اپنی فارسی شاعری پر ایک عمدہ مضمون لکھا ہے، اسکا صحیح اور مستند نسخہ مولانا ڈھونڈھتے تھے، انکی ذاتی کتب خانہ مین ایک قلمی نسخہ موجود ہے مگر سقیم ناقص ہے۔ [2] فرامرز پسر رستم کی فارسی منظوم داستان بطرز شاہنامہ۔ [3] بمبئی مین ایک ہندو عورتوں کی کانفرنس تھی۔

بعض عورتین تو مرد معلوم ہوتی تھین۔

۱۸۔ کوٹا بلوئے، والسلام

شبلی۔ ۱۰۔ فروری سنہ ۱۹۰۰ء

(۳)

محبی۔

آپ کا مفصل خط ملا، اور گذشتہ کی تلافی ہوگئی۔ مین نے حال ہی مین سر محمد علی کو لکھا تھا کہ آپ کو فرصت نہ ہو تو اور احباب کو تکلیف دی جائے، لیکن انھون نے کسی طرح نہ مانا۔ جون سے کام شروع کرین گے۔

اب پونا آنے کی کم توقع ہے، یہان مقامی ضرورتین زیادہ پیش آگئی ہین، اسکے سوا سفر مین تصنیف کا سلسلہ برہم ہوجاتا ہے۔ چاہتا ہون کہ برسات تک شعر العجم کی دوسری جلد بھی طیار ہوجائے،

پہلا حصہ چھپ رہا ہے اور بہت اچھا چھپ رہا ہے،

شعر العجم[1] کا ترجمہ آپ کرین یہ شعر العجم کی قسمت، لیکن مشکل یہ ہے کہ حالات تو یورپین بھی لکھ چکے ہین جو چیز اصل ہے وہ شعرا کے کلام پر ریویو ہے جس مین اصل اشعار نقل کرنا پڑتا ہے، اگر آپ اسکی تدبیر کرسکین تو اس سے کیا بہتر؟

---

[1] [illegible] براؤن جو مشہور ہسٹری آف پرشیا لکھ رہے ہین انکے کام [illegible]

نکلسن[1] سے مجھکو پہلے سے واقفیت ہی، عربی مین یہ لوگ ابھی کوسون ہم سے

دور ہین،

شرح انوری[2] غالبًا اعظم گڈہ مین ہی، تلاش کرتا ہون، اگر یہان کتابون مین ہی

تو فورًا بھیجتا ہون، گو کمیاب چیز ہے،

ببیات چھپ رہی ہی، لیکن نام بدل دیا ہی یعنی "دستۂ گل" طیار ہونے پر بھیجدونگا

ایک دو غزل حال مین لکھین وہ بھی شامل ہین،

انشاء اللہ برسات بمبئی اور پونا مین ہوگی۔ والسلام

شبلی۔ ۴- اپریل ۱۹۰۸ء

(۴)

مکرمی!

تسلیم۔ آپکی محنت کی داد دیتا ہون، بیشک ترجمہ[3] مین اُردو کی غلطیان بہت ہین

ان کو صحیح کرکے ایک مختصر تمہید کے ساتھ جس مین آپ کو ملک سے روشناس

کراؤن گا۔ الندوہ مین شائع ہونے کو بھیجدونگا، مین آپ کے علمی مذاق کا نہایت

معترف ہون،

---

[1] ایک انگریز پروفیسر جس نے عرب کی ادبی تاریخ (لٹریری ہسٹری آف عربیا) لکھی ہی، [2] از ابوالحسن فراہانی قدیم ترین

و بہترین شرح انوری، اب دار المصنفین کے کتب خانہ مین ہے، [3] مسعود سعد سلمان پر ایک مضمون انگریزی

سے اُردو مین ترجمہ کیا تھا،

اس اثنا میں بہرہ ور عطیہ فیضی کے بہت سے خطوط آئے اور بعض میں علمی مضامین بھی تھے، ان ظالمون کی اردو نویسی پر مجھکو تعجب ہوتا ہے آپ کو شاید کبھی دکھلا سکون،

شعر العجم میں اب چار ناچار سعدی کو لینا پڑا، اور اب انہی کی لا الف زیر قلم ہی دستہ گل چھپ گیا، عنقریب بھیجون گا۔

شبلی

ندوہ۔ لکھنؤ۔ ۵ مئی ۱۹۰۸ء

(۵)

مجتبیٰ۔

بقیہ ترجمہ پہنچا۔ دونون حصّے آج ملا کر دیکھے، افسوس ہے کہ اشعار اسقدر بھر دئیے ہین کہ نثر بہت کم رہجاتی ہے اور عام پڑھنے والون کو دلچسپی نہین ہو سکتی سوچ رہا ہون کہ اسکو کیونکر کام مین لاؤن، اشعار چھانٹنے پڑینگے۔

وہ بات مین نے یونہی لکھ دی تھی لیکن واقعی حیرت کی بات ہے آپ جانتے ہین بمبئی مین کیسکو اردو سے مس نہین، عورتین جو کچھ سیکھتی ہین مردون سے سیکھتی ہین ان عورتون کو اردو دان کہان ملتے ہین، باوجود اسکے نہایت بے تکلف صحیح اردو لکھتی ہین لطف یہ کہ ان کے مردون کے خط آتے ہین وہ بالکل بمبئی کی خاص اردو ہوتی ہے۔ غالباً اسکی وجہ یہ ہوگی کہ یہ لوگ اردو لٹریچر کو اچھی طرح مطالعہ کرتے ہین

---

[۱] بمبئی کے مسلمان خاندان کی خاتونون کے نام مین [۲] مجھے مکتوب۔ [۳] مضمون کرینی [illegible]

مین چاہتا ہون کہ آپ کی غلطیان درست کر دیا کرون، آپ بُرا تو نہ مانینُ۔
شعر العجم مین اب سعدی زیر قلم ہین، ان کے متعلق مزید اطلاع آپ دیسکین
تو عنایت ہے۔

شبلی

۱۹ مئی ۱۹۰۸ع - ندوہ - لکھنو۔

(۶)

مجتبی۔

آپ کی مہمان نوازی کا مشکور ہون۔
مرزا صاحب کے نوٹ کا مجھکو حال معلوم نہین، ہوٹل والے سے دریافت کیجیے؛
مرزا صاحب نے تو مہمان نوازی مین کچھ کمی نہین کی تھی، یہ رقم کیون زبردستی اُن سے
اڑا لیگئی، خیر اسکو بھی میرے ہی نامۂ اعمال مین لکھیئے۔ واقعی افسوس ہے،
سند مرسلہ ایک قسم کی سند لگان ہے[1]۔ قول نامہ اسکو کہتے ہین، یہان بھی رواج
ہے۔ بیدل کی نسبت مین یون بھی رازدار تھا وہ خواہ مخواہ وہم مین پڑتے ہین۔

شبلی۔ ۲۵۔ جنوری ۱۹۰۹ع۔ حیدر آباد۔

---

[1] یہ سند ایک قول نامہ ہے جو تیموری صیغۂ مال کی ایک اصطلاح ہے، یہ سند ایک عالمگیری امیر کی ہے جو پونہ کے قریب کے ایک مندر کے گوسائین کو دی گئی تھی، سند کی اصل عبارت یہ ہے:۔

قول نامہ

... با ... گوسائین موضع چنچوڑ عملہ پرگنہ پونہ آنکہ درباب وخان حکمت نشان ناہرخان ظاہر نمود ندکہ قول می خواہد لہذا قلمی میگردد کہ بخاطر جمع بعملہ فعلہ خود در دیہ آباد باشند و در آبادانی کوشند انشاء اللہ تعالی او را بہیچ وجہ آسیب گزند نخواہد رسید دانچہ۔
درین باب قول است۔ تحریر فی تاریخ دوازدہم شہر ذیقعدہ سنہ ۲۶ مہر شہاب الدین خان مرید بادشاہ عالمگیر۔

مین بخیریت پہونچا۔

عالمگیری سند مین صرف اسقدر ہی کہ موضع چیچوڑ فلان گوسائین کا مسکن ہے کوئی اسکو نہ ستائے' اِس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ کوئی زمین اسکو عطا ہوئی تھی۔ کیا موضع مذکور مین اب بھی کوئی دیول ہی[۵] اور اُس کا پجاری کوئی گوسائین اُسی خاندان کا ہے۔

شبلی۔ حیدرآباد۔

(۸)

مکرمی۔

جملہ مستغفر اشاعرہ کا عقیدہ ہی اشاعرہ سُنی فرقہ کی ایک شاخ ہی لیکن اب تو تمام سنی اسی حماقت مین گرفتار ہین[۶] خیر اس فقرہ کو رہنے دیجیے کو میرے ذاتی عقیدہ کے خلاف ہے۔

شعر العجم سب سے پہلے آپ کے پاس پہونچے گی۔

---

[۵] [illegible]

[۶] [illegible] تھے۔

رسالہ جزیہ کے لیے میر ولایت حسین سنڈ ماسٹر کالج علی گڈھ کو لکھیئے۔

شبلی۔ ۷۔ فروری ۱۹۰۹ء حیدر آباد

(۹)

مکرمی۔

۱۔ تزک تیموری فارسی مین مشہور اور متداول کتاب ہی، مین نے تو علی گڈھ کالج مین قلمی نسخہ دیکھا تھا مین غالبًا چھپ بھی گئی ہی، تاجران بمبئی سے دریافت کیجئے

۲۔ بو علی شاہ قلندر کا تذکرہ عمومًا تذکرہ ہائے فارسی مین اور تذکرۂ اولیا مین ہے، مین اسوقت ندوہ سے دور ہون، ورنہ کتاب کا حوالہ لکھ بھیجتا۔ آپ کو نہ ملے تو پھر لکھیئے گا۔

۳۔ شعر العجم کا پہلا حصہ شاید دو تین ہفتہ مین شائع ہو۔

ہان عالمگیری مضامین کے ترجمہ کا کیا حال ہے۔

شبلی۔ شاہجہانپور۔ ۲۳۔ اپریل ۱۹۰۹ء

(۱۰)

مجبّی۔

عنایت نامہ پہونچا۔ جب کسی کتاب مطبوعۂ یورپ کا تذکرہ کیجئے تو اسکی قیمت بھی ضرور لکھا کیجئے کہ خود منگوا سکون۔

اسدی کے لغت کا کیا طرز ہی، صرف معنی پر اکتفا کرتا ہی یا سند بھی دیتا ہے۔

کیا برہان تاج وغیرہ سے کچھ زیادہ تفصیل یا جدت ہے۔ والسلام

شبلی۔ ندوہ۔ لکھنؤ۔ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۹ع

(۱۱)

یہان[1] بیڈھب پھنس گیا ہون دیکھیے کب چھوٹتا ہون۔

گوان[2] مسلمانون سے انگریزون نے نہین لیا ہے،

آپ کی فرمائش کے موافق سید سلیمان کو لکھتا ہون۔ الندوہ مین ان کے مضامین چھپا کرتے ہین۔ اگر وہ راضی ہو گئے تو اُن سے بہتر آدمی نہین مل سکتا۔

"خود کو"؛ "مصر کے مسلمانون نے کیون اسکو استعمال مین لایا" یہ سب غلط فقرے ہین جو آپ کے خط مین تھے۔ والسلام

شبلی۔ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۹ع

(۱۲)

جناب من۔

تسلیم۔ مدت کے بعد آپ کے درشن ہوئے۔ آپ لکھنؤ آنا چاہتے تھے لیکن افسوس ہے کہ مین اس زمانہ مین لکھنؤ نہ ہوتا۔ تاہم ممکن ہے کہ چند روز کے بعد وہان جاؤن۔ اگر ایسا ہوا تو آپ کو لکھونگا اور آپ تشریف لا سکتے ہین۔

---

[1] [illegible]

[2] یعنی سید[illegible] مین گوان یعنی جب فضیلت [illegible] ہوتی ہے [illegible] مین [illegible]

مضمون پہنچا، شکریہ - الندوہ مین چھپ سکے گا -
لیکن اگر اس مصنف کے اس مضمون کا پتہ لگتا تو بڑی بات تھی جسمین اس نے
مذہبی شاعری اور فلسفہ پر لکھا ہے[52] -

شبلی - الہ آباد - پتھر کی گلی - ۲۳ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ع -

(۱۳)

جناب من -
یہ آپ نے غضب کیا کہ مجھکو مدت تک منتظر رکھا، خط کی رسید تو بھیجدی ہوتی -
اسدی کی کتاب اللغۃ بہ قیمت مجھکو منگوا دیجیے - قیمت لکھیے تو بھیجدون -
شعر العجم حصہ چہارم کے متعلق مدد دینا یہ ہو کہ کسی نے انگریزی مین صوفیانہ، یا
رزمیہ، یا اخلاقی شاعری پر ریویو کیا ہو تو اُس کا ترجمہ بھیجدیجیے -
مین فروری اور مارچ مین مارا مارا پھرونگا اور اپریل مین غالباً بمبئی آؤن

شبلی

۳۱ - جنوری سنہ ۱۹۱۱ع - لکھنؤ -

---

[51] یعنی اس مختصر مضمون کا ترجمہ جو گارسن ڈی ٹاسی، ایک فرنچ مستشرق نے اپنی طرف سے پیرس مین شائع کردہ منطق الطیر کے فرنچ ترجمہ کے دیباچہ مین شیخ فریدالدین عطار کے لوح مزار کے متعلق لکھا ہو -

[52] اس مضمون کا موضوع مذہبی اور فلسفی فارسی شاعری ہو، اس مضمون کا پتہ لگایا گیا اور ایک نسخہ پیرس سے منگوا کر مولانا کی خدمت مین بھیجدیا گیا -

(۱۴)

مکرمی۔

عمر بھر مین کبھی آپ مجھکو اسقدر خوش کر سکے اور نہ کر سکینگے جسقدر لغۃ اسدی
کے بھیجنے سے لیکن فوراً قیمت لکھیئے ورنہ مسرت مین کمی ہو جائیگی۔ آپ پر بار ڈالنا
مقصود نہین بلکہ صرف آپکی سراغ رسانی کا احسان کافی ہے۔

بمبئی آنا چاہتا ہون۔ شرط یہ ہے کہ حسب خواہ کوئی کمرہ مع نمبر کرایہ کا ٹھہر جائے جسمین
پاخانہ کا تنہا بندوبست ہو اور ٹراموے کا غل نہ پہنچے۔

شبلی۔ ۱۴- فروری سنہ ۱۹۱۱ع

(۱۵)

جناب من۔

آپ شعر العجم دیکھ چکے جو باتین آپ ایسی پائین کہ شعر العجم پر اضافہ ہو سکتا ہو وہ مجھکو لکھ بھیجیے ...ان
رزمیہ یا اخلاقی شاعری انگریزی شاعری کا نمونہ چاہتا ہون کہ اسکو اپنے ہان کے مطابق کرکے
شاہنامہ کا فرنچ ترجمہ[۱] کہان مل سکے گا۔ پبلک لائبریری الہ آباد مین ہو تو منگوا لون
گزیدہ[۲] معمولی تاریخ ہے۔

شبلی۔ ۱۶- فروری سنہ ۱۹۱۱ع

---

[۱] موہل کا ترجمہ جو مع متن کے فرنچ گورنمنٹ نے نہایت آب و تاب و زرکثیر کے صرف سے ضخیم سات جلدون مین
چھپوایا ہے کل قیمت ۵۰۰ روپیہ سے کم نہین۔ [۲] حمد اللہ مستوفی قزوینی کی تاریخ۔

(۱۶)

مکرمی

خط پہنچا۔ میں اپریل میں وہان آنا چاہتا تھا لیکن آپ کہتے ہین کہ وہان طاعون ہے مئی کا مہینہ یہان رہنے کے قابل نہین ہوتا۔ اور کوئی جگہ نہ ہوگی تو مین کشمیر چلا جاؤنگا بہرحال جو ارادہ ہوگا اطلاع دونگا۔

بمبئی کی۔

شعر العجم کا چوتھا حصہ قریباً طیار ہے اسکا ترجمہ انگریزی مین ہو تو البتہ یورپ کو نظر آئے کہ کیا چیز ہے۔

شبلی۔ ۱۹۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(۱۷)

مکرمی۔

افسوس آپ نے بمبئی سے محروم رکھا اب کشمیر یا کلکتہ جہان جاؤنگا آپکو اطلاع دونگا سامی کمار[1] کو مین جانتا ہون۔ تصاویر وغیرہ کا بڑا ذخیرہ وہ لکھنؤ سے لے جاتے ہین میرے ایک دوست ہین ان سے اکثر چیزین لی ہین۔

تیمور[2] کی تصویر اسکے دشمنون نے بنائی ہے۔

[1] ڈاکٹر کمار سوامی ایک مشہور ہندو آرٹسٹ جو ہندوستان کے قدیم ہندی و اسلامی فنِ تصویر کا ماہر ہے مغل دور کے مصور کی بہت سی تصویرین اسکے پاس ہین۔ [2] تیمور کی ایک تصویر کمار سوامی کے پاس تھی جسمین تیمور ایک شکنجہ مین گرفتار ہے

باز بہادر کا تذکرہ ہے لیکن اسوقت مصنف کا نام یاد نہیں ڈھونڈھ دونگا۔

آج کل ندوہ کے جلسہ بانتظامیہ کی وجہ سے مطلق فرصت نہین خط بمشکل لکھا ہے۔

بنارس مین ایک کایستھ خاندان مین وہ تمام خطوط فارسی ہین جو وہین جو سیواجی نے مرزا راجہ جے سنگھ کو لکھے تھے جے سنگھ کے جوابات بھی ہین۔ مین نے کئی دن تک اُسکو دیکھا تھا لیکن اب وہ حیلہ کرتا ہے

باقی پھر

شبلی۔ ۱۳۔ اپریل ۱۹۱۱ء

(۱۰۹)

جناب من

السلام علیکم۔ سیرۃ نبوی جو زیر تصنیف ہے مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرت کے متعلق لکھا ہے اس سے پوری واقفیت حاصل کی جائے تاکہ

---

[۱] باز بہادر والی مالوہ اور اسکی رانی روپمتی فن موسیقی کے بڑے ماہر و قدردان گذرے ہین مغلونکی تیغ اور تنگی روزگار سے تنگ آکر دونون نے ارادہ کیا کہ مالوہ کو خیرباد کہین اور کسی دور دراز ملک مین قسمت آزمائی کرین چنانچہ ایک شب دونون گھوڑے پر سوار شہر سے باہر نکل آئے ایک پہاڑ کے دامن سے گذر ہوا عجیب منظر تھا نیم شب کا وقت دامن کوہ کی خاموشی تاریکی شب مین مشعل کی ہلکی روشنی گھوڑے شاہانہ لباس بہادرانہ روپ کو چمکا رہی تھی اس منظر کی تصویر ایک مغلیہ دور کے مصور نے نہایت عمدگی سے کھینچی ہے جو لندن مین تھی ڈاکٹر کما سوامی نے اسکا فوٹو لیا تھا اور شائع کرنا چاہتے تھے۔ مولانا باز بہادر و روپمتی کا مفصل حال مجھ سے دریافت کیا تھا۔ [۲] عالمگیری تاریخ کے متعلق ایک بڑا ماخذ خطوط کا ہے خود عالمگیر کے خطوط اسکے بعد دوسرے خطوط سیواجی مرہٹہ و راجہ جے سنگھ کے خطوط ان مین سے اکثر چیزین موجود ہین۔

ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجتِ اسلامی کے طور پر پیش کیئے جائین اور جہان انھون نے غلطیان اور بد دیانتیان کی ہین نہایت زور و قوت کے ساتھ انکی پردہ دری کی جائے۔

اس بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کیگئی ہین جو آنحضرت کے متعلق تصنیف ہوچکی ہین لیکن ان سب کا اُردو مین ترجمہ کرنا ناممکن ہی، اس لیئے یہ رائے قرار پائی ہی کہ جن صاحبونکو اس سے ذوق ہو ان کے پاس ایک کتاب بھیجدی جائے، وہ صاحب قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جائے، اس بنا پر آپ سے درخواست ہی کہ آپ بھی اس کام مین حصہ لینا پسند فرمائین گے۔

شبلی نعمانی۔ جون سنہ ۱۹۱۱ء

(۱۹)

مکرمی۔

آج مسٹر بوا[۱]، اڈیٹر اسلامک ورلڈ کا خط پھر آیا۔ زیب النساء کے متعلق آپ جواب

---

[۱] ایک فرنچ مستشرق ہین اور ایک فرنچ رسالہ ہین جسکا مقصد تمام اسلامی دُنیا کا ریویو ہی، عمدہ مضامین لکھا کرتے ہین، زیب النساء کے متعلق ایک مضمون لکھنا چاہتے تھے کہ ایک ہندوستانی مسلمان بیگم صاحبہ سے ملاقات ہوئی، اثنائے گفتگو مین معلوم ہوا کہ مولانا نے زیب النساء کے صحیح حالات لکھے ہین مسٹر بوا نے فوراً ایک خط عربی زبان مین لکھا اور مولانا سے ان حالات کی استدعا کی۔ چونکہ یہ اُردو مین تھے اور رسالہ الندوہ مین شائع ہوچکے تھے، مولانا چاہتے تھے کہ کم سے کم انکا انتخاب انگریزی مین روانہ کیا جائے، چنانچہ مکتوب الیہ نے انتخاب مسٹر بوا کو روانہ کیا۔

تیار کرا بھیجیے۔

مولوی سید علی کا مضمون متعلق کلیلہ دمنہ کالج بک ڈپو علی گڈھ سے مل سکتا ہے۔

ابھی تک آپ کی مرسلہ کتاب متعلق شاہنامہ نہین آئی۔

شبلی۔ ۱۴۔ جون ۱۹۱۱ء بمبئی۔

(۲۰)

اے وقت تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی۔ کتابین یا انتخابات تو جب آئین گے آئین گے لیکن خوش تو مین ابھی ہو لیا اور کئی دن تک کے لیے یہ سامان کافی ہوگا۔ واقعی مجھ کو ان علمی ذخیرون کے پتہ سے بھی خوشی ہوتی ہے۔

مسیو ہوا کو مین نے بھی بمبئی سے خط لکھا تھا لیکن رسید نہین آئی۔

لڑکے کے انتقال کا افسوس ہے۔

شعر العجم سے انشاء اللہ جلد فارغ ہوتا ہون۔

شبلی۔ ۲۲۔ اگست ۱۱ء لکھنؤ۔

۲۱

آپ کی عنایتون کی بارش برابر جاری ہے۔ شاہنامہ کا نسخہ [illegible] مین [illegible] آپ کیونکر کام لیتے ہین۔ انگریزی کتاب بھیج کیا۔ اس کتاب کے علاوہ [illegible] آپ پروفیسر نے [illegible] کے [illegible] لکھی ہے۔

شبلی۔ ۱۱ ستمبر ۱۱ء۔ لکھنؤ۔

لے [illegible] شیخ عبدالقادر [illegible]

(۲۲)

تسلیم۔ مدت سے آپ نے یاد نہین کیا۔ خیام کا جبر و مقالہ مجھکو ہاتھ[1] آگیا۔ اس لیے اب آپ کا نسخہ واپس کر دیتا ہون۔ جواب خط کا انتظار ہی۔ لیکن لغات اسدی اسوقت تک نہ دونگا جبتک آپ دوسرا نسخہ منگوا دینگے۔

آپ نے یہان آنے کا وعدہ تو خوب پورا کیا۔

شعر العجم جلد ۴ اس مہینہ مین نکل جائیگی۔

شبلی۔ ۱۳۔ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

(۲۳)

مکرمی۔

خط پہنچا۔ جبر و مقالہ[2] آج یا کل رجسٹرڈ بھیجدونگا،

نظامی کے متعلق مونوگراف[3] کا ترجمہ آپ بھیجدین تو مین اس سے کام لونگا۔

چوتھی جلد کے بھی دو حصے کرنے پڑے پہلا حصہ ایک دو ہفتہ مین نکل جائیگا۔ یہ حصہ انگریزی مین ترجمہ ہوا تو البتہ یورپ والون سے داد مل سکتی ہے۔

شبلی ۲۶۔ فروری سنہ ۱۹۱۲ء

(۲۴)

تسلیم۔ اپریل مین تو یہان میرا رہنا مشکل ہی۔ بمبئی، یا کلکتہ جاؤنگا۔ ۸۔ اپریل تک

[1] مولانا نے اسپر ایک مختصر ریویو الندوہ نمبر ۱ ج ۹ مین لکھا ہی۔ [2] یعنی خیام کا رسالہ جبر و مقالہ [3] یعنی ڈاکٹر باخر کا مونوگراف،

یہان سالانہ جلسے مین اسوقت تک رہنا البتہ ضروری ہی۔ ندوہ کے سالانہ جلسہ کی شرکت کیلیئے مصر کے نامور عالم سید رشید رضا مصر سے چل چکے اور ۲۲۔ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کو بمبئی پہنچ جائینگے ممکن ہو تو آپ بھی ان کا استقبال بندرگاہ پر کیجیے۔

ابھی ماہوار رقم سیرۃ نبوی نہ روانہ کیجیے گا۔ مین اسکے لیئے بہت متردد ہون۔

ہان سوانح نبوی کے متعلق جو لٹریچر انگریزی مین ہو وہ جمع فرمائیے۔

شعر العجم جلد چار چھپ گئی۔ صرف فہرست مضامین باقی ہو لیکن بہت غلط چھپی ہی

شبلی۔ ۱۸۔ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء۔

(۲۵)

مین انشاء اللہ کل کلکتہ روانہ ہونگا اور سید سلیمان آج مدراس جائینگے۔ ۵۔ اگست کو ڈھاکہ مین کمیٹی ہی جسکی شرکت کے لیئے جا رہا ہون۔

سیرۃ نبوی کے متعلق آپکی قلمی امداد کا امیدوار ہون۔

شبلی۔ ۲۵۔ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

(۲۶)

مکرمی۔

تسلیم، عنایت نامہ متعلق کتبہ پہنچا۔ تکلیف فرمائی کا بہت ممنون ہون۔ براہ کرم ہی

[illegible] ۔ سنہ ۲۴ متعلق [illegible] ۔ سنہ ۲۵ [illegible] نام [illegible] مین غلط ہی

ایک مقام کا نام آیا ہو۔ تحقیق طلب [illegible]

کتاب سے فاران کے متعلق جو تحقیق ہو لکھ بھیجئے۔ اسکی اسوقت بہت ضرورت ہے۔

پونا آنا رہ جاتا ہی لیکن اکتوبر مین آپ ضرور میرے پاس رہیئے مین کہین رہون۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۸ ستمبر ۱۹۱۳ء

(۲۷)

مکرمی۔

والانامہ پہنچا۔ مشکور ہون۔

کتاب[1] لے لی قیمت بھیجدونگا۔ لیکن پڑھوا کر سنا نہایت جاہلانہ اور متعصبانہ کتاب ہے

نہایت عامیانہ معلومات پر آنحضرتؐ کو ہر جگہ مکار و فریبی لکھا ہی۔

سیدسلیمان کو سردست تین چار مہینہ کے لئے تو مین خود چاہتا تھا[2] لیکن آپ فرمائینگے

تو مین انکو بھیجدونگا لیکن حقیقت یہ ہی کہ خالص فارسی دانی مین **عبدالسلام**[3] کو ان پر ترجیح ہی۔

بہرحال آپ جو فرمائینگے مجکو انکار نہ ہوگا لیکن ان لوگون کے پاس سند نہین، اسلئے

تقرری دشوار ہی۔ انگریز صرف سند دیکھتے ہین۔

شبلی۔ حیدرآباد۔ ۲۲۔ نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۸)

جناب من۔

تسلیم۔ مین اس سے پہلے خط مین لکھ چکا ہون کہ **سید سلیمان** کسقدر انگریزی جانتے ہین

---

[1] انگریزی کتاب بہ تحقیق اسلام [2] سیرت کے لیے ...... [3] دکن کالج کی اسسٹنٹ پروفیسری

بولنے کے لیئے نہین بلکہ مطالعہ کے لیئے۔

اگر ان کا تقرر منظور ہو جائے تو تاکید کیجیئے کہ دو تین مہینے کے بعد انسے کام لیا جائے اسوقت مجھکو ان سے بہت کام ہے۔ بہر حال آپ کی سفارش پہلے منظور تو ہو جائے۔

شبلی۔ ۲۲ - نومبر سنہ ۱۹۱۲ء

(۲۹)

مکرمی۔

تسلیم۔ آپ کا خط کل ملا۔ مین سفر مین تھا۔ اسلیئے ملتوی رہا۔ بے شبہ سید سلیمان کی کامیابی حیرت انگیز ہے۔ لیکن اصلی حیرت انگیز آپکا زور اثر ہے۔ بہر حال ایک قابل شخص کی قدردانی منتج نتائج مفیدہ ہوگی۔

سید سلیمان اسقدر قانع شخص ہین کہ اس عہدہ کے قبول کرنے پر راضی نہین ہوتے تھے اور متعدد دفعہ مجھکو سمجھانا پڑا بلکہ گویا مین نے انکو مجبور کیا وہ چاہتے تھے کہ آزادانہ علمی اشغال مین مشغول رہین۔ بہر حال وہ روانہ ہو چکے تھے کہ آپ کا خط ملا۔ راہ مین آگرہ کانفرنس دیکھتے جائینگے۔

کتب مطلوبہ میرے ہان ایک بھی نہین۔ آپ عبد الحق خان کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد کو طلب فرمائین۔ مین آگرہ نہ جا سکا بیمار ہو گیا۔

جرمن کتاب خطوط ناتیین کا بہت متشکر ہون۔ جغرافیہ کا شکریہ۔

شبلی۔ لکھنؤ۔ ۲۸ - دسمبر سنہ ۱۲ء

[illegible]

مکرمی۔

آپ نے لکھی تھا کہ حیدرآباد نے تین کتابین واپس مانگی ہین اور خط بعینہٖ بھیجدیا تھا

مین نے آپ کو لکھا کہ فارسٹر کی صرف ایک جلد یہان ہی۔ دوسری جلد آپ دے آئے

ہونگے اسیطرح ولسٹیڈ یہان نہین ہی۔ آپ نے کچھ جواب نہین لکھا جلد مطلع فرمائیے۔

سید سلیمان سے کہئیے کہ احتمال ہی مین گرمیون مین کلکتہ رہون،

آجکل تو الہ آباد کی آب وہوا میرے لیئے نہایت صحت بخش ہے۔

سیرت کی کاپیان لکھوا رہا ہون۔ خوشنویس مستقل نوکر رکھ لیا ہی۔ گو دیر نویس ہین،

الہلال مین بھی جو صفحہ نمونہ کے لئے چھپوایا۔ لیکن عام لوگ متفق نہین۔

شبلی۔ ۱۵۔ مارچ ۱۹۱۴ء۔ الہ آباد۔

(۱۱) منشی محمد امین[1] صاحب کے نام

(۱)

محبی۔

سلام شوق، خط پہنچا جس شخص کی نسبت مین نے لکھا وہ سال حال کے فارغ التحصیل

---

[1] مہتمم صیغہ تاریخ ریاست بھوپال منشی صاحب موصوف کو مولانا سے نہایت عقیدت تھی ریاست کی تمام تصنیفات مین وہ مولانا ہی سے مشورہ لیتے تھے ہر ہائنس بیگم صاحبہ اقبالہا، اور مولانا کے درمیان بھی سفیر تھے ندوہ اور سیرت کی کامیابیان بلکہ علیگڈھ کی بھی انہین کے توسط سے تھین،

ہیں، اور حکیم عبدالولی سے مطب کیا ہے، اسلیئے ان کی عزت سب کی نظر سے گئی۔

ہاں میں نے سنا تھا کہ سرکار عالیہ ڈاکٹر عبدالرحمن کی بجائے کسی اور کی تجویز میں ہیں ڈاکٹر بدرالدین لقمانی، داماد بدرالدین طیب جی کیلیئے خیال ظاہر کیا تھا، اگر یہ صحیح ہے تو بہت اچھی بات ہے، ڈاکٹر موصوف بہت حاذق ہیں، اور بمبئی کی دو ماہہ اقامت میں انکا پورا تجربہ مجھکو ہوا۔

آپ خوش ہونگے کہ گورنمنٹ نے بھی اب ندوہ کو عنایت کی نگاہوں سے دیکھنا چاہا، ڈائرکٹر تعلیمات نے ہمسے پوچھا کہ آپ ہم سے کچھ مدد لینا پسند کرتے ہیں، ہمنے زور کے ساتھ ایڈ کی خواہش کی ہے اور کامیابی کی امید ہے۔

اور بھی دلخوش خبریں ہیں، انشاء اللہ بھیجتے رہینگے۔ والسلام

شبلی ۵ - مارچ ۱۹۰۹ء

(۲)

محبتی

السلام علیکم، عنایت نامہ پہنچا، حضور عالیہ کے ارشاد کی تعمیل کے موافق عرض ہے کہ پردہ کے متعلق میرا ایک مضمون الندوہ میں چھپ چکا ہے جو صرف مذہبی حیثیت سے ہے اور اس مسئلہ کا قطعی فیصلہ ہے جس کے بعد ایک حرف نہیں لکھا جا سکتا، باقی تعلیم کے متعلق مصر میں جو دو رسالے لکھے گئے ہیں یعنی تحریر المرأۃ والمرأۃ الجدیدہ وہ نہایت آزادی

[illegible]

اور ق بیت سے لکھے گئے، تحریر المرئۃ کا جواب المرئۃ المسلمہ بھی غایت عالمانہ اور فلسفیانہ طریقہ سے لکھا گیا۔ اردو مین جو رسالہ لکھے گئے مثلاً حقوق نسوان وغیرہ وہ عامیانہ رسالے ہین قدیم اخلاق کی کتابون مین مثلاً اخلاق جلالی اور احیاء العلوم مین بھی عورتون کی تعلیم و تربیت کے متعلق جستہ جستہ باتین ہین۔ والسّلام

شبلی۔ ۱۔ جون ۱۹۰۸ء

(۳)

مجتبی۔

عنایت نامہ پہنچا، مین سرکاری کام سے حیدر آباد آیا ہون اور غالباً دو ہفتہ تک یہان قیام ہوگا، آپنے کسی امر کے متعلق "مفصل حالات" لکھنے کیلئے لکھا ہی آپ کو معلوم ہی کہ ندوہ کی مستقل آمدنی ابھی تک صرف (۲۰۰) ماہوار ہے، گورنمنٹ نے (۵۰۰) ماہ دئیے اسلیئے اب خالص مذہبی علوم کا ضیعہ اسکے مقابلہ مین بہت کم وقعت رہجاتا ہی، ضرور ہی کہ خود ندوہ کی آمدنی مین اضافہ ہو، ریاست حیدر آباد سے (۵۰۰) ماہ کا وعدہ ہو چکا تھا، لیکن اِس حالت مین کہ ریاست پر کئی کروڑ کا بار پڑگیا، جو کئی سال تک قائم رہیگا۔ زبان نہین کھل سکتی۔

ربیع الاول کی دعوت مین مین آسکتا ہون، لیکن مولود کا بیان مین اچھا کیونکر کرسکونگا، میری تقریر لکچر ہوتی ہی، نہ وعظ،

سفرنامہ سامنے ہو تو تقریظ لکھ سکون، غائبانہ شطرنج کھیلنا ہر شخص کا کام نہین۔

والسّلام۔ شبلی، حیدر آباد۔ ۷۔ فروری ۱۹۰۹ء

(۹)

مجتبیٰ۔

یہ خط درحقیقت مجھکو جناب منشی منصب علی صاحب[۱] کے نام لکھنا تھا، لیکن اس وجہ سے کہ جناب موصوف کو فرصت کم ہوتی ہو اور ممکن ہو کہ جواب مین دیر ہو، اسلیئے آپ کو لکھتا ہون کہ یہ خط دکھلا کر ان سے جو کچھ جواب حاصل ہو فوراً مجھکو لکھیئے۔

آپکو معلوم ہو کہ مولوی عزیز مرزا صاحب بی اے حیدر آباد سے نکلے تو انکے قدر دان بھی زد مین آئے، انمین مولوی عبدالحلیم شرر بھی ہین، یہ بھی آپ جانتے ہین کہ مولوی صاحب موصوف عربی اُردو کے کیسے ماہر اور ساتھ ہی انگریزی دان بھی ہین، انکی قابلیت کے آدمی کم ہاتھ آسکتے ہین، اگر وہ محکمہ تعلیمات مین لے لیئے جائین تو بہت مفید ہوگا، اس کے علاوہ حیدر آباد مین علوم مشرقیہ کی جو یونیورسٹی قائم ہوئی جس مین انگریزی تعلیم بھی لازمی قرار دیگئی، اس کے نصاب اور سکیم کی طیاری مین مولوی صاحب کا بڑا حصہ ہو اور کئی برس انکو عملی تجربہ ہو چکا ہو، اسلیئے انکی لیاقتون سے کام لینا ریاست کیلیئے قطعاً مفید ہوگا، نیز انشا پردازی اور تصنیف کے کامون مین انسے بہت مدد ملیگی، اسلیئے ریاست کو انکو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے، اگر ان کو روک نہ لیا جائے تو ممکن ہو کہ وہ ریاست رامپور وغیرہ مین پہنچ جائین، بہرحال جواب جلد عنایت فرمائیے۔

شبلی۔ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء

---

[۱] فنانشل سکریٹری ریاست بھوپال

(۵)

مجتبیٰ

سلام علیکم ۔ استانی کسی طرح جانا نہین چاہتی، اسوقت جہان ہی اُنسے معلوم ہوا کہ اسکو اپنی لیاقت پر اعتماد نہین، اسکے خاندان والے بھی دور مقام مین جانے کیلئے راضی نہین، مین سخت مجبور ہون اور نادم بھی۔

ندوہ کا سالانہ جلسہ دلی مین قرار پایا، حکیم اجمل خان اور دیگر اکابر دہلی نے دعوت دی، جلسہ بڑے پیمانہ پر ہوگا، مصارف کا تخمینہ تین ہزار ہی جس سے ہمکو بہت زیادہ پہنچانا ہوگا، کیونکہ دلی والے ابھی مسلم لیگ کے جلسہ کیلئے ۶ ہزار دیچکے ہین،

ممبری کا ٹکٹ پانچ روپیہ ہی، چند ٹکٹ آپکے پاس بھی بھیجونگا، آپ آئین، اور بہتر ہوتا کہ ریاست کیطرف سے رہین، حیدر آباد سے ہمیشہ ریاست کیطرف سے ڈیلیگیٹ آیا کرتے تھے، ہندو وزارت کے عہد سے بند ہوگیا، تاہم اور ریاستون کی طرف سے آتے رہے۔

حضور سرکار عالیہ کے شکریہ کا رزولیوشن بھی جلسہ مین پیش ہوگا، والسلام

شبلی۔ ۱۹۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ع

(۶)

مجتبیٰ۔

کیا خدانخواستہ حضور عالیہ کا یہ خیال ہی کہ مین حضور ممدوحہ کے ارشاد مین کسی قسم کی کوتاہی کرونگا، میرا رونگٹا رونگٹا حضور عالیہ کا فدائی ہی، کوئی کام میرے

کرنے کا ہو اور حضور عالیہ حکم فرما کر دیتے ہیں،

اُستانی کمبخت کسی طرح آمادہ نہیں ہوتی، گھر سے کبھی نکلی نہیں، ملازمت کی نہیں، گھر والے راضی نہیں، آج انتہا کی حد تک اسکو لکھتا ہوں، نہ مانے تو اُسے خدا سمجھے، دلّی آپ ضرور آئیگا۔

شبلی، ندوہ۔ ۲۳۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ع

(۷)

مجبّی۔

سچ پوچھیے تو

ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

واقعہ یہ ہے کہ علی گڈھ اور ندوہ کو ریاست سے جو فوائد پہنچ رہے ہیں اُسکی سنگ بنیاد آپ ہیں، فجزاک اللہ خیرا۔

ریاست کے عطیہ کی درخواست تو کی لیکن اب قبول کرتے ایک بار محسوس کرتا ہوں

میں آج کانپور روانہ ہوتا ہوں، مسلمانوں پر آریہ جو جال ڈال رہے ہیں وہ سخت خطرناک درجہ تک پہنچگیا ہے، اس غرض سے تمام اضلاع میں دفاعی انجمنیں اور دیہات میں مکاتب قائم کرنا مقصود ہے لیکن چونکہ گرمی سخت ہو رہی ہے اسلئے یہ دورہ مختصر ہوگا اسی طرف سے بھوپال آونگا، پھر بنگلور یا بمبئی جاونگا، کتابیں ساتھ نہیں جا سکتیں نہ اسٹاف ساتھ جا سکتا ہے، اسلئے سیرۃ نبوی کا کام باضابطہ [illegible]

یہ کام کسی طرح دو برس مین انجام نہین پاسکتا، اُسپر مستزاد یہ ہی کہ ایک آنکھ مین پانی اتر رہا ہی، اسلیئے جلدی بھی کرتا ہون کہ کچھ کرلون ورنہ جسقدر مین کرسکتا ہون اتنا کرنے والا بھی نظر نہین آتا کتابونکی فہرست طیار ہورہی ہی، بہت سی کتابین تو خود ندوہ مین موجود ہین زائد جو مطلوب ہین انکو منگوانا ہی اشاعت کی فکر نہ کیجیئے مین خود کرسکتا ہون،

شبلی۔ ۱۷- اپریل سنہ ۱۹۱۲ء

(۸)

مجتبی۔

نہین قرآن مجید مین متعہ کے جواز کی کوئی آیت نہین، البتہ جنگ خیبر مین عارضی طور سے آنحضرت صلعم نے اسکو جائز کردیا تھا اور پھر حرام کردیا گیا، متعہ کا جواز زنا سے کچھ ہی کم درجہ پر ہی، ازواج کا مقصود زوجین کا ابدی تعلق ہی نہ فوری اور وقتی۔

دوازدہ امام نے ہملوگونکی روایت کے موافق کبھی متعہ کو جائز نہین کہا۔

سرکار عالیہ منظور فرمائین یا نہ فرمائین لیکن ہم لوگونکا تو فرض ہی کہ ہم درخواست کرین، اسلیئے یہی رائے قرار پائی ہی کہ براہِ راست سرکار عالیہ کے نام بھیجی جائے کہ لکھنؤ بھی تشریف لائین اور بورڈنگ کی بنیاد رکھین، آپ کی کیا رائے ہے،

ہان مدرسہ ..... نے ندوہ کو نقصان پہنچانا چاہا، پریسیڈنٹ بھاولپور سے یہ کہلوایا کہ مین نے مغالطہ سے عمارت کیلیئے روپیہ دلوایا، لیکن حکیم اجمل خانصاحب نے خاص جلسہ کرکے انکے شکوک رفع کردیئے۔

ایک پرچہ . . . . . نام وہاں سے نکلنا شروع ہوا ہے جو انجمن ندوہ کی جیب پر ہے آفتاب احمد خان صاحب نے درخواست کی تھی کہ دیوبند کے طلبہ ہمکو ملین تو ہم انکو انگریزی پڑہا دین لیکن ان لوگون نے انکار کیا اور چند علماء ناراض ہوکر جلسہ سے اٹھ گئے کہ ریش تراشیدہ اور نیچری کو بولنے کیون دیا۔ خیر ہمکو اپنا کام کرنا چاہیئے۔ مخالفت تو ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے۔

شبلی۔ ندوہ۔ ۲ مئی ۱۹۱۰ء

(۹)

مجبی۔

مین نے خط اس لئے نہین لکھا کہ آپنے تار پر جواب مانگا تھا، تار دیا گیا اور یقین ہوا کہ آپ فوراً علی گڈھ روانہ ہونگے۔ اب آپ نہ آئیے مین خود آتا ہون، گرمی بہت سخت ہے، میرا ارادہ ہے کہ مستقل بمبئی مین قیام کرکے سیرت کو ختم کردون۔ یہان روز ایک قصہ ہوتا ہے اور اطمینان نصیب نہین ہوتا۔ اسٹاف ساتھ لیجاؤنگا۔ سید سلیمان ساتھ رہین گے خوشنویس اور انگریزی مترجم وغیرہ بھی۔

جناب کرنل[1] صاحب کا شکریہ وہین آکر عرض کرون گا۔ لیکن کتاب[1] کا پہلا اڈیشن میری ملک ہوگا، پھر وقف، لیکن ندوہ یا اشاعت اسلام پر اور کوئی مصرف مین نہین قبول کرسکتا۔

[1] کرنل سید عبدالمجید [illegible] سیرۃ نبوی

ماہوار کے جاری ہونے پر یہاں سے روانگی موقوف ہے تاکہ اسٹاف کے لوگون کو

کافی اطمینان ہوجائے۔

ماہواری چندے اور یکمشت رقمین بہت سی آئین مین نے سب واپس کردین،

لوگونکو شکایت ہے کہ اس سعادت مین ہمکو کیون موقع نہین دیا جاسکتا۔

شبلی، ۱۰-مئی ۱۹۱۲ء

(۱۰)

مجتبی۔

سلام مسنون، ماہوار کا روپیہ ابتک نہین آیا سخت ہرج ہے، کتابونکی رقم آئی لیکن

ابھی صرف آدھے نوٹ آئے اسلیئے کام اس سے بھی نہین لیا گیا، انگریزی گریجویٹ کو اسلیئے

ابتک نہین بلا سکا کہ ان کا خرچ راہ نہ بھیج سکا، عجب لوگ ہین بے فائدہ اطلاع دیتے ہین کہ

منی آرڈر روانہ ہوچکا۔

ابھی تک مین نے لائف کا کچھ کام نہین کیا، طبیعت مطمئن نہین لیکن اب کل

شروع کرونگا، آجکل یہان پیر صاحب بغدادی کا بڑا ہنگامہ ہے، انکی روشنی اور جلوس پر

۷۵ ہزار روپیہ ایک شب مین صرف ہوا، کل اجمیر جائینگے، سرکار عالیہ نے اُن کو جو رقم

دو ہزار کی بھیجی، میرے سامنے پہنچی تھی، گو وہ یہان کے خدا ہین لیکن مجھ سے پوری ایک گھنٹہ

تک خلوت رہی، اتنی دیر تک اُنھون نے کسی کو آنے نہ دیا، ورنہ روزانہ صبح سے شام تک

ہزارون کا مجمع رہتا ہے، مین نے مفید مشورے دیئے اور اُنھون نے قبول کیئے، غالباً

کوئی مفید نتیجہ نکلے۔ قریباً مہینے تک قیام رہیگا جو بجے جاتین گے۔

اگر وہان کتبخانہ مین تفسیر فتح البیان مع تفسیر ابن کثیر موجود ہو تو ضرور لیتے آیے گا۔ یہان نہین ہے اور مین ساتھ نہین لایا۔ سید سلیمان آگئے۔ آج خط آیا کہ بمبیٔ کرایک نوٹ بھیجے ہین دریافت کرتا ہون، اب تک تو کوئی چیز نہین پہنچی، کرنل صاحب کو خط لکھ دیا۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۱۲- جون ۱۹۱۲ء

(۱۱)

مجتبیٰ۔

مین آپکے کام کیلئے ہر وقت حاضر ہون، کتب مذکورہ مین سے کتب ذیل مفید اور کارآمد ہین[1]۔

اصابہ جلد اخیر، ابن خلکان، نفح الطیب، عقد الفرید۔

باقی کتابین فضول یا بہت کم کارآمد ہو سکتی ہین، ایک کتاب حال مین مصر مین لکھی گئی ہے اسوقت اس کا پورا نام یاد نہین، لکھنؤ پہنچکر لکھ بھیجونگا، وہ بہت ضخیم ہے اور بہت استقصا کیا ہے۔

ایک کتاب بلاغۃ النساء نہایت قدیم تصنیف ہے اس مین صرف مشہور خاتونان عرب کے لکچر جمع کئے ہین۔

ترتیب وغیرہ کیلئے آپ سے ملنا ضرور ہے، اسکے علاوہ بغیر ایک اچھے عربی دان کے مدد...

---

[1] عورتون کے [illegible]

کام نہ چلے گا۔ اگر عبدالسلام (سابق اڈیٹر الندوہ) کو آپ کچھ مدت کیلئے بلا سکین تو پورا کام چل جائیگا۔ وہ وسیع النظر ہین اور استخراج کا پورا ملکہ ہے، وہ غالباً ۵۰ پر وہان چلے جائینگے بشرطیکہ مکان مفت کا ہو اور کھانا پکوانے کیلئے باورچی نہ رکھنا پڑے۔

عورتونکے متعلق نہایت عمدہ کتاب لکھی جا سکتی ہے، لیکن ان معمولی لوگونکا کام نہین،

ع نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

شبلی۔ بمبئی۔ ۸ ستمبر ۱۹۱۲ء

(۱۲)

مجبی۔

ریویو ناقدانہ تھا، ڈر تھا کہ ناپسند نہ ہو، مشکور ہون کہ آپ نے پسند کیا، سیرت کے سو صفحے ہو چکے تھے لیکن نظر ثانی مین پھر کچھ کا کچھ ہو گیا، یورپ کی غلط بیانیون کا ایک قہر ہے انکے ایک ایک حرف کیلئے سیکڑون ورق اُلٹنے پڑتے ہین، یہ کمبخت لکھتے تو جھوٹ ہین لیکن بے پتہ نہین لکھتے، یہان ہماری سیرت نگارون نے خود بہت بے احتیاطیان کین،

مین جانتا ہون کہ کام دو برس مین نہ ہوگا، یہ بھی احتمال ہے کہ سرکار بھوپال رقم بند کر دین، لیکن اب روپیہ کا نہین بلکہ میری جان کا معاملہ ہے، ہر حالت مین مین کام جاری رکھونگا اور اگر مر نہ گیا اور ایک آنکھ بھی سلامت رہی تو انشاء اللہ دُنیا کو ایسی کتاب دیجاؤنگا جسکی توقع کئی سو برس تک نہین ہو سکتی،

والسلام

شبلی۔ ۲۔ نومبر ۱۹۱۲ء

(١٣)

مجتبیٰ۔

تسلیم۔ افسوس مین سخت بیمار ہو جانے کی وجہ سے آگرہ نہ آسکا، لکچر تیار تھا اور کچھ اشعار بھی،

نالۂ شبلی دیکھا، اشعار غلط چھپے مین نے انکو لکھا تھا کہ پروف بھیج دیجیئے گا مین تصحیح کر دونگا، لیکن اُنھون نے جواب تک نہ دیا،

بہرحال آپ اگر سیاسیات نظمین بھی چھاپنا چاہتے ہین تو ضرور ہی کہ میرے تینون آرٹکل پولٹیکل کروٹ والے بھی شامل کیجیئے، اس نظم کی وہ نثر شرح ہی، کچھ دیباچہ بھی ہونا چاہیئے وہ مین لکھ دونگا،

اتنے ہی دنون مین ندوہ کی یہ حالت پہنچی کہ گورنمنٹ نے انسپکٹر بھیجا اور اُسنے چھ صفحونکی سخت رپورٹ لکھی اور یہ الفاظ لکھے کہ ایسی ردی حالت کے ساتھ اعانت سرکاری دیر تک جاری نہین رہ سکتی لیکن، یہان کے خودغرضون کا یہ حال ہی کہ جب تک ندوہ کو پورا برباد نہ کرلین گے چھوڑنا نہین چاہتے۔ انسپکٹر نے جواب جلد طلب کیا ہی لیکن ایک مہینہ گذرنے پر بھی اب تک جواب نہین گیا۔

بڑی بات یہ ہی کہ بورڈنگ کو اس نے لکھا ہی کہ خرگوش خانہ ہی، لیکن خرگوشخانہ

---

۵۲ [illegible]

۵۳ [illegible]

کے بدلنے کیلئے پچاس ساٹھ ہزار روپیہ درکار ہے' یہان یہ لوگ ایک حبہ بھی آج تک نہ جمع کر سکے'
نہ کر سکینگے' لطف یہ کہ مولوی خلیل الرحمن موجودہ مدعی نظامت خود لکھپتی ہین لیکن آجتک
۲۵ برس مین اُنسے ایک پیسہ بھی چندہ ندوہ کو نہین ملا۔ خیر یہ بڑی داستان ہے'

ع غم حسنین پایانے ندارد

ہان عربی مطبوعات نادرہ یورپ وغیرہ کا ایک عمدہ ذخیرہ معرض فروخت مین ہے'
دو ہزار مین ہات آجائیگا۔ نواب زادہ[1] صاحب کو مطلع کیجیے' مین فہرست بھیجدونگا' ہاں وزیر صاحب
سے جانچ کرالین کہ گران نہین ہے'

شبلی۔ ۵۔ جنوری ۱۹۱۳ء

(۱۴)

مجبی۔
ہان اِس کتاب کا نام جسمین تمام عورتونکا تذکرہ ہے' الدر المنثور فی ربات الخدور ہے
اسمین تمام قومونکی عورتونکے حالات ہین' ایک حال کے مصنف مصر کی تصنیف ہے' یہان ملتی ہے
مین تو کیا لکھ سکنے کے قابل ہون' مولوی عبد السلام کو تاکید کرتا ہون' مین تو خط
لکھنے کے قابل نہین' صرف صبح کے وقت جسطرح ہو سکتا ہے' سیرت لکھ لیتا ہون'
مولوی عبد السلام سے مضمون لکھوانا ہے تو انکو الدر المنثور مہیا کر دیجیے۔ مولوی
عبد السلام حضور سرکار عالیہ کی کتاب پر ریویو لکھ رہے ہین' کیا ظل السلطان مین بھیجدین'
شبلی۔ ۶۔ جون ۱۹۱۳ء

[1] نواب حمید اللہ خان صاحبزادہ بھوپال

(۱۵)

جناب مکرم!

تسلیم۔ والا نامہ ورود فرما ہوا۔ **جامع ازہر** کا نصاب آپ شیخ سلیم البشری شیخ الجامع الازہر قاہرہ سے طلب فرمائیں میں بھی لکھ سکتا ہوں لیکن ریاست کی تحریک زیادہ خیال کرینگے۔ ورنہ مجھکو تحریر فرمائیگا کہ میں خود لکھدونگا۔

میرے خلاف چند خود غرضوں نے ندوہ کے معاملہ میں جو طوفان مچایا آپ نے سنا ہی ہوگا۔ لطف یہ کہ شرکت سب نے کی اور اب سب الگ ہیں اور لطف یہ کہ گورنمنٹ افسروں سے گورنمنٹ ہی کا پہلو ظاہر کرتے ہیں اور سرخرو بنتے ہیں۔ مولوی عبدالکریم[۱] کی چندروزہ معطلی جو میں نے کی اسکو زبردستی کرکے منسوخ کرایا پھر ...... وغیرہ چپکے چپکے خود کمشنر صاحب کے پاس گئے اور انکی مرضی لیکر مخفی خطوط ارکان کے نام جاری کیے اور چھ مہینہ کیلئے مولوی صاحب کو معطل کرایا اور پبلک کو یہ دھوکا دیتے ہیں کہ ہمکو انکی معطلی سے واسطہ نہیں۔ شبلی نے کیا جو کچھ کیا۔ میرے پاس تمام قلمی اور مطبوعہ کاغذات ہیں۔ موقع ہوا تو دکھاؤنگا۔

ہز آنر نے جو خط بھیجا اس میں لکھا ہے کہ وہ ندوہ کے مضمون کو سخت شرارت انگیز خیال کرتے ہیں۔

مجھکو پہلے سے معلوم تھا کہ گورنمنٹ ایسا خیال کریگی اگر ندوہ کی طرف سے

---

[۱] : یعنی عبدالکریم۔

خبر نہ کی جاتی تو گورنمنٹ خود مقدمہ قائم کرتی اور نواب وقار الملک[1] کی طرح ہملوگونکو
عدالت مین جاکر گواہی دینا پڑتا۔

شبلی۔ ۱۴ جون سنہ ۱۹۱۳ء

(۱۶)

مجتبی۔

میرے ساتھ اب کے کوئی خوشنویس نہین آیا سخت ہرج ہی، اشتہار بھی دیا،
کوئی درخواست نہین آئی، اگر وہان کوئی شخص ہو تو نمونہ خط بھیجدیجیئے ۵۰ ماہوار
ملین گے، اور مکان بھی،

میرے خلاف جو شورش ہوئی آپ دیکھتے ہون گے، مین ضرور بدنام ہوا لیکن ندوہ
بچگیا، ڈپٹی کمشنر نے صاف لفظون مین کہدیا تھا کہ یا عبدالکریم کو لو، یا پانسو روپئے ماہوار۔
بے شبہہ پانسو روپئے چھوڑ دینا اچھا تھا لیکن کیا قوم اس کے لیے تیار ہے، جن
ممبرون نے میری مخالفت مین علم جہاد بلند کیا، انھون نے باوجود دولتمندی
اس وقت تک ایک حبہ ندوہ کو نہین دیا ہے، کاغذات سب میرے پاس ہین،
عندالموقع دکھاؤنگا۔

شبلی۔ بمبئی۔
سنہ ۱۹۱۳ء

---

[1] مولوی فضل الحسن حسرت موہانی بی اے کے قصہ اشاعت مضمون باغیانہ مین،

(۱۷)

مجی - سلام علیکم

عنایت نامہ پہنچا۔ پرنس صاحب کو مفصل خط لکھ دیتا ہون۔ کتاب کا پہلا حصہ جس مین سادہ حالات زندگی ہین، قریباً طیار ہو گیا ہے، اگرچہ اس مین بھی نہایت کدوکاوش اور تمام کتب حدیث و رجال کی چھان بین کرنی پڑی تاہم اصلی مرحلے آگے ہین۔ کتاب ۵ جلدون مین ہوگی جو حصہ گویا طیار ہے وہ قریباً ۵۰۰ صفحون مین ہے، پوری کتاب کو اسکا چوگنا کر لیجیے۔

سید سلیمان اور عبدالسلام کو آپ بلا لین، اگرچہ ندوہ سردست خالی ہو جائیگا۔ اس لیاقت کے لوگ ابھی ندوہ مین طیار نہین ہین اور اگر ندوہ کے یہی کارکن رہے تو آئندہ بھی امید نہین۔

آپ میری تمام اردو نظمین لے لین اور جو نفع ہو جو چاہین کرین مجھکو نفع سے غرض نہین لیکن شرط یہ ہے کہ چھپائی اور کاغذ اعلی درجہ کا ہو جیسے کہ الغزالی و الکلام وغیرہ مین۔ ان نظمین میرے پاس نہین الہلال سے مہیا کرنی پڑینگی۔ بعض اور نظمین بمبئی اور بعد روانگی مین ان کو مہیا کر دونگا۔

انوار احمد صاحب نے لکھا تھا کہ مجموعہ نظم شوال مین چھپ جائیگا لیکن اب تک تو نہین پہنچا۔

حیدرآباد نے (خود) میرے منصب مین دو سو کا اضافہ کر دیا۔ اب تین سو سکہ انگریزی ملینگے۔ سیرت کیلئے بھی کچھ کرنا چاہتے تھے لیکن مین نے یہ کہکر کہ بھوپال کا

تقدم اور یکتائی قائم رہے۔ گو مستقل صورت مین (جو زیر تجویز ہی) اورون سے مدد لینے کا مضائقہ نہین، اس صورت مین بھی اصل سرپرستی بھوپال کی رہیگی اور سرکار عالیہ پیٹرن اور مربی ہونگی۔

شبلی، حیدرآباد ۔ ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۱۸)

مجبی۔

سلام علیکم، علی گڈھ مین دو پروفیسر فارسی تو اب بھی موجود ہین، کیا کوئی اور نئی جگہ نکلی ہے،

ہان یہ دونون اچھے[1] بن گئے۔ کمبخت مخالفین نے اوقات اور کام مین خلل ڈالدیا، ورنہ اور بھی داغ بیل پڑ رہی تھی، بہرحال یہ طے ہو لے کہ کہان صدر مقام کرون تو پھر ارباب قلم کی ترتیب شروع کرون، انشاء اللہ سیرت ہی کے دفتر کو اتنا وسیع کرتا ہون کہ دائرۃ التالیف بن جائے، ہندوستان مین اور ہر کام کیلئے انجمنین ہین، لیکن تصنیفی انجمن کا میدان خالی ہے اور یہ سب سے بڑا اہم کام ہی، ایک لائق مصنف ہزارون آدمیون کے دلپر حکمرانی کرتا ہے۔

نظمون کے دو حصے[2] ہونے چاہئین، اخلاقیات و سیاسیات، کشاف وصاف کے تمام کی نظمین سیاسیات کے عنوان مین رہین۔ دونون حصے اسطرح چھاپے جائین کہ مجموعہ

---

[1] سید سلیمان، و مولوی عبدالسلام صاحب، [2] مولانا اپنے نظمون کی ترتیب کے متعلق ہدایت کرتے ہین،

بجی ہو. گر گر بھی فروخت ہوسکیں بہت سے توقع ہون گے جہان صرف خرچ (؟) کی اشاعت ہوسکیگی، سیاسیات اگر غیر منفک ہون گے تو مجموعہ رک جائیگا،

اُردو نظمین جس قدر الہلال مین ہین سب لکھوا کر میرے پاس بھجوا دیجئے تو یاد آئے کہ اور کیا کیا باقی ہی، میرے پاس کچھ موجود نہین لیکن دماغ پر زور ڈال کر پتہ لگا لونگا،

ندوہ کا ذکر ابھی رہنے دیجئے مین نے ابھی کوئی رائے اخیر نہین قائم کی خود جا کر دیکھ لون کہ اب کیا حالت ہی تو رائے قائم کرون، خط البتہ مایوسی بخش آتے ہین،

سیرۃ کا دیباچہ اولی جس مین سبب تالیف اور اسکی تاریخ اور آپ کا ذکر ہے، ہنوز کاغذ پر نہین آیا، دماغ مین ہے،

انگریزی دان ابھی دخواہ (؟) نہین ملا اسلیے بہت سے کام بچے باقی ہین اب ہاشمی صاحب جو مخرج بین کالج مین ہین ان کا خط آیا ہے وہ آبادن (؟) تو کام اچھی طرح چل نکلے۔

جرمن زبان کی کتابین تحقیقات عرب کے متعلق عجیب وغریب ہاتھ آئی ہین انسے کیونکر کام لون۔

وائسرائے بہادر کے آنے پر بہت سے تغیرات کا ذکر تھا لیکن حضور نظام کی اسپیچ سے اظہار اطمینان معلوم ہوتا ہے،

ہان خلیل (؟) سلطان کی چھپوائی اور کاغذ کے نام اور اسکے معیار سے بہت جلد (؟) بھیجئے۔

شبلی   حیدرآباد   یکم نومبر سنہ ۱۵ (؟)

مجتبی۔

تسلیم، ہاشمی کو مین تو لکھ چکا، اُنھون نے بہت سی سندون کے حوالے دیئے تھے،

بہرحال تجربہ ہی سہی،

مفتی[1] صاحب کا خط مجھکو نہین ملا، ندوہ کی مدد جاری تو ہونی چاہیئے لیکن ضرور کسی قید کے ساتھ، ورنہ ہر شخص شیر مادر سمجھکر تصرف کرتا ہی، موجودہ انتظام سراسر بد دیانتی اور تمامتر قواعد ندوہ کے خلاف کیا گیا ہی اور بُری طرح کام ہو رہا ہی، اِس صورت مین روک ٹوک نہ ہو تو بد دیانتون کو سخت جرأت ہو جائیگی مین بالکل خاموش رہا لیکن قوم کی طرف سے عام مظاہرہ کی تحریک بہتر ہی۔ ہمدرد اور دلگداز آپنے پڑھا ہوگا، خیر اسکو پھر لکھونگا۔

عورتون کے متعلق کسی ایک کتاب مین بہت کم ملیگا سیکڑون مقامون سے ریزے چُننے پڑینگے، عبد السلام کو بلا لیجیئے مین انکو سب پتے بتا دونگا۔

جناب پرنس حاجی حمید اللہ خانصاحب نے مجھکو لکھا تھا کہ سیرت کی مدکے استقلال کیلیئے عید الضحیٰ کی تعطیل مین حضور سرکار عالیہ کی خدمت مین گذارش کرونگا، موقع آگیا ہے، آپ بھی یاددہانی کرا دیجیئے۔

یہان فی الجملہ طبیعت صحیح رہتی ہی ارادہ ہی کہ جلد اول تمام کرکے یہان سے اُٹھون، اسٹاف نہین بلایا ہی، کتبخانہ یہان بہت اچھا ہے،

شبلی، حیدرآباد،

۹- نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

[1] مفتی انوار الحق ایم، اے مہتمم تعلیمات بھوپال

(۲۰)

مجتبیٰ -

سلام مسنون، قرآن مجید کے شبہات کا جواب یورپ کے مقام مین تمام ہندوستان مین کوئی شخص مولوی حمید الدین پروفیسر میور کالج سے بہتر بلکہ برابر بھی نہین کرسکتا، وہ مولانا عبد الحی فرنگی محلی اور علمائے قدیم سے کتابین ختم کرکے بی اے ہوئے اور ۲۰ برس سے قرآن مجید کی خدمت کررہے ہین، قرآن مجید کے اشکالات پر انکے چھ رسالے عربی زبان مین شائع ہوچکے ہین جس پر علمائے مصر نے حیرت ظاہر کی، وہ کالج مین ۲۰۰ ماہوار پاتے ہین چونکہ یہ مذہبی کام ہے ممکن ہے کہ وہ اس سے کچھ کم مین راضی ہوجائین - پھر ایک مترجم انگریزی کی ضرورت ہوگی جو عمدہ انگریزی لکھے اسکا ذمہ آپ لین یا اشتہار دین تب یہ کام حسب مراد پورا ہوسکتا ہے اور تمام ملک کو اطمینان ہوسکتا ہے،

یاقوت مستعصمی[1] کے نسخہ قرآن کو آپ خود یہان آکر دیکھئے ۲ ہزار مین طے ہوجائیگا پورا نسخہ

شبلی لکھنؤ - ۱۳ - دسمبر ۱۹۱۳ء

(۲۱)

مجتبیٰ، سلام مسنون،

۱- حضور سرکار عالیہ لکھنؤ تشریف لائینگی تو ان کا نہایت پُرشان استقبال اہلِ شہر اور ندوہ کیطرف سے ہونا چاہیے آپ امتزاج کرکے جو مصلحت ہو لکھیے کہ ابھی سے اس کا

---

[1] مستعصم ... [illegible]

انتظام کیا جائے،

۲- ندوہ کی حالت یون درست نہ ہوگی۔ انسپکٹر نے جو رپورٹ کی وہ مفتی انوار الحق صاحب نے یہان سے منگوائی ہی اسکو دیکھئے۔ مزید یہ کہ تمام کام محض خود مختاری سے کیئے جا رہے ہین اور اب یہ چاہتے ہین کہ مولوی عبد الکریم کو پرنسپل بنا دین جنکے بابت سب جھگڑا ہوا اور جنکے متعلق گورنمنٹ کی چٹھی آئی تھی، اسکے لیئے مولوی عبد اللہ موجودہ پرنسپل کو تنگ کیا جا رہا ہی کہ وہ استعفا دیکر چلے جائین، لیکن اس کا یہ مطلب نہین کہ اعانت بند ہو جائے بلکہ یہ ہوگا کہ چونکہ اکثر جگہ اظہار بے اطمینانی کے جلسے تک ہو چکے ہین اور انسپکٹر سرکاری ایسی سخت رپورٹ لکھ گئے کہ اور انتظامات کی ناقابل اطمینان ہی اسلیئے ریاست کی طرف سے یہ ہدایت ہو کہ ارکان ندوہ ایک کمیٹی قائم کرین جو امور صالح طلب کا فیصلہ کرے، اسکے ممبر آزاد اور بے لاگ لوگ مقرر کیئے جائین، مثلاً مسٹر محمد علی، مسٹر مظہر الحق، حکیم اجمل خان، یا جو لوگ مناسب معلوم ہون۔ اصلی ضرورت یہ ہی کہ ممبرون کا انتخاب آزادی اور بے لوثی سے ہو، اور قواعد انتخاب کے موافق ہو جیسا یونیورسٹی کیلیئے تجویز کیا گیا ہے،

۳- یہ بھی واضح رہے کہ میرا استعفا جس کمیٹی نے منظور کیا اسکو حق نہ تھا نہ جو شخص ناظم مقرر کیا گیا وہ ناظم ہو سکتا تھا اسلیئے کہ قواعد ندوہ کے رو سے ناظم جلسہ سالانہ مین مقرر کیا جاتا ہی،

۴- میرا لکچر تحریری نہ تھا، مین کبھی لکھ کر لکچر نہین دیتا، نظم البتہ لکھ دیتا ہون،

نواجوانون سے خطاب

کیئے تھے ہمنے بھی کچھ کام جو کچھ ہمسے بن آئے ۔ یہ قصہ جبکا ہے باقی تھا جب عہد شباب اپنا

اور اب تو سچ یہ ہے جو کچھ امیدین ہین وہ تمسے ہین ۔ جوان ہو تم لب بام آچکا ہے آفتاب اپنا

سیرۃ نبوی کی تکمیل

مصارف کیطرف سے مطمئن ہون مین بہرصورت ۔ کہ ابر فیض سلطانِ جہان بیگم زرافشان ہے

رہی تالیف و تنقیدِ روایت ہائے تاریخی ۔ تو اسکے واسطے حاضر میرا دل ہے مری جان ہے

غرض دو ہاتھ ہین اس کام کے انجام مین شامل ۔ کہ جسمین اک فقیر بے نوا ہے ایک سلطان ہے

۵ - پرنس حمید اللہ خان صاحب کے نام ایک خط ابھی کالج کے پتہ سے روانہ کرچکا تھا کہ آپ کا خط پہنچا، ترجمہ قرآن (بلگرامی) اب بھوپال کے پتہ سے انکو بھیجتا ہون،

لوگ شاکی ہین کہ نالۂ شبلی کی قیمت بہت رکھی ہے۔

نواب علی حسن خان سے بالواسطہ پوچھا تھا جواب نہ ملا آج ان کے گھر جا کر پوچھتا ہون،

ترجمہ قرآن کے نوٹ[۱] کے متعلق ایک خط آپ کو بھیج چکا ہون،

شبلی

۱۰- جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

---

[۱] مولانائے مرحوم کی فرمائش سے نواب صاحب نے قرآن مجید کا انگریزی مین جو ترجمہ کرایا تھا اس پر نوٹ و حاشی لکھنے کی ضرورت تھی مولانا نے اس کام کیلئے مولوی حمید الدین صاحب کو انتخاب کیا تھا دیکھو مکتوب ۲۲۲

مجبی۔

ندوہ کی حالت بہت ابتر ہوگئی، اسقدر جباری اور خودمختاری سے کام لیاجارہا ہے کہ حیرت ہوگی، پھر ترقی کی کوئی کوشش نہین، ہر چیز بگڑتی جاتی ہے،

مجھکو مجبوراً اپنے ہاتھ مین کام لینا پڑیگا، مطلع فرمائیے کہ اگر مین اطلاع دون کہ مین نے پھر کام اپنے ہاتھ مین لے لیا ہے تو وظیفہ ماہوار بدستور جاری ہوجائیگا یا نہین، یہ ایک بہت ضروری معاملہ ہے، ورنہ ندوہ تباہ ہوجائیگا، انسپکٹر کی رپورٹ اگر مفتی انوارالحق کے پاس گئی ہو تو منگوا کر دیکھئے۔

لڑکے ہمیشہ مجھ سے کوئی نہ کوئی سبق پڑھا کرتے تھے، اب یہ حکم دیدیا ہے کہ کوئی شخص نہ پڑھنے پائے اور جو پڑھتے ہین ان کے نام خارج کر دیئے جائین،

آج ترجمۂ[1] بلگرامی کی ایک کاپی بھیجتا ہون، حضور سرکار عالیہ کو ملاحظہ کراکے پرنس حمیداللہ خان صاحب کی خدمت مین پہنچا دیجئے، مین نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ ترجمہ ان کے دیکھنے کو بھیجدون گا، وہ دیکھ کر مجھکو لکھنؤ کے پتہ سے واپس بھیجدین،

باقی اُمور پھر۔

شبلی

۱۲- جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

---

[1] ترجمہ قرآن انگریزی ترجمہ مولوی سید حسین صاحب بلگرامی۔

(۲۳)

مجتبی -

یہ تو بڑا ظلم ہے کہ سرکار عالیہ جو نہ صرف میری بلکہ تمام قوم کی محسن ہیں ہمارے گھر آئین - اور ہم اپنے عقیدہ کا کچھ اظہار نہ کرنا چاہین، خیر آپ تو ضرور ساتھ آیئے اور دو چار روز پہلے مطلع فرمایئے، حسب مرضی ہم کچھ پبلک طور پر نہ کرینگے

جناب کرنل صاحب[1] سے معاملہ جلد طے ہونا چاہیئے، مین نے انگریزی مترجمون سے گفتگو شروع کر دی، انگریزی اچھے لکھنے والے مسلمان قریباً ناپید ہین اور غیر مذہب اس کام کو اچھی طرح انجام نہین دیسکتا۔ قرآن مجید کے متعلق مین آپ کو لکھ چکا کہ صرف مولوی حمید الدین اس کام کو اچھی طرح کر سکتے ہین اور مین انکو راضی کر سکتا ہون اس معاملہ کو بھی طے کر دیجیے تو یہ کام شروع ہو جائے، ترجمہ سیرۃ اور حواشی قرآن کا اسٹاف یکجا ہو جائیگا تو دونون کو مدد ملیگی -

شبلی، لکھنؤ، ۲۵ - جنوری ۱۹۱۴ء

(۲۴)

مجتبی -

انشاء اللہ آپ کا نام کسی تقریب سے دیباچۂ اولین[2] مین آئیگا جب اصل کتاب نکلے گی - کام مستعدی سے ہو رہا ہے -

---

[1] کرنل [illegible]

ہمایون نامہ تو لندن مین چھپا ہی، تزک جہانگیری سید صاحب نے علی گڈھ مین چھاپی تھی لیکن اسکا نسخہ اَب نہین ملتا، لوگون کے پاس حا بجا ہی، بابر نامہ نہایت بُرا بمبئی مین چھپا ہی، مرزا ملک الکتاب شیرازی، ام کہاڑی نمبر ۱۱۹ بمبئی سے طلب فرمائیے

مسلمان عورتون کے حال مین عربی زبان مین ایک بسیط کتاب مصر مین چھپکئی ہی وہ تمام کتابونکی جامع ہی، بمبئی، سورتی صاحب، بھنڈی بازار کو لکھ بھیجئے، اسقدر پتہ غالباً کافی ہو یعنی عورتون کے حالات مین عربی زبان مین مفصل کتاب مطبوعہ مصر[1]

مسعود علی صاحب آدمی بہت سنجیدہ ہین، انگریزی بھی اچھی لکھتے ہین، جو محکمہ وہان ترجمہ و تالیف کا قائم ہو رہا ہی اگر ہندوستان مین ہوتا اور سرکار بھوپال کیطرف سے تو زیادہ مفید ہوتا، میرا ایک خاص خیال ہی کسی خط مین لکھونگا،

سیرت کی رقم بھی مستقل ہو جاتی تو بہت اچھا ہوتا، اِسی مَد کی تصنیف کا مستقل سِلسلہ قائم رہتا، کانون مین بھنک توڈال دیجئے، یہ وسیع سِلسلہ ہے، مثلاً سیرۃ الصحابہ، سیرہ ازواج پیغمبر علیہ السّلام وغیرہ وغیرہ۔

شبلی۔ ۳۰۔ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۵)

مجتبیٰ۔

ترجمہ[2] انگریزی کے متعلق کوئی یکسو فیصلہ کرائیجئے، اگر وہان کے بندوبست مین

[1] دیکھو مکتوب ۱۱ اور ۱۴۔

[2] سیرت کا ترجمہ انگریزی۔

تامل ہو تو اجازت دیجئے کہ مین اور کچھ بند و بست کرون کام فوراً شروع ہوتا ہی نواب ڈھاکہ اِن الفاظ مین مستدعی ہین کہ "مجھکو بھی اِس سعادت کی شرکت کا موقع دیجئے" حیدرآباد سے عماد الملک نے خود مجھکو لکھا اور مین پہلو بچا گیا اِس بنار پر اس مسئلہ کو صاف کرا دیجئے،

اُردو حصّہ مطبع مین جاتا ہے،

جواب لکھنؤ کے پتہ سے دیجئے،

شبلی، ۱۲- مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۶)

مجتبیٰ-

نہایت ضروری خط لکھ چکا ہون - اعتراضات کا جواب مین کہہ چکا نہایت مہمل اور محض معاندانہ اعتراضات تھے، لیکن عبد الشکور کو مین مخاطب نہین کر سکتا اسلیئے کسی اور کے نام سے وہ چھپ سکتا ہی، مین اپنے نام سے نہین چھپوا سکتا، نہ تو اظہار حقیقت ہے نہ اظہار نام -

ہان الگ رسالہ چھپے یا الہلال مین بھیجدیا جائے، مین بارش کے قبل نہین آسکتا

له سیرت کے شائع شدہ مقدمہ پر ایک مولوی صاحب نے چند اعتراضات کئے تھے، اور ان اعتراضات کو ایک رسالہ کی صورت مین چھپا کر دربار بھوپال مین بھیجا تھا، مکتوب الیہ کی رائے تھی کہ ان کے جوابات دیئے جائین بیگم صاحبہ بھی متامل تھین، مولانا نے فرمایا کہ ہندوستان کے علماے کبار مثلاً مولانا محمود الحسن صاحب و مولانا حبیب الرحمن صاحب اس مسودہ کو دیکھکر رائے دین تو مجھے اِس مشورہ مین کوئی عذر نہ ہوگا،

بہت ضرورت ہو تو ایک دو دن کیلئے آجاؤن، لیکن اگر اسی درجہ کے لوگون کے لکھنے

پر میری دلاوگیر ہوتی رہیگی تو مین نہین سمجھتا ہون کہ اعانت سے مستعفی ہو جاؤن،

شبلی، بمبئی۔ ۸-جون ۱۹۱۴ء

(۲۷)

مجتبی-

کیا ابتک میری تحریر سرکاری مراسلہ کے جواب مین پہنچ نہین چکی، مین نے لکھا تھا کہ کسی مستند عالم کو تجویز کیا جائے، تاکہ مین مسودہ وہان بھیجدیا کردن، البتہ کاتب کو ڈھونڈنا پڑیگا، یہان نہین ملتے، نہ لکھنؤ سے یہان آتے،

مین نے دیباچہ کو بہت کچھ بدل دیا ہی، اگرچہ اعتراضات مین علانیہ خیانت کی ہی یعنی میری عبارت جو نقل کی ہی اسکے الفاظ تک بدل دیئے ہین اور اکثر اعتراضات محض غلط تعبیری پر مبنی ہین، تاہم مین نے دیباچہ کو ان اعتراضات کی زد سے بھی الگ کر دیا ہی، باوجود اس کے بہتر ہی کہ کوئی عالم نظر ثانی کرلین کہ ملک کے اعتماد کا باعث ہو۔ مولوی محمود حسن دیوبندی مسلّم شخص ہین، میری نسبت چاہے انکی جو رائے ہو لیکن وہ کوئی رائے دیانت کے خلاف نہ دین گے۔ مولوی عبید اللہ صاحب سندھی کو اس کا متوسط بنایا جاسکتا ہے۔

یہان کام نہایت سکون اور اطمینان سے ہو رہا ہی ارادہ تو یہ ہے کہ اب بغیر تکمیل کتاب یہان سے نہ ٹلون۔

ہندوستان مین سخت پرشیان خیالیان پیش آجاتی ہین اور ملنے والے بہت سا
وقت ضائع کردیتے ہین،

میرے ماموں زاد بھائی مولوی حمید الدین مشرقی یونیورسٹی حیدرآباد کے پرنسپل
مقرر ہوگئے، صماصہ ماہوار تا ترقی ایک ہزار ہر سال صہ کا اضافہ اُمید ہی کہ ان کے
وجود سے فائدہ پہنچے،

شبلی، بمبئی، ۱۰ جون ۱۹۱۴ء

(۲۸)

مجتبی۔

مسودہ کی نقل کیلیئے لکھنؤ سے بھی ایک خوشنویس بلایا ہی ایک یہان پہلے سے تھا
مولوی محمود حسن، اور مولوی عبید اللہ سندھی کو خط لکھتا ہون
سیرۃ عائشہ، سید سلیمان مدت سے اسکا ذخیرہ فراہم کر رہے تھے، حضرت عائشہ
نے صحابہ کی روایتون پر جو تنقیدات کی تھین انکو علامہ سیوطی نے یکجا کر دیا تھا۔ سید سلیمان نے
کہا وہ نہین ملتی، بس اسکا انتظار ہی، مین نے کئی مہینے ہوئے ان کو حیدر آباد سے مستعار
منگوادی۔
آج مین نے انکو خط لکھا ہی کہ اب کیا انتظار ہی اور کیا دیر ہی۔ ادھر وہ عرب جاہلیت
کی تاریخ لکھنے مین مصروف ہوگئے تھے، نہایت محققانہ کئی سو صفحون کا ایک رسالہ لکھا ہی۔

لہ دیکھو سلیمان ۸۵۔ کہ دیکھو سلیمان ۹۴۔

بہرحال سیرۃ عائشہ تو وہ لکھ دینگے بقیہ ازواج مطہرات کو مین نے سیرۃ مین لے لیا ہی لیکن بہت

پھیلا کر نہین یہ حصہ اپنی زیر ہدایت مین نے عبد السلام سے طیار کرا لیا گو ابھی نظر ثانی نہین

کی، ان لوگون کے حالات اتنے نہین کہ الگ الگ رسالے لکھے جا سکین، بلکہ سب کو ایک

رسالہ کرنا ہوگا تاکہ ایک معقول ضخامت کی کتاب ہو جائے، لیکن عبد السلام الہلال

مین (سو) روپیہ پر مقرر ہو گئے اور جولائی سے ان کا قیام کلکتہ مین ہوگا۔

الہلال کے سب ایڈیٹر ہون گے، اسلیئے نہین کہہ سکتا کہ دونون کام کر سکین گے یا نہین،

بہرحال انکو لکھتا ہون اور ذرائع بھی سوچتا ہون۔

خدا سرکار عالیہ کو صد وسی سال سلامت رکھے انکی بدولت بڑے بڑے اسلامی

کام ہو جائین گے،

بیگم صاحب جنجیرہ آج کل یہین ہین ان سے اکثر ملنا ہوتا ہے وہ اور زہرا حضور

سرکار عالیہ کی مدح مین تر زبان رہتی ہین اور انکے وسعت علم اور محاسن اخلاق پر سخت

حیرت ظاہر کرتی ہین۔

شبلی۔ ۳۰۔ جون سنہ ۱۹۱۴ء

بمبئی مین سارا دن کام کیلئے ملتا ہے، دن بھر کوئی جھانکتا نہین، اسلیئے برس دن

تک یہان سے ٹلنے کا ارادہ نہین۔

بھائی کلہ، اکبر بلڈنگ

(۲۹)

مجبتی۔

یہ خط بالکل بصیغہ راز ہے۔

مین نے مسودہ مولوی عبیداللہ[1] صاحب کے پاس بھیجدیا کہ وہ دیو بند لیکر جا مین آج
ان کا خط آیا کہ وہ گئے لیکن دیو بند پارٹی کو بھوپال سے اطلاع مل چکی تھی اور ان لوگون نے
مولوی محمود حسن صاحب کو باز رکھا کہ وہ مسودہ کا سرے سے دیکھنا ہی منظور کرین۔ دیوبند
کے خیالات سے مولوی محمود حسن صاحب فی نفسہ الگ ہین چنانچہ مولوی عبیداللہ
صاحب کو ان لوگون نے کافر بنا دیا لیکن مولوی محمود حسن صاحب کے تعلقات اب تک
ان سے وہی ہین، بہرحال اب غور کرنا چاہیئے کہ کیا کیا جائے، چونکہ مولویون نے
ایک جتھا بنا لیا ہے، اس لیے سردست اور کوئی مولوی بھی مسودہ دیکھنے کی
ذمہ داری اپنے سر نہ لے گا، ورنہ سمجھے گا کہ برادری سے خارج ہونا پڑیگا،

اب اگر معاملہ اس پر موقوف ہو تو مجھکو وظیفہ بھوپال سے خود دست بردار ہوجانا چاہیئے
اخبارات مین تو یہ پہلے شائع ہو ہی چکا ہو کوئی نئی بات نہین، مین بھی کشمکش سے نجات
پا جاؤنگا اور کتاب کو مطبع مین بھیجدونگا،

مین جانتا ہون کہ سرکار کو بھی مولویون کے بدنام کرنے کا لحاظ ہوگا اور ہونا چاہیے
اب اگر سرکار چاہین تو یا تو سرے سے اس رقم کو بند کردین یا دارالمصنفین کی طرف
منتقل کردین یا جو ان کی مرضی ہو، مجھکو بہرحال مین انکی رضامندی منظور ہے جو چاہین کرین یہ کام

[1] مولوی عبیداللہ صاحب [illegible]

دل نہین سکتا' مین خود مصارف کا متکفل ہو سکتا ہون' اس کے علاوہ جس ریاست
سے خواہش کرون اعانت کیلئے طیار ہوگی' جواب جلد عنایت ہو' ورنہ اسٹاف کا
خرچ ابھی سے کم کر دینا ہوگا'

شبلی۔ ۲۸۔ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۳۰)

مجتبی۔
متعدد خطوط ابھی لکھ چکا ہون کہ آپ کا خط پہنچا۔ اطمینان ہوا۔
مین جس تحقیق و تدقیق سے سیرۃ لکھ رہا ہون' ناممکن تھا کہ مولوی محمود حسن صاحب
اسکو دیکھتے اور تحسین نہ کرتے' لیکن مخالفون نے ان کو اسپر آمادہ کیا کہ وہ سرے سے
دیکھنے ہی سے انکار کر دین۔
البتہ **مولوی عبید اللہ** صاحب سندھی مسودہ دیکھ رہے ہین' انکی رائے
آجائیگی تو بھیجدونگا۔ مولوی عبد اللہ ٹونکی پر اگر اطمینان ہو تو ان کے پاس بھیجدون یا
جو مصلحت ہو' یہ بھی ممکن ہے کہ سردست اس قصہ ہی کو خاموش چھوڑ دیا جائے۔

شبلی' ۲۹۔ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۳۱)

مجتبی
السلام علیکم۔ خط ملا۔ اگرچہ مین نے کہین بخاری و مسلم کی روایتون کو ضعیف نہین

ثبت کیا ہی لیکن بہرحال کتاب کا چھپنے مین چرچا تا بڑا دوسرے ہو ہو آج تک کہین ایسا ہوا بھی نہین کہ کسی مصنف پر ایسا دباؤ ڈالا جائے۔

مین اب بالکل دل شکستہ ہو گیا ہون، برادرم اسحاق کی موت نے دل بٹھا دیا۔ یہ وطن ہی اور ہر طرف ہمدرد معین ہین یہان جو کام کیا جائے گا ہر طرف سے مدد ملے گی بلکہ مل رہی ہی اسلیے دار المصنفین کا پورا انتظام ہو رہا ہی کچھ صورت پذیر ہو جائے تو قطعاً آپ کو ایک دفعہ یہان آنا پڑے گا۔

سیرت کا کام جاری ہی گو تاخیر طبع سے طبیعت اچھی طرح آگے نہین بڑھتی۔

ندوہ کی عرضداشت بنام حضور سرکار عالیہ الہلال نے چھاپی، یہ لوگ جھوٹ بولنے مین کسقدر دلیر ہین کہتے ہین کہ سب نقائص شبلی کے زمانے کے ہین، ہان بیشک۔۔ لیکن نقائص کی اصلاح کس کے ہاتھ مین تھی۔ ناظم، یا نائب ناظم، مین سرے سے ناظم و نائب ناظم نہ تھا۔ البتہ معتمد دار العلوم تھا جس کو قانون مین کچھ اختیارات نہ تھے اسلئے برابر تک مجالس انتظامیہ مین ان نقائص کا اظہار کرتا رہا کسی نے نہین سنا بلکہ صرف میری دشمنی کی تدبیر وںمین مصروف رہے آخر مجبور ہو گیا۔

دو ہفتہ سے کچھ علیل ہون اسلئے مفصل خط آئندہ۔

شبلی

اعظم گڈھ

۱۲۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۱۲) مولانا ابو الکلام آزاد دہلوی اڈیٹر الہلال کے نام

(۱)

مضمون واپس[1] ہی، الندوہ مین درج ہونے کیلیئے دیدیجئے۔ عبد الصمد طالب العلم ندوہ جس نے میرا مضمون لکھا ہی وہ لکھدیگا، لیکن انگریزی نامونکو اپنی نگرانی مین لکھوائیگا کوشش کیجئے گا کہ یہ پرچہ جس مین عرفی کی لائف ہی اور جس مین آپ کا یہ مضمون بھی درج ہوگا بہت جلد طیار ہوجائے، دیر ہوگی تو ذمہ داری آپ پر ہے۔

شبلی۔ ۲۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء

(۲)

خط پہنچا۔ ایک مضمون آج بھیجا ہی۔ منشی محمد علی کے نام صحت کے ساتھ لکھوایا جائے عنوان آپ خود تحریر کیجئے۔

ایک جلسہ ہوا، مین بیمار تھا، تاہم آدھ گھنٹہ سے زیادہ تقریر[2] کی، شاید لوگون نے پسند کیا ہو

والسلام۔ شبلی۔ ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء بھوپال۔

(۳)

برادرم۔

یہ تو ظاہر ہی کہ اسوقت کانپور[3] کے سوا کوئی آواز کچھ اثر نہین رکھ سکتی لیکن اب

---

[1] اس زمانہ مین مولانا ابو الکلام، الندوہ کے اڈیٹر تھی اِسی مناسبت سے مکتوب ۱ و ۲ ہین [2] بھوپال مین بغرض ندوہ [3] واقعۂ انہدام مسجد کا

گورنمنٹ بھی سختی اور پامردی پر آمادہ ہے، ہر آنر نے سفارت کو سوکھا جواب دیا۔ لکھنؤ مین اعانت کا جلسہ حکماً روک دیا گیا، حسن نظامی وغیرہ کو کلکٹر نے بلایا۔ مین نے ایک نظم مختصر کانپور کے متعلق زمیندار مین بھیجدی ہے گو کسیقدر موثر ہے، تاہم بہت احتیاط کی ہے۔

کلکتہ آنے کو سو سو بار جی چاہتا ہے لیکن کیا کرون، سیرۃ کیلئے کتابونکی کی المار یان ساتھ رکھنی پڑتی ہین، انکو کہان کہان لئے پھرون، یہان سورتی سے استعارۃ بھی کتابین ملجاتی ہین، اُسپر بھی بہت سی خریدنی پڑی ہین۔ ایک کافی ذخیرہ ہاتھ آیا تھا، پھر بھی ہر قدم پر ضرورت پیش آتی ہے۔

چونکہ بہت کچھ کام ہو بھی چکا ہے اسلیئے اب ہر منٹ گران معلوم ہوتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ جلد سے جلد پریس مین جا سکے۔

عماد الملک بلگرامی تفریحاً حیدرآباد بلاتے ہین، لیکن پس وپیش مین ہون کہ اتنے دن کیون ضائع جائین، عماد الملک ترجمہ قرآن مین مصروف ہین، لکھا ہے کہ نو پارہ ہو چکے۔

آپ نے بہت اونچا نصب العین رکھا ہے، ورنہ جی یہ چاہتا تھا کہ سب طرف سے نظر کر کے وہین آرہتا اور آپ کے ساتھ ملکر کوئی ضروری خدمت انجام دیتا۔ اسوقت مسلمان سخت پراگندہ اور پریشان خیال اور پریشان عمل ہو رہے ہین، کسی خاص مرکز پر انکو لانا ہے، ورنہ ہر طرف سے بھٹکتے بھٹکتے آخر بالکل برباد ہو جائینگے۔

مرقیمہ کی نسبت آپ نے نہین لکھا کہ انکو کہان تک فائدہ ہوا۔

یہ تو آپ کو لکھ چکا ہون کہ میری جدید نظمین علی گڈھ والے چھاپ رہے ہین۔ کشافیات[۵۱] بھی انکی نظر ہی لیکن اس کا سلسلہ اگر ہوگا تو الگ ہوگا۔

ہان عطیہ فیضی کے یہودی شوہر نے جو آرٹسٹ ہی میری تصویر ہات سے کھینچی ہے۔ ابھی پوری طیار نہین ہو چکی، مین اس کا فوٹو لیکر آپکو بھیجونگا۔ نائب سفیر ٹرکی جو نہایت خوبصورت شخص ہی، اُسنے خواہش کی کہ اسکے ساتھ تصویر کھنچواؤن، چنانچہ ایک انگریزی کارخانہ مین فوٹو لیا گیا۔ توفیق آفندی بھی گروپ مین[۵۲] ہے۔

شبلی۔ ۲۰۔ اگست سنہ ۱۹۱۳ء

(۴)

برادرم۔

مین چند روز کیلئے حیدر آباد آگیا۔ مولوی سید حسین صاحب کا ایا تھا، ترجمہ قرآن مجید کے متعلق مشورے مقصود تھے۔ پندرہ پارے ہو چکے، روزانہ وہ کام کرتے ہین، یہان سیرت کے متعلق بعض اچھی کتابین ہاتھ آئین۔ ہان مطبوعات[۵۳] یورپ یہان اکثر ملتی ہین، آپ چاہین تو خرید سکتے ہین، مثلاً نفح الطیب، ابن الاثیر، جغرافیہ کا پورا سلسلہ وغیرہ وغیرہ۔

آپسے ملنے کی بہت ضرورت ہی کہ آئندہ کوئی متفقہ پروگرام طیار ہوکر کارروائی ہوسکے۔

شبلی، حیدر آباد، ۱۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء

---

[۵۱] الہلال مین بعض نظمین کشاف کے فرضی نام سے مولانا نے لکھی تھین، کشافیات سے یہ نظمین مراد ہین [۵۲] دیکھو سلیمان ۵۴

(۵)

کانپور کا معاملہ جس طرح طے ہوا، مفصل ہو گیا۔ اب صرف اس سے آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں۔

اب فرمائیے ندوہ پر کب توجہ ہوگی، مدت سے میری رائے تھی اور اب تو بالکل موقع آگیا کہ تمام قومی کام قوم کے ہاتھ میں آجائیں اور دو چار شخصوں کی خود اختیاری مٹ جائے ندوہ میں سب سے بڑی چیز ممبری کا انتخاب تھا، پہلے تو یہ سب ایک ہی جلسہ میں بغیر اطلاع سابق سب کچھ کر لیا کرتے تھے، میں نے مجبور کر کے کچھ قاعدے بنوائے لیکن اسکو خود غرضی سے برتتے ہیں، حالانکہ دستور العمل موجودہ میں علاج موجود ہی

بہرحال اگر آپ پورے زور کے ساتھ اس مسئلہ کی طرف متوجہ ہوں اور تمام حزب الاحرار کو متوجہ کر سکیں تو میں کلکتہ آکر دستور العمل اور دیگر کاغذات اچھی طرح آپ کے پیش نظر کر دوں۔ میری معتمدی کا سوال نہیں ہے اور نہ اب میں خود یہ عہدہ لینا چاہتا لیکن عام اسلامی اقتدار قائم ہونا چاہیئے اور عام انتخاب ہونا چاہیئے

سیرت کی وجہ سے میری نقل و حرکت سخت مشکل ہو گئی ہے، ہر جگہ ایک وقت کتابیں لاد کر لیجانی پڑتی ہیں، بے اس کام نہیں چلتا۔ یہاں کچھ نیا سامان ہاتھ آگیا ہے اور بلا توقع سابق ما ہوار میں .... اضافہ ہو گیا۔ اب تین سو ملیں گے، گویا قیام بمبئی کا خرچ نکل آیا۔

لکھنؤ سے مسعود[۵۱] مسلم گزٹ کا جانشین نکالنا چاہتے ہین کہ ندوہ کی صدا

قائم رہے،

شبلی۔ حیدرآباد، ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۶)

برادرم،

آپ نے یہ گمانی کیونکر کی کہ مشرف علی الموت ہوکر بھی ملازمت کا کانٹا دلمین باقی ہے[۵۲]

ع یہ قصے ہین جب کہ آتش جوان تھا،

قدیم سے عادت ہے، اور اب روز بروز ضعف کی ترقی کے وجہ سے ایک دن کا ناغہ

بھی سخت گران گذرتا ہے، ادھر طبیعت کی یہ حالت کہ ہزار کوشش پر ہفتہ مین

بہت سے بہت دو تین دن لکھ سکتا ہون، باقی شب بیداری اور ناسازی مزاج کے

نذر ہوتا ہے،

حیدرآباد عماد الملک کے بلانے سے آگیا تھا، حسن اتفاق یہ کہ اضافہ منصب

کی تحریک عماد الملک نے کردی گو انھون نے میرے قیام بمبئی کے زمانہ مین بھی وہان

اسکا ذکر کیا تھا، حیدرآباد سے بہت جلد نکلنا مقصود تھا لیکن عجیب اتفاق یہ کہ مکان

ایسا دلخواہ اور فرحبخش ملگیا ہے کہ لکھنؤ وغیرہ کہین توقع نہین، اسلئے نکلنے مین طبیعت

ذرا کسمساتی ہے، اسکے ساتھ ایک اور بالکل غیر متوقع بات پیدا ہوگئی ہے جو میرے

---

[۵۱] مولوی مسعود علی ندوی،

[۵۲] دیکھو مکتوب ۵ کا فقرۂ آخر،

خوش قسمتی سے بہت ابعد ہے۔

آپ کا تمام حیدر آباد مشتاق ہے' لیکن یہان کوئی شخص حدود ریاست کے اندر کوئی آزادانہ تقریر نہین کر سکتا' ایسی حالت مین لوگ یہ کرتے ہین کہ رزیڈنسی کے حدود مین جلسے کرتے ہین جو بالکل شہر سے متصل ہے اور ریاست کے تمام شائقین شریک ہوتے ہین'

مفصل انتظامات دریافت اور استصواب کے بعد لکھونگا'

وائسرائے کے آنے پر بڑے بڑے انقلابات کا انتظار ہے' اور ایک دفعہ یہانکی سطح انتظامی بالکل اُلٹ جائیگی' **سید علی امام** کو سب چاہتے ہین لیکن حاشیہ بوسان بارگاہ جن کا نظام پر بڑا اثر ہے سخت مخالف ہین'

ندوہ کا قصہ اب ٹالنے کی چیز نہین' میرا کلکتہ کا آنا موقوف علیہ نہین ہے' میرے سر مین اسوقت سخت درد ہے' جا چکے تو دستور العمل اور مجلس اخیر کے متعلق ضروری اطلاعات معہ اصل نصوص بھیجدونگا تاکہ جو کچھ لکھا جائے بالکل قانونی الفاظ مین ہو۔

الہلال وغیرہ نے احساس عام پیدا کر دیا ہے یعنی تمام اسلامی کامون پر لوگونکو مداخلت کا دعوی پیدا ہو گیا ہے' اسی اصول پر الہلال مین یہ صدا بلند ہونی چاہیئے اور قطعاً ملک متوجہ ہوگا' کم از کم ایک پرزور کمیشن تحقیقات اور درستی طریق عمل کیلئے قائم ہونی چاہیئے' اِس مین پانچ ممبر ہون' مسٹر مظہر الحق' اور مولوی عبد الباری بھی ہون گو آپ کے اور میرے مخالف سہی'

---

۵ انواہ تھی کہ سر علی امام حیدر آباد کی وزارت پر جائیں گے

آپ نے یہ نہ لکھا کہ کونسا کام لیکر بیٹھون، مین خود بھی یہی چاہتا ہون لیکن ابھی تک
مختلف مقاصد مین سے کسی ایک کا قطعی انتخاب نہین ہوتا۔ چاہون تو خود سیرت کو ایک
مقصد مستقل قرار دون یعنی ایک اکاڈمی قائم ہو، سیرت کے متعلق تمام نادر تصانیف جمع
کی جائین، لوگون کو وظائف بطور فیلوشپ کے دئیے جائین کہ سیرت کی اسٹڈی کرین اور
خاص اس فن مین ماہر بنین، اور سیرۃ پر تقریر و تحریر کرین وغیرہ وغیرہ، اس مین بقدر
ضرورت مالی اعانت بھی ملسکتی ہے۔

اِدھر خدام کعبہ کی طرف سے ممبری کا تقاضا ہے لیکن اسکی عالمگیری مقاصد
مین خواب پریشان ہوا جاتا ہے ایک وکام ہو تو آدمی لیکر بیٹھے، مرتبہ اطلاق اور تعمیم سے پریشان ہون
ندوہ کا سالانہ جلسہ اگر کہین ہو جائے تو موجودہ نظامت کا شیشہ بالکل چکنا چور ہو جائے
کیونکہ نظامت کی شرط اولین یہ ہے کہ جلسہ عام سالانہ مین اتفاق رائے ہو،
درد بڑھتا جاتا ہے، پھر حاضر ہونگا۔

تسلیم،

شبلی، حیدرآباد۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۷)

تار

اگر آپ[1] اس اثنا مین ملجاتے تو سیرت نبوی کی اسکیم کا کچھ انتظام ہو جاتا، ورنہ سب کارروائی
بیکار ہو جائیگی، سید سلیمان اگر موجود ہوتے تو انکو پورا پلین سمجھا دیتا۔

۱۵۔ نومبر ۱۹۱۴ء

[1] مولانا کا سب سے آخری پیغام، وفات سے چار دن پہلے،

(۱۴) مسٹر عبد الماجد بی۔ اے کے نام

(۱)

مجبیّ۔

کالج ابھی تو بند ہے: مین عید کی صبح کو پہونچونگا۔ وہین جو کچھ کہیئے گا کرونگا۔ میاںؐ عبد الباری کے معاملہ مین کس کا قصور ہے، پبلک سے کسی کی سفارش کرنا اسوقت بہت آسان ہوتا ہے جب خود اِس نے بھی پبلک مین پیش کیا ہو، سید سلیمان بلکہ عبد السلام و عبد الواجد تک کے لیے کسی سے کچھ کہنا نہایت آسان ہے، لیکن ..... کی تمام داستان خود کہنی پڑتی ہے۔

حمید کیلئے جب مین نے کالج مین کوشش کی تو پورے دو برس تک کسی کو یقین نہین آیا لوگون نے کہا یہ تو تم ہو حمید نہین ہین! ..... کو تقریر یا تحریر کسی صورت مین پیش کرنا تھا، انکی ظاہری صورت سے بجز اسکے کہ کسی اسکول کا نیم تعلیم یافتہ شخص ہے اور کیا قیاس ہوتا ہے، عربی دانی کا کوئی اثر ان کے چہرہ پر نہین ہے، مین ان کی قدر کرتا ہون اور ان کو قابلِ ترقی سمجھتا ہون، اور اس کے لیئے آمادہ ہون کہ ..... لیکن مین پبلک تو نہین بن سکتا۔

۱؎ مکتوب الیہ نے ان کے بارے مین لکھا تھا کہ آپ علیگڈھ کالج مین [illegible] آسان شرائط پر داخلہ دیجئے یہ اس کا جواب ہے۔ حمید [illegible]

سے مولانا حمید الدین بی اے مراد ہین [illegible] مولانا ابوالکلام [illegible]

پولیٹیکل کروٹ کا مضمون آج لکھنے بیٹھا اور ختم بھی کر دیا، لیکن اب تو سب یہی بولی

بولنے لگے ہین، اور آزاد تو مجھ سے آگے ہین،

شبلی۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۲ء بمبئی۔

(۲)

تسلیم، ترجمہ پہنچا، یہ میری خوش قسمتی ہی کہ آپ خوش خط ہین، لیکن میری ضعف بصارت مستدعی ہی کہ ذرا جلی لکھیے، مارگیولیوس[1] کا پایہ جرجی زیدان سے بہت بلند ہی، وہ اس مکار کا خوشہ چین نہین، اسکی وسعت نظر بے انتہا ہی، اگرچہ اسکے ساتھ سخت بد دیانت اور غلط نتائج نکالنے والا ہی، مین نے اسکی کتاب کا پورا ترجمہ کرا لیا ہی۔ میور کے ماخذ بالکل ضعیف و ناقابل اسناد ہین۔

مین نے بشاہرہ مترجم کیلئے اشتہار دیا تھا، متعدد گریجویٹ کی درخواستین آئی ہین، ہاشمی صاحب (خارج کردہ کالج) بھی انھین مین ہین، گو بی اے نہین ہین، کیسکو انتخاب کرنا ہوگا، اب میری معیت کی ضرورت ہی۔ آپ کی اسکیم اب کیا ہی؟ کاش آپ کے کسی کام مین مین آپ کے کام آسکتا۔

ولہاوسن کا ترجمہ صرف وفات کا مطلوب ہے،

شبلی، حیدرآباد،

---

[1] مکتوب الیہ نے بہ تعلق (سیرۃ نبوی) انگریزی ترجمہ کی پہلی قسط بھیجی ہی، ضمناً یہ بھی تذکرہ کر دیا ہی کہ انگریزی مستشرقین مین اسوقت مارگولیوس و میور دو بہت بلند پایہ سمجھے جاتے ہین گو مارگولیوس کا ایک ماخذ جرجی زیدان ہی، یہ اسکا جواب ہی،

(۳)

مجتبیٰ۔

سلام مسنون، دوسری قسط بھی ترجمہ کی پہنچی، ترجمہ کی خوبی مستغنی عن الوصف ہے، آپ مجھے تحریر فرمائیے کہ آپ کس شغل مین ہین، اور آپکی اسکیم کیا ہی؟

میرے اشتہار پر جن لوگون نے درخواستین بھیجین، اُن مین سے مین نے ہاشمی کو بلایا ہی، ابھی تک وہ نہین آئے فرض کیجئے وہ نہ آئین تو کیا چار پانچ مہینہ کیلئے بھی آپ اسٹاف مین مستقل تعلق نہین رکھ سکتے[1]، اصل یہ ہی کہ پہلی جلد مین اب انگریزی اقتباسات کی جو جگہین خالی ہین، اُن کے بغیر کام رُکا پڑا ہی، آپ صرف مترجم نہین بلکہ مصنف بھی ہین، اسلیئے آپ کے سوا کوئی اور شخص مشکل سے میرے ارادون اور خواہشون کے موافق کام کرسکے گا، بہرحال جو فیصلہ ہو مطلع کیجیے گا،

ترجمہ مین آنحضرت کے متعلق واحد کی ضمیر نہ استعمال کیجیے بلکہ جمع کی،

مین اپنی مستقل قیامگاہ کا فیصلہ ابھی نہ کرسکا، ممکن ہی کہ میری ادھ ضعف کی بدہمتی مجھکو وطن کی پابندی اور "بہ شہر خود در روم و شہریار خود باشم" پر آمادہ کرے، وہان مکان ہے، رعایا ہے، احباب ہین، عزیز ہین غرض بیتا کے سوا سب کچھ ہے،

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا ہو کہ سیرۃ کے لیے وہ ایک گھنٹہ روز وقت نکال سکتے ہین لیکن اسٹاف سے مستقل تعلق نہین پیدا کرسکتا، اس کا جواب ہے۔

پولیٹیکل معاملات مین جو طوائف الملوکی پیدا ہو گئی ہی سخت قابل نفرت ہی،
وزیر حسن اور امیر علی کا کیا مقابلہ ہی؟ قوم حقیقت مین سرسید مرحوم کے وقت مین بھی
اندھی تھی اور اب بھی ہے۔

شبلی، ۱۵- نومبر ۱۹۱۳ء

(۴)

مجتبی،

سلام مسنون، مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے خیالات اور تجویزات[۱] سے مفصل
مجھکو اطلاع دی، مگر آپنے اس کا لحاظ نہین کیا کہ قدیم مصنفین اور بانیان فن، ابن سینا،
طوسی، رازی، ابن رشد وغیرہ نے سرکاری ملازمتون کے ساتھ علمی خدمتین انجام دی ہین
سرسید کے مہمات مشاغل صدر الصدوری کے زمانہ کے ہین، خالص علمی خدمت
کیلئے دُنیا مین بہت کم موقع ہی، یعنی دائرہ نہایت تنگ ہو جاتا ہی،
یہان فیلوشپ کا اب تک طریقہ نہین، مشرقی جامعہ کے بعد جو جلد قائم ہوگا،
(یعنی اس سال) یہ طریقہ جاری ہوگا، لیکن معلوم نہین یہین کیلئے یا باہر والون کیلئے
بھی۔ نواب عماد الملک سے مین نے ابھی بذریعۂ ایک خط کے پوچھا ہی اتفاق یہ کہ آپکے

---

[۱] مکتوب الیہ نے اپنی اسکیم سے اطلاع دی ہی اور یہ لکھا ہی کہ "عام دُنیوی عہدہ مجھے پسند نہین، فیلوشپ کے
طریقہ کی کوئی صورت نکل سکے تو بہتر ہی، میری کتاب "فلسفۂ جذبات" اسوقت تک طبع نہین ہوئی ہی، لیکن
مکمل ہو چکی ہی، عبد الحق صاحب سے مولوی عبد الحق بی اے، سکرٹری انجمن ترقی اُردو مراد ہین۔

خط پہنچنے کے وقت اُن کا دستی خط آیا تھا اور مین جواب لکھ رہا تھا، عبدالحق صاحب آپ کی کتاب بھیجدیتے تو مین عماد الملک کو دکھلا سکتا۔

ہان فوراً ایک امر قابل غور اور مشورہ احباب کے بعد لکھ بھیجئے۔ مین اب واپس آنا چاہتا ہون اور لکھنؤ خواہ مخواہ قیام کرنا پڑیگا، لیکن دار العلوم کے حالات اور ارکان کے تعلقات وخیالات کے لحاظ سے ایسا تو نہ ہو کہ مجھکو تکلیف ہو، یعنی گو مین کسی معاملہ مین دخل نہ دونگا، لیکن حالات بہرحال کانون مین پڑینگے، اس سے شاید کوفت ہو، مین سیرت کی پہلی جلد ۴۔۵ پانچ مہینہ مین تمام کرنا چاہتا ہون اور اس زمانہ کو نہایت سکون کے ساتھ بسر کرنا چاہتا ہون، مین نے سید سلیمان کو بلایا ہے، غالباً وہ آجائین، اگر آپ صرف ۴۔۵ مہینے کیلئے صیغۂ انگریزی کی افسری اور مہتمی کا کام انجام دیتے تو پہلی جلد نکل جاتی، مجھکو معلوم نہین کہ یورپ کے بیشمار ذخیرہ مین سے کیا کیا چیزین لینے کے قابل ہین، اور عام مترجم یہ بتا نہین سکتے، یہ کام کون کرے۔

شبلی ۔ ۱۷۔ نومبر ۱۹۱۳ء حیدرآباد

(۵)

جناب من۔

مین نے مولوی عبدالحق سے آپ کی کتاب مانگی جو بھیجی گئی تھی کہ عماد الملک بہادر کو دکھلاتا جو بہرحال فائدہ سے خالی نہ تھا، اُنھون نے لکھا کہ وہ کتاب مذکور واپس بھیج چکے نیز اُنھون نے لکھا کہ وہ کتاب چھپ رہی ہے، بعد اشاعت عماد الملک کو دکھاؤ

مین نے اطلاعًا آپ کو لکھا،

عنقریب آتا ہون، کوئی مکان ۳۰؍ ۳۵؍ کرایہ کا اچھا ملسکے تو نظر مین رکھیے،

شبلی۔ ۲۷۔ نومبر ۱۹۱۳ء

(۶)

مجبّی۔ سلام مسنون،

ولہاؤسن کے مضمون سے اب مقدم ضرورت یہ ہے عرب کے متعلق انسائیکلوپیڈیا وغیرہ سے ایک مضمون جو قریبًا دس بارہ صفحونکا ہو یا بشرط ضرورت اِس سے زیادہ لکھدیجیے جسمین اُمور ذیل کے متعلق معلومات ہون،

عرب کی قدامت،

عرب مین کون کون حکومتین قائم ہون،

حمیری، سبائی، نابتی خاندانون کے مختصر حالات اور اُنکے کتبہ،

عمارات قدیم مثلاً غمدان، مآرب، حصن ناعدا،

تہذیب و تمدن،

مین جلد تر روانہ ہونا چاہتا ہون، لیکن واقعات میرے اختیار مین نہین، آپنے میرے ضروری خط کا جواب نہین لکھا،

شبلی۔ ۴ دسمبر ۱۹۱۳ء

(۷)

جناب ماجد[1] صاحب زاد لطفہٗ

یورپین تصانیف کے متعلق سیرت کا ٹکڑا بھیجتا ہون، اِس مین دو باتین مطلوب ہین،

[1] یہ دستی رقعے ہین۔

۱- انگریزی نام انگریزی حرفون مین لکھ دیئے جائین جہان کہ صرف اردو خط مین ہین
۲- مصنفین یورپ کا جو نقشہ دیا ہی اس مین معمولی اور کم حیثیت تصانیف کو قلم زد
مثلاً جان ڈیون پورٹ کی کتاب اس نقشہ کے تمام نام انگریزی خط مین لکھ دیئے
جائین۔

شبلی ۶- جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۸)

جناب ماجد صاحب زاد لطفہ

یورپ کے خرافات متعلق اسلام کا میرے پاس پہلے سے بڑا سرمایہ ترجمہ شدہ
موجود ہی اسکے متعلق آپ کچھ نہ لین۔ فارسٹر کا جغرافیہ تاریخی شاید آپ کے پاس ہی
اس مین عرب قدیم کے متعلق معلومات مفیدہ و نادرہ انتخاب فرمائیے۔

گلارز کو الہ آباد لائبریری سے دریافت فرمائیے کہ وہان ہی یا نہین۔

شبلی- ۹ جنوری سنہ ۱۴ء

(۹)

اسلام کے وقت روم۔ فارس۔ ہند کی تمدنی و اخلاقی کیا حالت تھی؟ اسکو بدتش
کرکے لکھیئے "مورخون کی تاریخ عالم" کا آپ کیا ذکر کرتے ہین۔ مین نے اکثر سنی ہے۔
اسلام کے متعلق محض عامیانہ معلومات ہین

شبلی ۱۵ جنوری سنہ ۱۴ء

(۱۰)

مکرمی۔

اب تو ارسال کے پیرایہ مین آپ کے احسانات فوق الحد ہوتے جاتے ہین، مولوی امیر علی کا ترجمہ مقصود نہ تھا،[1] بلکہ انکے ماخذون سے لینا مقصود تھا، مین انکا حوالہ نہین دیسکتا

ع آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

شبلی ۳۱۔ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۱)

مکرمی جناب مولوی عبدالماجد صاحب بی۔ اے،

اسوقت ایک نہایت ضروری مشورہ کی غرض سے آپ کو تکلیف دیتا ہون[2]

شبلی۔ ۱۔ فروری سنہ ۱۹۱۴ء

---

[1] مکتوب الیہ نے "اسپرٹ آف اسلام" باب دل کی تلخیص کر کے بھیجی ہی، [2] مسٹر عبدالماجد فرماتے ہین: تحریر بالا شب کو ملی، مین اسیوقت گیا، مولانا بہت دیر تک تخلیہ مین گفتگو کرتے رہے، ماحصل یہ تھا کہ گورنمنٹ آجکل مجھ سے بدظن ہی، خصوصاً معاملہ کانپور کے متعلق میری نظمون سے حاذق الملک حکیم اجمل خان مجھے آج مسٹر برن چیف سکرٹری کے پاس لیگئے تھے وہ بہت کبیدہ تھے حالانکہ اس سے پیشتر نہایت اخلاق و تپاک سے ملتے تھے، تم انکے نام ایک مفصل چٹھی اس مضمون کی میری طرف سے لکھدو کہ مین مدت العمر کبھی انگریزی گورنمنٹ کا بدخواہ نہین رہا ہون، میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہی کہ مشرق و مغرب کے درمیان یگانگت بڑھے، اور ایک دوسرے کی طرف سے جو غلط فہمیان مدت دراز سے چلی آتی ہین، دور ہون، چنانچہ اس پر میری تمام تصانیف شاہد ہین، اس سے بڑھکر یہ کہ سنہ مین مین نے الندوہ مین ایک مستقل مضمون کے ذریعہ سے یہ ثابت کیا کہ مسلمانون پر انگریزی حکومت کی اطاعت و وفاداری مذہباً فرض ہی، اور اسی سال ندوہ کے سالانہ جلسہ مین وفاداری کا ایک رزولیوشن بھی پاس کرایا، پھر معاملہ مولوی عبدالکریم مین مجھے محض اس جرم پر کہ مین نے اپنے ضمیر کے مطابق ایک باغیانہ مضمون کی اشاعت بند کی، اخبارات مین گالیان سننا پڑین۔ رہا واقعہ کانپور کے متعلق نظمین تو وہ ایک ہنگامی جوش کا نتیجہ تھین، جس مین سارے ہندوستان کے مسلمانون کے ساتھ مین بھی شریک تھا،

(۱۲)

مخدومی۔

جس[1] خط کیلئے مین نے سب کو کہا ہی، وہ آدمی کے ہاتھ نہ بھیجئے گا، یہی مناسب ہوگا پر پڑھا دیجئے گا کہ مین نے اپنے کانشنس کے مطابق معاملہ مین پانچ ارکان کو ساتھ لیکر جو کیا، باوجود اس کے کہ بعد کو پبلک کے شور و غل کی وجہ سے سب نے اخبارات کے ذریعہ سے اپنی برأت ظاہر کی اور یہ لکھا کہ ہم نے فلان شخص کی وجہ سے مجبور ہو کر ایسا کیا لیکن صرف مین اپنی رائے پر اپنے فرض کے مطابق قائم رہا۔

شبلی۔

(۱۳)

مکرمی ماجد صاحب۔

۱۔ اب آپ کیا کر رہے ہین،

۲۔ انگریزی کتابون مین دیکھئے حسب ذیل کتابین ہین یا نہین۔ ۱۔ ابث ۲۔ ولسٹیڈ

۳ جغرافیہ فارس دوسری جلد،

۳۔ مضمون دار المصنفین کا جو انگریزی ترجمہ آپ نے کیا تھا مسبیضہ کی دفتی مین ہی، میان مسعود سے رجسٹری بھجوا دیجئے۔

۴۔ سرقہ کے متعلق کیا کارروائی ہوئی داخل دفتر یا زیر تحقیقات۔

---

[1] [illegible] سے متعلق ہے

۵۔ میان مسعود کا پتہ کیا ہے،

۶۔ میان مسعود سے پوچھیئے کہ کمرہ بند ہی تو خوشنویس کیا کرتے ہونگے، اور خود کمرہ کی حفاظت کا کیا بندوبست ہی، جبکہ ڈنکے کی چوٹ چوریان ہوتی ہین،

۷۔ جواب مفصل لکھیئے،

مولوی ابوالکلام آئے تھے، اور کہکر گئے تھے کہ ندوہ دیکھنے جاتا ہون۔

شبلی۔ ۲۰۔فروری ۱۹۱۴ء الہ آباد۔

(۱۴)

تسلیم، کارلائل وغیرہ کو ہات نہ لگایئے، وہ عربی مین موجود ہی، گبن کی بھی ضرورت نہ تھی، سرسید مرحوم کے ہان اس کا پورا ترجمہ قلمی موجود تھا، اور مین نے بارہا پڑھا ہی مین نے جن کتابون کے نام پر نشان کردیئے ہین وہ قابل ترجمہ ہون تو انکو لیجیئے۔

فارسٹر کا ایک نسخہ تو اب آیا ہی، لیکن پہلے نسخہ کی صرف ایک ہی جلد ہی یا دونون وہ نسخہ حیدرآباد کا ہی اور تقاضا آیا ہی۔ بھوپال سے ابتک جواب نہین آیا پھر لکھتا ہون، یہان مین دونون وقت کھانا کھاتا ہون، اور بہت صحیح ہون، اسلیئے ابھی تو یہین ہونگا،

عبدالسلام کو زیادہ تنخواہ ملتی ہی وہ کیون رکین گے، یونہی بہتر ہوگا کہ کوئی نیا شخص طیار کیا جائے[۱]۔ اگر تاریخی کتابون سے فراغت ہوچکی تو فلسفۂ مذہب کو لیجیے،

۱؎ اس زمانہ مین ارادہ یہ ہوا کہ مولانا کی زیر سرپرستی ایک خالص علمی رسالہ المعارف کے نام سے نکالا جائے، ذمہ دار ایڈیٹر مولوی عبدالسلام صاحب ندوی تجویز ہوئے ہین، مگر وہ الہلال کے اسٹاف مین کلکتہ جارہے ہین،

میری الماری مین چند کتابین ہین۔

شبلی، الہ آباد، ۱۰۔ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۵)

حسب ذیل مضامین سے وقتاً فوقتاً تحریر فرمائیے، لیکن خاص اقتباسات بھی ہون کہ بعینہ نقل کرسکون، الحاد و ردّ الحاد پر دو کتابین انگریزی مین دفتر سیرت مین ہین وجود باری کے دلایل، مذہب کی تائید و تردید، نکاح، طلاق، وراثت کے اصول عقلی و تمدنی حیثیت سے، نیز ان چیزون کی تاریخ، اثبات روح یا تردید۔

میان عبدالسلام تو کلکتہ جارہے ہین، اب رسالہ کا کیا ہوگا، ہمت نہین ہارنی چاہیے

شبلی، ۵۔ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء الہ آباد

(۱۶)

مکرمی۔

اجزا پہنچے، یہ ملحوظ رکھیے کہ آپ کبھی کسی حالت مین دو ڈھائی گھنٹہ روزانہ سے زیادہ کام نہ کیجیے، اسقدر کافی ہے، اس مین جتنا ہوجائے، مضمون کیلیے کتابون کا دیکھنا یا مہیا کرنا بھی انھی گھنٹون مین داخل ہے۔

مذہب یا الحاد پر ویسی تحقیقات کی ضرورت نہین جو آپ نے الکلام[1] کے لیے کی تھی، ایک دو مستند کتابین کافی ہین، ہان نکاح، وراثت، تعزیرات، تعدد ازدواج

---

[1] مکتوب الیہ نے الکلام پر پنجاب ریویو مین نقدانہ مضمون لکھا تھا۔

ی تاریخ اور ان کے جدید اُصول کے متعلق لکھنے کی بھی ضرورت ہے۔

شبلی۔ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۷)

مجتبی۔

خط پہنچا، سید کرامت[1] حسین کی کتاب مولوی ابو الکلام مجھ سے لیگئے کہ وہ خود ریویو لکھ دینگے،

حیدر آباد کی نسبت آپ کا خیال[2] صحیح نہین۔ مولوی سید حسین صاحب کی نسبت یہ خیال کہ بہ حیثیت پریسیڈنٹ انجمن اُردو آپ کی کتاب پڑھ چکے ہونگے عجیب حسن ظن ہے مولوی صاحب موصوف نے مشاہیر مصنفین کی کتابون کے بھی دو ہی ایک صفحے پڑھے ہونگے۔ اسکے علاوہ بڑی چیز وہان شہرت ہے، جب تک کوئی شخص عام شہرت نہ پیدا کرلے لوگون کو خود حضور **نظام** سے سفارش کرنے مین تامل ہوتا ہے، اسکے لئے ابھی دیر ہے اور نہ اسکی کوئی مثال موجود ہے۔ میرے لیے جب مولوی صاحب موصوف نے سفارش کی تھی تو حضور نظام نے خود جواب مین لکھا تھا کہ مجھکو خوشی ہوئی کہ ایسے شخص کیلئے آپ نے سفارش کی اور مین انکی سب تصنیفات اپنے پاس رکھنا چاہتا ہون۔ بہر حال اسکی اُمید سردست نہین ہوسکتی۔ فلسفہ کے باب مین میری سفارش

---

[1] مولوی سید کرامت حسین صاحب کی کتاب علم الاخلاق کا نیا ایڈیشن شائع ہونیوالا ہے، مکتوب الیہ نے مولانا سے تحریک کی ہے کہ یہ آپکے مقدمہ کے ساتھ شائع ہو، اسکا ذکر ہے۔ [2] حیدر آباد کی فیلوشپ وغیرہ کے تذکرہ کا جواب ہے۔

تحسین ناشناس ہوگی، البتہ اگر مولوی عبدالحق انکو خوب یقین دلادین تو شاید کوئی صورت ہوسکے،

آپ نے مذہب پر آج ایک ٹکڑا بھیجا، لیکن ابھی تو نولدیکی کا مضمون قرآن باقی ہی، وہ پورا کر لیجیے، مین نے اور عنوانات جو پہلے لکھے تھے انکا بھی خیال رکھیے۔

مولویون نے میرے کفر کے فتوے چار پانچ لکھکر بھوپال بھجوائے ہین، اور اشاعت کفر مین سفرائے ندوہ سے کام لیا جا رہا ہی، آفتاب احمد خان اور علیگڈھ کی سخت پارٹی اصلاح ندوہ کی مخالف اور حالات موجودہ کی حمایت پر جان لڑا دینے کے لیے آمادہ ہی،

یہ ہی ہمارا اخلوص، خیر زمانہ گو حقیقت شناس نہین ہی تاہم سچ ہمیشہ نقاب مین نہین رہیگا۔

شبلی، ۱۱-جون ۱۹۱۴ء بمبئی،

(۱۸)

جناب من۔

نولدیکی کا مضمون متعلق قرآن شریف آپ نے ناتمام چھوڑ دیا، پورا کرکے بھیجدیجیے، انگریزی کتابون مین ایک کتاب قرآن مجید کی تاریخی ترتیب پر ہی، اس کا یا اس کے اقتباسات کا ترجمہ ارسال فرمائیے،

مشکل یہ ہی کہ اب ضرورت پڑتی ہی کہ مترجم کی معیت ہو، اور یہان اسقدر شدت کا ارادہ ہی کہ ایک جلد بہمہ وجوہ طیار ہو کر نکل جائے، گذشتہ مہینون مین فضول وقت

بہت ضائع ہوا۔

ندوہ کو جسقدر سنبھالا جائے، بگڑتا جائیگا، اگرچہ اس سے اسقدر نفع ہوا کہ یہ لوگ ندوہ کے کامون مین زیادہ سرگرم ہو گئے ہین، اور شاید عمارت وغیرہ مین کچھ کام چل جائے رہا نصاب تعلیم تو اُسے زمانہ خود درست کر لیگا، ندوہ دیوبند نہین بن سکتا اور خود دیوبند کب تک دیوبند رہ سکتا ہے۔

تاریخی نظمون کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہی، الہلال دیکھیے گا، یہان بڑا سکون اور خاموشی ہی، دن بھر چپ چاپ گذر جاتی ہی، کوئی جھانکتا تک نہین۔

شبلی۔ بھائی کلہ۔ بمبئی۔ ۱۶۔ جون ۱۹۱۴ء

(۱۹)

اصل[1] یہ ہی کہ مین نے آپ کا مطلب ہی نہین سمجھا تھا۔ مین اخبار کیلیئے ریویو سمجھا تھا۔ رسالہ سامنے تھا مولوی ابوالکلام نے دیکھا اور مانگ لیا، بہرحال اب کلکتہ سے منگوایا ہی۔ بقیہ ترجمہ نولدیکی پہنچا۔

شبلی، ۲۰۔ جون ۱۹۱۴ء

(۲۰)

تسلیم۔ آپ ہی کے ہات کی لکھی ہوئی فہرست کتب انگریزی مین ایک کتاب ہی،

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا ہی کہ مولوی کرامت حسین صاحب کی کتاب پر بجز آپکے یا مولانا حالی کے کسی اور شخص کا مقدمہ لکھنا انکی توہین کرنا ہی، اگر آپ کو فرصت نہین تو اسکا بغیر کسی مقدمہ کے شائع ہونا یقیناً بہتر ہی، اسکا جواب،

جس کا اُردو نام آپ نے "قرآن کی تاریخی ترتیب" لکھا ہے، یہ کتاب ہمارے کام کی ہوگی، اس کا ترجمہ یا اقتباس ارسال فرمائیے۔ باقی نواب علی حسن خان صاحب منگوا سکتا تھا۔ تو یہی کارڈ کافی ہوگا البتہ تلاش کرنے کی زحمت آپ کو ہوگی کتابیں الگ صندوق میں ہیں، نواب صاحب نکلوا دینگے۔

سیرت کے ترجمہ انگریزی کا ذمہ مسٹر محمد علی نے لیا، براہ راست کرنل عبید اللہ خان سے خط و کتابت ہو کر۔

شبلی ۲۲-جون سنہ ۱۹۱۲ء بمبئی۔

(۲۱)

کارڈ پہنچا۔ ہرگز ہرگز اسکا ترجمہ نہ کیجئے ایسی کم رتبہ چیزوں کا ترجمہ مقصود نہیں

شبلی
۲۸-جون سنہ ۱۹۱۲ء

---

[1] مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ "قرآن کی تاریخی ترتیب" جس کا آپ ترجمہ چاہتے ہیں، نہایت ہی ادنیٰ درجہ کی کتاب ہے، اس کے آگے اس کے پیچھے [illegible] یہ خط اسی کا جواب ہے۔

(۱۴) ابوالکمال سید عبدالحکیم[1] صاحب دسنوی کے نام

(۱)

تسلیم - مین چھ سات مہینہ سے بیمار ہون - موازنہ انیس ابھی مطبع[2] مین نہین گئی،
مولانا حالی نے شاید ابتک اپنا رسالہ ختم نہین کیا -
کتب مشتہرہ مین سے ہربرٹ اسپنسر کی کتاب چھپ گئی اور عنقریب شائع
ہوگی - باقی زیر طبع ہین -
الکلام - سرکاری کتاب ہے، اِس مین تخفیف قیمت نہین کر سکتا -
ملازمت نے مجھکو حیدرآباد کے آنے پر مجبور کیا، مولوی **سلیمان** چند روز تک
میرے ساتھ رہتے تو اچھا ہوتا[3] - وہ جوہر قابل ہین -
شبلی نعمانی - حیدرآباد - ۲۷ - نومبر ۱۹۰۴ء

(۲)

جناب من -
سلام مسنون - کارڈ پہنچا - مشکور فرمایا - لکھنؤ مین[4] جو پارٹی لکھنؤ مین میری مخالف

---

[1] مولانا کے حلقۂ احباب و معتقدین مین ہین، دسنہ ضلع پٹنہ وطن ہے، قومی کامون سے بے انتہا دلچسپی لیتے ہین، مولانا کی تمام تحریکون مین سب سے پہلے حصہ لیتے تھے، اخبارات مین اُنکی تائید مین مضامین لکھتے تھے، [2] مولانا اسوقت انجمن ترقی اُردو کے سکرٹری تھے اور اسی حیثیت سے یہ خط ہے، [3] مولانا ابتک ندوہ مین نہین آئے تھے، [4] میر عبدالکریم کے واقعہ کے متعلق خطوط سلیمان دیکھو،

پہلے سے تھے انہے موقع پر اس قصہ کو طول دیا اور ایک جتھا بنا لیا ہے جو مختلف اخبارون
مین مضامین لکھتا ہے۔ یہ ایک باقاعدہ اور مسلسل کوشش ہے جو . . . . . وغیرہ کی طرف سے
کی جا رہی ہے۔

حیرت یہ ہے کہ مین نے اس معاملہ کو گورنمنٹ تک پہنچانے مین مطلق حصہ نہین
لیا۔ البتہ جب سب نے ہی کہا تو مین نے بھی اتفاق کیا۔ اُس پر یہ حال ہے کہ آپ الگ
ہین۔ نفاق کا یہ حال ہے کہ پبلک مین اپنی علیحدگی دکھاتے ہین۔ اور گورنمنٹ قیصر
سے ملکر تمام کام انجام دیے مجھکو خبر تک نہین ہونے پائی۔ حکام سے مذاکرات
کرنا۔ کچھ مہینہ کی مطلق کا ممبرون سے منظور کرانا۔ مجھکو ذرہ بھر اس سے تعلق نہین۔

سیرۃ نبوی کے متعلق روحانیات سے آپکی کیا مراد ہے؟ اگر اخلاق اور تقدس
نفس مراد ہے تو یہ لازمہ نبوت ہے بلکہ نبوت اسکا نام ہے۔ اس مین کیونکر کوئی شخص
کمی کرسکتا ہے۔ اور اگر اور کچھ مراد ہو تو تحریر فرمائیے۔

آج کل کے ریاکارون نے دوسرون سے بدگمان کرنے کے لیے بہت سے الفاظ
تراشے ہین۔ ان مین سے ایک یہ بھی ہے کہ فلان شخص مین روحانیت نہین۔ فلان شخص
عالم ہے لیکن دیندار نہین۔ لیکن انہی دیندارون کو مین نے دیکھا ہے کہ نماز تہجد بھی غائب
نہین ہوتی۔ باوجود اسکے انکی دینداری اور روحانیت مین ذرہ بھر فرق نہین آتا۔
یقین فرمائیے زمانہ کی خرابازاری دیکھکر دنیا مین زندگی وبال معلوم ہوتی ہے

سلہ مخالفین معترض تھے۔ [illegible]

خواص تک عوام بنگئے ہین۔ حق وباطل کی تمیز کا مادہ مسلوب ہوگیا ہی۔ مدینہ یونیورسٹی کے نصاب پر جو کچھ یہ حضرات لکھ رہے ہین، کیا سچائی پر مبنی ہی۔ صرف یہ کاوش ہی کہ اِن کا نام کیون نہین لیا گیا۔

قرآن شریف پر نقطے حجاج بن یوسف نے لگائے۔ اور کسی نے یہ نہ کہا کہ حجاج پر قوم کو بھروسا نہین۔ بلکہ وہی منقط قرآن آج تمام دنیا مین پھیلا ہوا ہے۔ موجودہ عمارت کعبہ بھی حجاج کی ہے۔

بلاغت کا پورا فن جس سے قرآن مجید مین ہر جگہ کام لیا جاتا ہی جاحظ۔ عبدالقاہر جرجانی سکاکی۔ کا بنایا ہوا ہی، یہ سب معتزلی تھے کسی نے نہین کہا کہ انپر قوم کو اعتماد نہین، تفسیر کشاف تمام محدثین تک پڑھتے تھے، حالانکہ اس مین اعتزال بھرا ہوا ہے۔

قوم مین جب نیک وبد کی تمیز ہوتی ہی تو وہ کسی چیز سے نہین ڈرتی۔ اسکو خود بھروسا ہوتا ہی کہ وہ خذ ما صفا کرلیگی۔ جب علم نہین رہتا اور حسد اور رشک کے سوا اور کوئی جوہر نہین موجود ہوتا تو لوگ اِس قسم کی باتین کہکر اپنا دل خوش کرتے ہین، اور لوگونکو بدگمان بناتے ہین۔

ارباب دیوبند نہایت زاہد اور متقشف ہین۔ اسکے ساتھ وسیع النظر بھی نہین ہین۔ تاہم چونکہ مخلص ہین۔ اسلیئے شور وشر نہین مچاتے۔ کوئی پوچھتا ہی تو جو جانتے ہین بتا دیتے ہین۔

غرض یہ قصّہ طول ہی۔ مین اب تک لکھنے سے بھی عاجز ہون۔ جوش مین

آخر کیا کیا لکھ گیا۔ یغفر اللہ لی۔

شبلی ۲۹۔ مئی سنہ ۱۹۱۳ء بمبئی

(۳)

سلام مسنون۔ عنایت نامہ پہنچا، مشکور فرمایا۔ لڑکوں کے تار پے در پے نہایت الحاح کے ساتھ آئے کہ استعفا واپس لوں۔ میں نے انکو جواب مناسب لکھ دیا۔ قدردان احباب کے خطوط بھی آرہے ہیں۔ شاید جا بجا جلسے بھی اظہار افسوس کے ہوں۔ لیکن خیال فرمائیے چارہ کیا تھا۔ یقین سمجھیے کہ اگر یہ ظالم قدم قدم پر روڑے نہ اٹکاتے تو ندوہ اب تک کہاں پہنچا ہوتا۔ دلی کا جلسہ آغا خان کا بلانا۔ اور سالانہ مقرر کرانا۔ رامپور کے تعلقات۔ گورنمنٹ سے صفائی کے وسائل اولین سید رشید رضا کی آمد۔ یہ تمام باتیں ان سبھوں کی مخالفت کے ساتھ انجام دی گئیں۔ اور بعض واقعات کو پہلے ان سے مخفی رکھا گیا۔

بات یہ ہے کہ جب کسی بڑی جگہ سے ندوہ کو روشناس کیا جاتا ہے تو یہ مخالفت کرتے ہیں اس بنا پر کہ روشناسی کا ذریعہ وہ خود نہیں ہوتے۔ میں نے انکو بارہا کہا او توجہ دلائی آپ خود تحریک کیجیے۔ لیکن اگر کی بھی تو کسی نے ذرا توجہ نہ کی۔

بہرحال اتنا تو ایک ورس ان بدباطنوں سے نجات رہیگی اور دربار رسالتکا تہ نہ ہوگا

شبلی ۲۔ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

---

۵۱ طلبائے دارالعلوم ۵۲ دارالعلوم کی معتمدی سے۔

(۴)

جناب من۔

تسلیم۔ سیرت کے ابھی تک صرف تین سو[۳۰۰] صفحے ہوئے ہین جو اصل کتاب کا پانچوان حصہ ہی۔ میری نظمین ضبط نہین ہوئی ہین۔ بلکہ اور لوگونکی نظمون کا ایک پمفلٹ کلکتہ سے شائع ہوا تھا اس مین میری صرف ایک نظم تھی۔ سید سلیمان اس سے بخوبی واقف ہین اُن سے دریافت فرمالیجیے۔[له]

مین نظم پر باوجود ہزارون شعر کہنے کے بالکل قادر نہین۔ یعنی بغیر کسی خاص فوری تاثر کے ایک حرف نہین لکھ سکتا۔ بارہا احباب نے فرمائشین کین اور کئی کئی دن تک طبیعت پر زور ڈالا لیکن کچھ نہ کہ سکا۔ اسلیئے طالب معافی ہون۔

سیرۃ کے بعض مواد کی تلاش مین بمبئی سے یہان چلا آیا ہون۔

شبلی ۲۲ ستمبر ۱۹۱۳ع از حیدر آباد۔

(۵)

تسلیم۔ پمفلٹ نہین، بلکہ سلسلۂ مضامین کا ارادہ[له] ہی۔ پرچہ کون نکالے مین کسی کام کا نہین رہا۔ سید سلیمان پونا گئے اور جانا ناگزیر تھا۔ سید سلیمان کے مقابلہ مین پانچ بی اے تھے جن مین سے دو ایم۔ اے تھے۔ لیکن کوشش کی گئی اور وہی کامیاب رہے۔ سال بھر مین چھ مہینہ کی چھٹی ہوتی ہی۔ تین تین مہینہ کی مستقل۔

له دیکھو سیمان ۲۰، ۵۲ متعلق معاملات ندوہ

ندوہ مین سردست تو اسیقدر تعلق ہو کہ ستعد طلبہ آئے ہین اور ایک باب
سبق[1] خاص تحقیقات کے ساتھ اپنے ذمہ لے لیا ہو۔ حالت یہ ہو رہی ہو کہ بس چھ مہینے
مین ادھر یا اُدھر کوئی فیصلہ ہو جائیگا۔ سرکاری انسپکٹر آیا تھا اُسنے سخت رپورٹ لکھی
اور اعانت سرکاری کے بند ہو جانے کا خوف دلایا۔

شبلی ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۶)

مکرمی۔

تسلیم۔ جو خط اتفاقاً جواب دینے سے رہجاتا ہو۔ نہ وہ محفوظ رہتا ہو نہ اسکا مضمون
یاد نہین۔ آپ نے خط مین کیا تحریر فرمایا تھا۔

ضعف کی وجہ سے کچھ لکھا نہین جاتا۔ کچھ بھی لکھ سکتا ہون۔ تو سیرۃ کے سوا اس
قوت کے صرف کرنے کی ہمت نہین ہوتی۔ اسلیئے ندوہ پر کچھ نہ لکھ سکا۔

ملک مین اضطراب[2] تو ہو، لیکن اتنے سے کیا ہو سکتا ہو۔ خود غرض بہت سخت
دل ہین۔

شبلی۔ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

(۷)

سلام مسنون۔ مین نے پانچ مہینے ہوئے آپکی تحریک پیش کی تھی لیکن ندوہ والے

---

[1] بخاری شریف کا درس دیکھو [illegible] [2] ندوہ کے متعلق [illegible]

راضی نہین - ان کے نزدیک میرا لکھنؤ مین قیام بھی مضر ہے۔
یہ عزم ہو چکا ہی - سردست تو مین بمبئی مین رمضان کے بعد چند عربی خوان
طلبہ کو بلاؤنگا - ان مین ایک معین الدین استھانوی بھی[1] ہے - پھر کچھ اور انتظام
کرونگا -

شبلی - ۱۹ - جولائی ۱۹۱۴ء بمبئی -

(۱۵) مولانا سیّد عبدالحی صاحب ناظم ندوہ کے نام

(۱)

خط متعلق تحریر دعا نامہ موسومہ نواب بھاولپور پہنچا - مین پہلے لکھ چکا ہون کہ یہ نہایت
وناءت کی بات ہی کہ موقع جشن پر اور رنگتون کی طرح، ندوہ کا وفد بھی اپنا بھجن گائے -
علما کی شرکت اسی قسم کے خیالات پیدا کرتی ہی -
کیا علی گڈھ کالج بھی ایسی بدہمتی کرسکتا ہی ؟

شبلی - ۲۵ - اکتوبر ۱۹۰۳ء

(۲)

حیدرآباد کا وفد طیار ہی، اب مصارف سفر کیلئے روپئے نکلوا دیجئے - اگر شاہ
ابوالخیر صاحب بھی لیئے جائین تو رقم زیادہ ڈبل ہوگی -

[1] مولوی معین الدین ندوی کا نام مکتوب الیہ کے قرب وطن کی وجہ سے لیا ہی -

سید سلیمان کا چلنا بھی مناسب ہوگا۔ اور شاہ صاحب[2] تو سب پر مقدم ہین۔

شبلی الہ آباد۔ ١٧۔ نومبر سنہ ١٩٠٧ء

(٣)

مکرمی۔

شاہ صاحب[1] کا خط میرے پاس بھی آیا ہی کہ بمبئی آئینگے لیکن میرا خیال ہی کہ وہ اس غرض سے آتے ہین کہ یہان سے براہ دریا کراچی جائین۔ خیر مجھکو اس سے کیا غرض، حیدر آباد چلنا ہی کراچی کے بعد ہی سہی۔

شاہ ابوالخیر کی چندان ضرورت نہین معلوم ہوتی، لیکن ڈر ہی کہ ناراض نہ ہوجائین مین تو بالکل طیار ہون۔ لیکن تنہا کیونکر جاؤن۔ غالباً جنوری سے پہلے کوئی تاریخ ہوگی۔ شروانی صاحب کو لکھیئے کہ اس سے اچھا کیا موقع ہی کہ کراچی سے بمبئی آئین یہان سے ساتھ حیدر آباد چلین گے، وہ خود بھی حیدر آباد کے شائق ہین۔ پانون کے بچنے مین ابھی دیر ہے، لنگڑا ہی بنکر جانا ہوگا، روپیے کی بیشک ضرورت ہوگی لیکن ابھی کیا، انھون کیا معلوم لوگ آتے ہین یا نہین۔

رپورٹ دار العلوم بہت سی بھجوا دیجئے۔ ہر جگہ تقسیم کرنی ہوگی۔

شبلی

٢٢۔ دسمبر سنہ ١٩٠٧ء

---

[1] شاہ محمد حسین صاحب پھلواری۔ [2] شاہ سلیمان صاحب پھلواری۔

(۴)

آپ کو خط لکھ چکا تھا کہ آپ کا خط آیا۔

۱۔ بٹلر کی ترقی بھی ہملوگون کو مضر ہوتی ہو کیا قسمت ہی، بہر حال وہ کاغذات بٹلر نے کس محکمہ مین کسکے پاس بھیجے یا آپ کو واپس کیے، مفصل لکھیے آپ تو اجمال سے کام لیتے ہین، ان کی باتون سے کیا ان کا صاف ہونا ثابت ہوتا تھا۔

۲۔ بٹلر صاحب شملہ گئے ہون گے، کیا وہان کوئی شخص مل کر اُن سے ان کے جانشین کے نام سفارشی خط نہین ۔ سکتا۔

۳۔ جب ایک مہینہ کے بعد بھی میرا آنا جلسہ کیلئے کافی ہو سکتا ہی تو اتنے مین حیدرآباد کیون نہ ہو آؤن، شاہ سلیمان صاحب کو تار دیجیے کہ آپ کا کیا ارادہ ہی اور جواب سے فوراً مطلع فرمائیے۔

۴۔ کیا منشی احتشام علی صاحب جلسۂ عام پر لکھنؤ مین راضی ہین۔

۵۔ چند طلبا کو عربی تقریر کی مشق کا حکم دیجیے۔

۶۔ بھوپال سے مجھکو ایک کتاب کی درستی کے صلہ مین ۔۔۔ ملے مین نے انکو لکھا کہ ندوہ مین دیدیے جائین، کئی بار لکھا، ابتک جواب نہین آیا۔ اب مین اپنی طرف سے وہ روپیے بھیجدیتا ہون، مدرسہ مین کھانے کا کوئی کمرہ نہین ہی، پانسو کی لاگت مین ایک کمرہ کا نقشہ تجویز کیجیے، یہ رقم موجود ہی باقی بھی مین دونگا، اور کمرہ میری مرحوم بیوی کے نام سے موسوم ہو،

۷- باقی اُمور کی نسبت پہلے خط مین لکھ چکا ہون مفصل جواب لکھیے۔

شبلی- ۲۹ جنوری ۱۹۰۸ء بمبئی

(۱۶) مولوی سید نواب علی پروفیسر بڑودہ کالج کے نام

(۱)

مکرمی-

تسلیم- والانامہ پہنچا- انگریزی خوان جو فارسی دان بھی ہون کم ملتے ہین- کالجون کی فارسی جیسی ہوتی ہی- آپ کو معلوم ہی پُرانا طریقہ تعلیم فارسی معدوم ہو چکا ہی علی گڈھ مین شاید ایسے تعلیم یافتہ ملین- میرے بعض شناسا انگریزی کے ایف اے موجود ہین لیکن انکی فارسی پر اطمینان نہین- مین نے آپ کے حسب ارشاد بالکل سکوت کیا یہان تک کہ اب ندوہ سے استعفا بھیجدیا- البتہ اس بات کی ضرورت ہی کہ اب ندوہ کا تمام کاروبار پبلک کے سامنے آجائے اور شخصیت اور ذاتیت سے جو نقصان پہنچ رہا ہی وہ جاتا رہی تاکہ ندوہ کچھ اُبھر سکے- لوگونکی دراندازی کی وجہسے مین دو تین برس سے کچھ ترقی نہ دے سکا-

دو آدمیون نے ندوہ کو بالکل ذاتی چیز بنا لیا ہی خیر یہ باتین پھر کبھی ہونگی-

سیرت کی جلد اول تا زمان وفات گویا لکھ لیا ہی لیکن یہ کتاب کا سوان حصہ ہی- انگریزی ماخذ تمام پیش نظر ہین جرمن مین سے صرف نولدیک اور والهاوسن انگریزی

ہین ترجمہ ہوگئے ہین۔ باقی سے محرومی ہے۔ لیکن مستند یہی چند اشخاص ہین۔
سیرۃ کے متعلق، یورپ کی غلط کاریون کا تعجب نہین جبکہ خود اسلامی مورخین اور
ارباب روایت نے سیکڑون غلطیان کی ہین۔ مجھکو تاریخ نہین بلکہ عدالت کا فیصلہ لکھنا
پڑتا ہے۔ لیکن انداز بیان تاریخی ہوتا ہے ورنہ بے لطف ہو جائے۔

شبلی۔ نیونا گپاڑہ روڈ، بمبئی، ۱۶۔ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء

(۲)

مکرمی۔ تسلیم۔

والا نامہ پہنچا۔ نہایت ممنون کیا۔

انگریزی ترجمہ کے لئے دو شخص مستقل ملازم تھے، ایک بی۔ اے، اور ایک انڈر گریجوئٹ
مارگیولوس کی لائف آف محمد کا پورا ترجمہ اور سر ولیم میور، اور نولدیکی جرمنی کا آرٹکل
قرآن مجید مندرجۂ انسائیکلوپیڈیا اور باسورتھ ایم اے، اور میکڈانلڈ وغیرہ کے اقتباسات
کا ترجمہ ہوا، نولدیکی جرمن کا بہت بڑا عربی دان عالم ہے، اسکے آرٹکل کا پورا ترجمہ
کیا گیا۔

ڈاکٹر اسپرنگر جرمنی۔ عربی کا بہت ماہر تھا، اس نے آنحضرت کی سوانحعمری ۳ ضخیم
جلدون مین لکھی ہے۔ اس سے فائدہ اُٹھانے کا کوئی سامان نہین[1]۔

آپ پہلے یہ دریافت فرما کر لکھین کہ وہان اسلام، اور جناب رسالتپناہ کی

---

[1] دیکھو مکتوب ۵۴۔

سوانح کے متعلق کیا کیا کتابین ہین جرمن و فرنچ و انگریزی سب مین جرمن کے ترجمہ کا
کیا بندوبست ہوگا۔ فرنچ مین دوزی بڑا عربی دان گذرا ہی اس نے عربی لغت پر جو اضافہ
کیا ہی وہ عجیب و غریب چیز ہی اور میرے پاس ہی۔ مادہ قیمت ہے۔

ہان ایسی کتابین بھی درکار ہین جن مین فلسفیانہ طور پر مذہب اور اصول مذہب
سے بحث ہی اور یہ کہ مذہب کوئی ضروری چیز ہی یا نہین اور ہی تو صحیح مذہب کے کیا اصول
ہوسکتے ہین۔

جواب آئے تو پھر وہ آنے کے متعلق اپنا ارادہ ظاہر کرون۔ غنیمت ہے کہ یہان بعض
احباب اور تلامذہ ہین۔ جو انگریزی معلومات مین مدد دیتے ہین۔ مثلاً پروفیسر عباس اور مولوی
محمد علی بی۔اے اور شیخ عبدالقادر ایم اے۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۱۰ جولائی ۰۳ء

(۳)

تسلیم۔ ارادۃ اللہ غالبۃ علی ارادۃ الناس۔ سیرت کے چھپوانے کے بندوبست کے لیے
جلد تر لکھنؤ واپس جانا ہی۔ کتاب کا چھپوانا تصنیف سے زیادہ مشکل ہی۔ دو برس کا تجربہ
متواتر ہی افسوس لوگ آشنا نہین ہین ورنہ آپ بخوبی ان سے آزاد تھے۔ نواب عماد الملک
بلگرامی نے پندرہ پارے ترجمہ قرآن مجید طیار کر لیے ان کو مشتبہ اور غیر فیصل شدہ الفاظ کے لیے
کوئی صاحب مشورہ نہین ملتا۔ کچھ اشارہ ہی کہ چند روز کے لیے حیدرآباد جاؤن۔ دیکھیے ہوا
کدھر کی تیز ہی۔ کیا آپ ملاحدہ کے قوی اعتراضات کا محض دے سکتے ہین۔ مین نے اصول

ایک کتاب منگوائی ہی لیکن یہان ترجمہ نہین ہو سکا۔

شبلی۔ ممبئی۔ ۲۵۔ اگست سنہ ۱۹۱۳ء

(۴)

جناب مکرم، تسلیم۔

انشاءاللہ پرسون روانہ ہو جاؤنگا۔ ابھی تک حیدرآباد کا ارادہ ہی، کتابین بند ہو چکین، اسلیئے رسالہ الحاویہ کے مصنف کا نام نہین بتا سکتا۔ لیکن حال کا شخص ہی اور رانپسر سے زیادہ لیتا ہی۔ نظم کا کیا کہنا۔ اگر اس مین کوئی نقص ہی تو یہی ہی کہ میری تعریف ہی۔ اور وہ بھی فوق الحد، حیدرآباد سے جلد واپس ہو کر الہ آباد جاؤن گا، اور چھپنے کا بندوبست کرونگا، یہان بھر کے چند مطابع بہت بڑے پیمانہ کے انگریزون اور ہندوؤنکے ہین۔ تمام ملازم انگریز ہین۔ نہایت عمدہ کام ہوتا ہی۔ صرف کاتب کا انتظام خود کرنا ہوتا ہی۔ ایک کا نام ہاٹے پریس ہی۔ جو بھائی کلا مین ہے۔

مین کہین ہون۔ آپ جواب یہین بھیجین۔ والتسلیم

شبلی ۲۹۔ اگست سنہ ۱۹۱۳ء

(۵)

مکرمی۔

تسلیم۔ عجیب اتفاق ہی دو دن ہوئے، چاہا کہ آپ کو خط لکھون اور خلاصۂ آرا حکمائے یورپ طلب کرون، آج آپ کا نوازشنامہ ملا مشکور فرمایا۔ مین یہان نواب عمادالملک کے

ایماسے آگیا تھا۔ وہ ترجمہ القرآن سے آگے ہمت نہین کرسکتے۔ عمر بھی ۷۰ کے قریب ہے۔ ترجمہ نصف ہوچکا ہے۔

سیرۃ نبوی کا تیسرا حصہ قرآن مجید پر مستقلاً ایک کتاب ہے۔ اگر اسوقت تک طیار ہوجائے تو وہی نواب عماد الملک کو دیدونگا۔

اہل قادیان کو دعویٰ ہے کہ مولوی محمد علی قادیانی نے اپنے ترجمہ اور حواشئ قرآن مین یہ تمام عقدے حل کردئیے ہین۔

ارباب فلسفہ کی اخیر تحقیق بھی قرآن مجید کے اشارات بلکہ تصریحات سے آگے نہین بڑھتی، قرآن مجید حقائق سے مملو ہے، ذرا غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔

مین غالباً سید ہا لکھنؤ۔ اور پھر الہ آباد جاؤن۔ اس غیبت مین ادھر کے بہت سے کام رہ گئے اور دیر ہوئی تو برباد ہوجائین گے ندوہ کے لیے شرر، عبد الودود بریلوی، بعض اور اشخاص نے صدائین بلند کین کہ یہ ایک بڑا قومی معاملہ ہے جو کچھ ہونا چاہیئے قوم کی مجموعی رائے سے ہونا چاہیئے نہ کہ چار پانچ شخص نے جو چاہا کرلیا اور جس کو چاہا نام ٹھیرادیا۔

بہرحال متفقہ صدائے احتجاج کی ضرورت ہے۔

مین گو درحقیقت ضعف کی وجہ سے سکرٹری شپ کے قابل نہین لیکن ایسے لوگ موجود ہین جو ناظم موجود سے ہزار درجہ بہتر ہین۔

شبلی ۴۔ نومبر ۱۹۱۳ء

حیدرآباد

(۱۷) مولانا محمد علی صاحب ناظم ندوہ کے نام

(۱)

والانامہ نمبری ۱۱۵ پہنچا۔ مالیر کوٹلہ اور اجمیر جانا چاہیئے، مگر صرف راہ وہین سے آئے تب۔ کیونکہ یہ مقامی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ندوہ کے صرف سے ہر جگہ کوئی عہدہ دار جایا کرے تو دیوالہ ہو جائے۔

اشاعت اسلام کیلئے کوئی معتمد بہ لحاظ قبولیت اور شہرت نامزد کر دینا چاہیئے، گو وہ کان پور مین ٹھہر کر کام نہ کرے، کام ہوتا ہی رہیگا اور آخر تمام ارکان و معتمدین بھی کچھ نہ کچھ حصہ لیتے ہین۔

معتمد کے نامزد کرنے سے اولاً تو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خواہ مخواہ کچھ بار پڑیگا۔ دوسرے قوم پر اس کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور متعدد لائق آدمی کام کر رہے ہین، کالج مین مولوی سمیع اللہ خان۔ مولوی مشتاق حسین، خواجہ محمد یوسف مختلف صیغوں کے سکرٹری تھے، حالانکہ یہ لوگ دور دور رہتے تھے، خصوصاً مولوی سمیع اللہ خان ملازمت کی وجہ سے اکثر باہر رہے۔

میان مہدی حسن[1] کی علالت اب خطرناک ہو گئی ہے اور تمام خاندان سخت پریشان ہے۔

والسلام — شبلی۔ ۱۴- اپریل ۱۸۹۷ء

---

[1] مولانا کے بھائی،

(۲)

[illegible] ... میں کالج ... [illegible] ... کالج دو جون کو کھلتا ہے ... [illegible]

ایک دن کی دیر لگاتا تو تمام تعطیل سوخت ہوجاتی یعنی تعطیل ایام رخصت مین شمار ہوتی اسوجہ سے مجبوراً جلسہ انتظامیہ کی شرکت سے باز رہا۔ آپ میری طرف سے جس کو چاہین وکیل مقرر کردین، مجھکو منظور ہے۔

قواعد حجاج کے[1] رزولیوشن سے مجھکو اختلاف ہے۔ ڈیپوٹیشن اسوقت تک کامیاب نہوگا جب تک لوگ یہ نہ جانین کہ ندوہ کے ہاتھ کون سے بڑے کام کے انجام پانیکی اُمید ہے۔ ابھی تک بجز عہدۂ افتا کے کوئی بڑا مقصد ظاہر نہین کیا گیا۔ والتسلیم

شبلی نعمانی۔ ۳۰۔ جون ۱۹۱۵ء علی گڈھ

(۱۸)۔ ملّا عبدالقیوم صاحب حیدرآبادی کے نام

(۱)

مخدومی۔ سلام مسنون۔ ندوہ پر جو کچھ گذری اور گذر رہی ہے وہ آپ سُنتے رہے ہونگے۔ اسمین شک نہین کہ ندوہ کے کارکن اچھے نہین ہین لیکن کام ایسا ہے کہ تمام مذہبی اُمیدین اسی سے وابستہ ہین۔ اسکی کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ اس کا سالانہ جلسہ ایک دفعہ حیدرآباد مین ہو اور آپ کے زیر اہتمام ہو۔ ہمنے بعض علمائے حیدرآباد

---

[1] حج کے متعلق ندوہ کوئی تجویز پیش کرنے والا تھا۔

کو لکھا تھا اور بھی تحریک کی تھی کہ نواب مدار المہام بہادر یا ظفر جنگ بہادر سے صدر نشینی
کی درخواست کیجائے' اُنھون نے لکھا کہ سب کچھ ہو سکتا ہی لیکن پہلے شرط یہ ہی کہ مُلّا صاحب
آمادہ ہون اور اسکی سرپرستی قبول کرلین' اس بنا پر میری گذارش ہی کہ آپ اس کار خیر
مین اعانت فرمائین اور مجھکو جواب سے مطلع فرمائین۔

شبلی نعمانی۔ ۱۵- جولائی ۱۹۰۶ء

(۲)

مولانا۔

ندوہ کا علی گڈھ مین ضم ہونا محالات سے ہی' ارکان مین میرے سوا علی گڈھ کا
طرفدار کون ہی؟ لیکن مین باوجود حمایت تعلیم انگریزی کے ندوہ کو انشاء اللہ علیگڈھ مین
ضم نہونے دونگا۔ واللہ علی ما نقول شہید

آپ کی مجبوریان مجھکو معلوم ہین' لیکن مین یہ نہین کہتا کہ آپ کھلم کھلا ندوہ کے لیئے وہان
کوشش کرین' بلکہ آپ کی خاموش اور مخفی تدابیر ہمارے لیے مفید ہونگی۔

مدار المہام بہادر کے پاس اگر ندوہ کا وفد جائے تو کیا وہ اسکی درخواست کو اعلیحضرت[1]
مین نہ پیش کرینگے۔

غرض آپ سے مشورہ اور صلاح مطلوب ہے' اور آپسے زیادہ وہان کا کون اندازہ دان
ہو سکتا ہے۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۹- اگست ۱۹۰۶ء

---

[1] حضور نظام۔

(۳)

مولانا ۔

افسوس ہی کہ مولوی مسیح الزمان صاحب کا[۱] پہلا خط میرے پاس نہین رہا اس مین اور بھی زیادہ اس بات پر زور دیا تھا ،

ارکان مجلس مین مولوی عبد الغنی صاحب شاگرد مفتی لطف اللہ صاحب کو بھی جو ہمارے ایک مدرسہ مین صدر مدرس ہین ، شامل کر لیا جائے ، نواب عماد الملک بھی شرکت پسند کرینگے اور وہ نہ ہون تو مولوی حکیم عبد الرحمن صاحب تو ہر طرح اہل ہین ، البتہ وہ سیقدر پرانی لکیر پر زیادہ زور دینگے ، لیکن اُن سے گفتگو کر چکا ہون وہ رفتہ رفتہ راہ پر آجائینگے معین الندوہ کے وہ سکرٹری بھی ہین ،

پہلے ایک مجلس ہو جسمین آپ حکیم عبد الرحمن ، مولوی غلام محمد مولوی عبد الغنی مولوی رفیع الدین ، مولوی احمد زمان متولی مدرسہ اور بعض اور بزرگ جمع ہون مجلس مین ان اصولون پر بحث کیجائے جسپر کارروائی چلانی ہو پھر وہین ایک مسودہ کارروائی تیار ہو اسکی بھی آئندہ کارروائی چلے ،

پرسون تعطیل ہو آپ جہان چاہیے جلسہ کیجیے اور مجھکو اور سب لوگونکو اطلاع دیدیجیے کل کے جلسہ مین بھی اسکا تذکرہ کر دیا جائے اور اس حیثیت سے کہ معین الندوہ کا مقصد اصلاح نصاب بھی ہو اور اسکا عمدہ موقع اسوقت فلان مدرسہ مین حاصل ہو ۔

---

[۱] مولوی مسیح [illegible] زمان صاحب [illegible]

بہرحال ایک جلسہ کیجیے پھر سب کچھ فیصلہ ہو جائیگا، لیکن سب سے مقدم یہ کہ مولوی احمد زمان سے پوچھنا ہوگا کہ آپ کا مدرسہ اصلاحون کو برداشت کرسکتا ہی یا نہین۔

شبلی۔ ۶۔ شعبان ۱۳۲۱ھ

(۱۹) شیخ رشید الدین صاحب انصاری کے نام

(۱)

برادرم

تمھارا غمزدہ خط پہنچا، چھوٹی بھاوج کا انتقال درحقیقت افسوس کے قابل ہی بھائی[۱] تمھارے حالات بے شبہہ دردانگیز ہین لیکن مین بھی کسیقدر تمھارا ہمدرد ہون۔

حبل المتین مین تم نے میرے متعلق جو خبر پڑھی وہ بے شبہہ صحیح ہی چنانچہ نواب مدارالمہام کا حکم تحریری آچکا، لیکن مین نے منظور نہین کیا، یہانکی پوزیشن کے لحاظ سے چار پانچسو روپیہ ماہوار مین کام نہین چلتا۔ بہرحال ابھی تک کوئی بات یکسو نہین ہوئی، ولیعہد بہادر ایک ناگہانی صدمہ سے بچگئے تھے، اُسپر نواب مدارالمہام بہادر کیطرف سے ایک جلسہ ہوا مین نظم کیلئے مجبور کیا گیا چنانچہ ایک فوری نظم لکھی۔ اسکی ایک کاپی مرسل ہے۔

میرے خطوط بالکل بدمزہ ہوتے ہین۔ اُنکو کیا جمع کرتے ہو، مجھکو خود مزا نہین آتا تو اورون کو کیا آئے گا۔ میرے مصارف بہت بڑھگئے ہین۔ اور آمدنی بجالہ۔ میان حمید[۲] کا

---

[۱] مولانا کے ماموں زاد بھائی۔
[۲] مولوی حمید الدین صاحب بی۔ اے۔

مدت سے کوئی خط نہین آیا۔ افسوس اُنھون نے کسی قسم کا کوئی پبلک کام نہین کیا۔ ورنہ
مین اسوقت یہان ان کے لیے بہت کچھ کرسکتا تھا خصوصاً اسوجہ سے کہ وہ ذوجہتین
ہین یعنی انگریزی بھی جانتے ہین۔

صدرالدین ایک ہفتخوان سے تو میان حمید کی بدولت نکلا تھا۔ اس ہفتخوان
سے خدا ہی نکالے تو نکلسکتا ہی۔ ماموں صاحب سے اسقدر توقع نہ تھی۔

مین نے یہان ایک لکچر دیا تھا۔ لوگ اسکو چھاپ رہے ہین کہ شائع کرین۔ والسلام

شبلی۔ حیدرآباد۔ ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۳ء

(۲)

عزیزی۔ شاید تمکو معلوم ہو کہ ندوہ کا سالانہ جلسہ اجلاس ۱۴۔ اپریل کو بنارس
مین ہوگا۔ اور تین دن تک رہیگا۔ اس مین اک ایک صیغہ علمی نمائش کا ہوگا۔ اسمین
نہایت قدیم کتابین۔ فرامین شاہی، قطعات وغیرہ رکھے جائین گے۔ میری رائے ہے کہ
تم بھی شریک ہو، نمائش کا اہتمام تمہارے سپرد کیا جائے۔ فرامین کے فوٹو لیے جائینگے
اسکا بھی انتظام تم خوب کرسکو گے، اگر آسکو تو بواپسی ڈاک مطلع کرو۔ والسلام

شبلی۔ ۲۴۔ مارچ ۱۹۰۶ء ندوہ لکھنؤ

(۳)

واقعی مجکو بے انتہا مسرت ہوئی۔ خدا اسکو زندہ رکھے۔ میرے پانو مین اب تک
تکلیف دہ تشنج ہی علاج کچھ کام نہین کرتا۔

مرزا غالب کے حالات وریویو مولوی حالی صاحب نے جس تفصیل سے لکھے

اسکے بعد کسی اور کتاب کی کیا ضرورت ہے۔

ایک ایک جلد مین تاجرانہ رعایت کیا ہو۔

شبلی۔ ۲۹۔اگست ۱۹۰۷ء۔ لکھنؤ ندوہ۔

(۲۹) حکیم غلام غوث صاحب بھاولپوری طبیب سرکاری (سپرنٹنڈنٹ آبکاری) ریاست خیرپور سندھ کے نام

(۱)

مکرمی۔

تسلیم۔ مدت کے بعد عنایت نامہ پہنچا، مسرت ہوئی[1] بچہ کی تولید مبارک ہو،

"حکیم تشریف آوردند"

۲۹ ۱۳ ھ

محمد عبدہ نہایت سعید نام ہی، خدا سعید کرے، مین تعمیل سے معذور رہون او

معافی طلب، شبلی سنہ ۱۹۱۰ء

(۲)

مکرمی۔

تسلیم، ہان سیرت کا نمونہ الہلال مین دیا جائے گا، الندوہ بند ہی، القاسم

[1] مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ بچہ کی ولادت کا قطعہ تاریخ یا قصیدۂ دعائیہ عنایت کیجیے۔ اسپر اپنی معذوری ظاہر کی۔

نزدیک ہم لوگ کافر کم از کم فاسق و گمراہ ہیں۔

شبلی ۲۰- دسمبر ۱۹۱۲ء

(۳)

جناب من۔

سلام مسنون۔

عنایت نامہ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔

۱- سیرت نبوی کم از کم ۴ برس مین طیار ہو سکتی ہو۔

۲- انطباع شاید مین خود اپنے صرف سے کراؤن۔

۳- ہان ارادہ ہو کہ کبھی کبھی اسکا نمونہ کسی پرچہ مین شائع ہو۔

۴- جدید طرز پر لکھی جائیگی لیکن روایات کی تنقید پوری محدثانہ اصول پر جہان تک حدیث کی کتابون سے جائیگی۔

۵- غالباً دو جلدون مین کتاب تمام ہوگی۔

افسوس یہ ہو کہ لوگ یہ بھی نہین جانتے کہ سیرت مین کیا مشکلات ہین [illegible] ایک عمدہ تالیف کی ضرورت ہو۔ عربی مین کوئی کتاب [illegible] گذشتہ ہو چکا ہون) ایسی موجود نہین جس مین صرف صحیح روایتون کا التزام کیا ہو۔

افسوس یہ ہو کہ میری آنکھ نہین باقی [illegible] ہو۔ ایک بیکار ہو چکی صرف

لہ مکتوب بہت کم لکھتے سیرۃ نبوی [illegible]

ایک کا سہارا ہے۔

شبلی۔ ۲۶۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ع

(۴)

جناب من۔ تسلیم،

اخبارات مین نظمین دیکھ کر آپ مجھکو زندہ تصوّر کرتے ہین۔ لیکن کبھی اتفاق سے دیکھنے کا اتفاق ہو تو آپ کو رحم آئیگا کہ ایک مردۂ متحرک، فرمائش کے لیئے موزون نہین۔ ۲۴ گھنٹہ مین ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ کام کر سکتا ہون وہ بھی اس لیئے کہ سیرت کو جسطرح ہو (گو جان دیکر) پورا کرنا ہے۔

والتسلیم

شبلی، حیدر آباد۔ ۹۔ نومبر سنہ ۱۹۱۳ع

(۲۱) چودھری سیّد نظیر الحسن[1] صاحب رضوی کے نام

(۱)

جناب من۔ تسلیم،

آج کتاب پہنچی، مین آجکل نہایت عدیم الفرصت ہون، اور ضعف کی وجہ سے روزمرہ کے ضروری شغل کے سوا کسی کا کام نہین رہا، تاہم آپ کی کتاب کی دلچسپی نے میرا

[1] صاحب ضلع متھرا کے علم دوست رئیس ہین، موازنہ انیس و دبیر کا اُنھون نے جواب لکھا ہے، مصنف نے طرز تحریر، مباحث، ترتیب، ہر چیز مین مولانا کا تتبع کیا ہے، اور وہ تمام خصوصیات جو مولانا نے میر صاحب کے کلام مین دکھائین وہ مصنف نے میرزا صاحب کے کلام مین دکھائی ہین، اسکے جواب کا نام المیزان ہے۔

کافی وقت لیا۔ آپنے نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب لکھا ہی جو اس زمانہ مین نہایت غنیمت ہے۔ آج مجھکو **موازنہ** کی قدر ہوئی کیونکہ اس بہانہ سے اردو مین ایک اچھی کتاب کا اضافہ ہوا اور ایک باکمال (مرزا دبیر مرحوم) کے جوہر اچھی طرح کھلے۔

آپ کی عنایت کا مشکور اور طرز تحریر کا مداح ہون۔

شبلی۔ بمبئی۔ ۲۹-جون ۱۹۱۴ء

(۲)

مکرمی۔

تسلیم۔ آپ کی قدردانی کا مشکور ہون آپ حضرات **امام حسن** علیہ السلام کے حالات مبارک لکھ رہے ہین۔ بہتر اور باعث اجر ہی لیکن پہلے جناب **امیر** کا درجہ تھا امام حسن علیہ السلام کے حالات کم ملین گے اور خلافت تو کل چھ مہینے کی ہی۔

جناب **امیر** کی عمدہ سوانحعمری کی سخت ضرورت ہی نہایت ناتمام کتابین اب تک لکھی گئی ہین عربی مین کوئی جامع تصنیف نہین انکے غزوات اور محاربات کے علاوہ انکے علمی کارنامے بہت ہین۔ اگر آپ عربی سے خوب واقف ہین تو مین بہت مدد دے سکتا ہون۔ اکثر اہل سنت ان کے بہت سے فضائل سے بے خبر ہین اکثر خواص تک مین یہی خیال پھیلا ہوا ہی کہ جناب موصوف کے اصول سیاسی کامیاب نہین ہو سکتے تھے اسکو بھی رفع کرنا ہی مین حضرت **عمرؓ** کے بارہ مین سنی اور حضرت **امیرؑ** کے بارہ مین شیعہ ہون۔

شبلی۔ ۱۲-جولائی ۱۹۱۴ء

(۲۲) بنام طلبائے دار العلوم

عزیزان من۔

السلام علیکم۔ آپ لوگون کے پر اثر خطوط اور تار پے درپے آئے، مین ایسا سنگدل نہ تھا کہ اُن سے متاثر نہ ہوتا، لیکن موجودہ حالت مین کام کرنا ناممکن تھا، اور مین دار العلوم کو کسی قسم کا فائدہ نہین پہنچا سکتا، مجھکو اپنی تمام کوششون اور جانفشانیون کی (اگر مین نے یہ فرض کچھ کی ہین) داد ملگئی، اور یہ میرا پورا صلہ ہی کہ جنکی خدمت کیگئی وہ اسکی قدر کرتے ہین، آپ لوگ مایوس ہین لیکن مایوسی کی کوئی بات نہین۔ عام اسلامی جماعت بیدار ہوگئی ہی، وہ اپنے ہر قسم کے فوائد کو سمجھے گی اور اُسکی نگہداشت کرے گی، ممکن ہی کہ کچھ دیر ہو لیکن جو تخم زمین پر پڑچکا ہی وہ انشاءاللہ برباد نہ جائیگا،

ندوہ کیا چیز ہو؟ موجودہ زمانے کے مقابلے مین مذہب کی حمایت، یہ احساس عام ہو چلا ہی، معارفِ قرآنیہ دہلی اسی رفتار کا ایک قدم ہی، ندوہ بھی اپنے اولیت کے نتائج حاصل کریگا۔ ولو بعد برھتہ

باوجود استعفے میری زندگی کا مرکز ندوہ ہی رہیگا، اور آپ لوگونکی خدمت نہ صرف دل سے بلکہ ہاتھ سے بھی کرسکونگا، وعلی اللہ التکلان۔

شبلی۔ بمبئی،

۱۳۔ جولائی ۱۹۱۳ء

(۲۲) مولوی عبداللہ صاحب مہتمم و اساتذہ و طلبہ کے نام

مولانا، اور جملہ مدرسین و طلبہ، تسلیم،

آپ صاحبون کی ہمدردی اور قدردانی کا شکریہ ادا کرتا ہون، لیکن فرمایئے چارہ کیا ہی؟ پورے چار برس گذرے، بجز اسکے کہ ہر کام مین میری مخالفت کیگئی، اور کیا ہوا، اس بنا پر مین ندوہ کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہون، دو ایک برس بھی آزادی سے کوشش کرسکتا تو ندوہ کو کچھ ترقی دیسکتا۔

اس لیئے یہی بہتر ہی کہ اور لوگ یکسوئی سے کام کرین ممکن ہی کہ وہ مجھ سے اچھا کرسکین، بہر حال مین مدرسہ کا اور طلبہ کا ویسا ہی خدمت گذار رہونگا۔ اب محبت اور ہمدردی کا تعلق بالکل بے لاگ ہوگا، یعنی افسری کی ظاہری بیگانگی بھی نہ رہیگی اور بچے دیکھین گے کہ مین کیونکر اُن کا برابر کا بھائی بنکر کام کرتا ہون۔

افسوس ہی کہ میری طبیعت ابتک صاف نہین ہوئی اور لکھنؤ آؤن تو فوراً بیمار ہوجاؤنگا، ورنہ اسیوقت آجاتا، سب کو میرا نیازمندانہ سلام کہیئے۔

میرا خط لڑکون کو بھی دکھلا دیجیئے جہان تک اُن سے تعلق ہی

شبلی بمبئی

۱۶- جولائی ۱۹۱۳ء

لہ معتمدی ندوۃ العلوم سے استعفیٰ کے متعلق

(۲۴) منشی سیّد افتخار عالم صاحب مارہروی (مولف حیاتُ النذیر) کے نام

(۱)

میرے خاندان پر جو حادثہ عظیم[۵۱] پیش آیا، اُسنے مجھکو زندہ درگور کر دیا،[۵۲] انا للہ وانا الیہ راجعون

شبلی، ۸ ستمبر ۱۹۱۴ء

(۲)

جناب من، تسلیم

میری لائف میرے بعد لکھیے گا، ورنہ مکمل لائف کیونکر ہوگی،[۵۳]

تاریخ[۵۴] کا مادہ (خاتم رسل) نہایت عمدہ بلکہ الہامی ہے، کسی مناسب موقع پر لکھونگا،

شبلی، لکھنؤ ۲۵ جنوری ۱۹۱۴ء

(۲۵) سیّد محمد محسن خان بلگرامی[۵۵] کے نام

(۱)

جناب من، تسلیم

کیا کہا جائے مسلمانوں کی ناقابلیت سے کوئی کام جلد انجام نہیں پاتا۔ اب صرف باقی ہے

---

[۵۱] مولانا کے بھائی مولوی اسحاق کی غیر متوقع موت، [۵۲] یہ واقعی حقیقت تھی، [۵۳] دیکھو سلیمان ۶۸،

[۵۴] تاریخ اختتام جلد اول سیرۃ نبوی، [۵۵] ساکن قصبہ کوات ضلع آرہ،

کہ ایک عمدہ میموریل تیار ہوجائے۔ کونسل گذشتہ اجلاس میں متعدد بار تحریک کرچکا اور تین دفعہ [illegible]
مختلفانہ تک پیش کرچکا۔ اب مولوی امیر علی صاحب لندن کو لکھا ہے میموریل نہایت پرزور
اور مدلل ہونا چاہیئے۔

مسٹر جینا غالباً شرع کے موافق قانون بنائیں گے۔ لیکن انھوں نے مجھکو نہیں لکھا
البتہ مسٹر مظہر الحق سے خط و کتابت ہے۔ میں بمبئی جاکر مسٹر جینا سے ملونگا۔

شبلی۔ ۶۔ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

(۲)

جناب من، تسلیم

وقف اولاد کا قانون حسب مراد پاس ہوگیا۔ میں نے خود کلکتہ جاکر بہت سے حکام کو گوش گذار
کیا اور اسپیچ دی۔ میں اگلے موسم سرما میں وقف کا باقاعدہ قانون بناکر منظور ہوگا اور شائع کیا جائیگا۔
وقف اولاد کے متعلق آپ بالکل مطمئن رہئیے۔ میں خود کلکتہ جاکر ممبران کونسل سے سب مرتب
طے کر آیا ہوں۔

شبلی سنہ ۱۹۱۳ء

(۲۶) سید احمد مرتضیٰ صاحب نذر سررشتہ دار ریاست ٹونک کے نام

(۱)

جناب من۔ السلام علیکم

قدردانی کا شکریہ۔

۱۔ رباعی مین غلطی ہوگئی وجہ یہ ہی کہ **دولت شاہ** اور چہار مقالہ مین اسطرح اختلاف ہی
اور مین نے غلطی سے ایک جگہ ایک کی اور دوسری جگہ دوسری کی روایت لے لی۔
۲۔ میرے انتخاب کا اُصول یہ ہی کہ **فردوسی** کے زمانہ سے لیکر اخیر تک اُنہی کو لیا ہی جو
ایک طرز خاص رکھتے ہین۔ **جامی** کا کوئی خاص طرز نہین۔ **خاقانی** کا انداز سب سے الگ ہی
لیکن مین اسکو شاعری نہین سمجھتا بلکہ محض لفاظی اور تلمیحات کی بھرتی ہی **قاآنی**
یون رہ گئے کہ مین نے دو سو برس ادھر کا زمانہ ہی نظر انداز کر دیا ہی۔ بہرحال ایک اور جلد
باقی ہی کہ دوسرون کے لیئے بھی کام کرنے کا موقع رہے۔ چوتھے حصہ پر جو خاص ریویو اور
شاعری کی حقیقت باقی کی تفصیل ہی۔ زیادہ وقت صرف کرنا ہی۔ اور آجکل اسی مین
مصروف ہون۔ خدا جلد اس سے فرصت دے اصلی کام علوم القرآن اور آنحضرت کی
سوانحعمری ہی۔ انکے انجام کی خدا توفیق دے لیکن عمر ۵۵ تک پہنچ گئی۔ قوی مین انحطاط
آگیا۔ غذا صرف ایک چپاتی رہ گئی ہی۔ اِس لیئے،

صریرِ خامہ شبلی کی آتش افشانی   یہ مان لیجے کہ ہی بھی پر اسمین دم کیا ہی

اللہ بس، باقی ہوس،

شبلی۔ ۲ ستمبر ۱۹۱۰ء لکھنؤ

(۲)

مکرمی،

السلام علیکم۔ سلطان **صلاح الدین** کی کئی سوانحعمریان اُردو مین ہین لیکن سب لغو

۱؎ یہ مکتوب شعر العجم کے متعلق ہی۔ اس سے یہ معلوم ہوگا کہ مولانا نے شعرا کا انتخاب کس اُصول سے کیا ہی، اور کیون بعض اکابر شعرا کو چھوڑ دیا ہے

میرا مدت سے ارادہ تھا لیکن اب تو امید نہین معلوم ہوتی۔ واقعی صلاح الدین عجیب پایہ کا شخص تھا۔ اور لوگ اِس کے اصلی کارنامون سے واقف نہین۔

موازنہ، جلد بندی کو دیدی ہی۔ بنکر آجائے تو بھیجدون

شبلی، ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء

(۲۷) منشی شرف الدین صاحب رامپوری کے نام

جناب من،

تحیت و تسلیم۔ نامۂ مبارک و سرگذشت بوعلی پہنچی۔ آپ نے مدتون کی میری ایک خواہش پوری کی، گو آپ کو اِس خواہش کی اطلاع نہ تھی۔ میرا ایک مدت سے خیال ہی کہ بڑی بڑی سوانحعمریان تو مدتون مین لکھی جاسکتی ہین، لیکن نامورانِ سلف کے مختصر حالات بھی اگر چھوٹے چھوٹے رسالون کی شکل مین شائع ہون تو نہایت مفید ہی۔ مین نے ٹرکی مین اس قسم کا ایک سلسلۂ تصنیف دیکھا جس کا نام مشاہیر رجال ہی۔ اسمین نظام الملک، فخر رازی، مولوی روم اور بہت سے بزرگون کے حالات مین مستقل رسالے ہین اور ان سب کو یکجا کرکے ایک مجموعہ چھاپا گیا ہی۔ اس کو دیکھکر مجھکو خیال ہوا کہ ہمارے ملک مین بھی اِس قسم کا ایک سلسلہ قائم ہونا چاہیئے یعنی قوم کے چند اعیان چند بزرگون کے حالات لکھین اور اُن سب کو ایک مجموعہ کی شکل مین مرتب کرکے شائع کیا جائے۔ چنانچہ مین نے بعض دوستون سے اسکے متعلق خط کتابت بھی کی اور کر رہا ہون۔ آپ کی تصنیف سے

مجموعہ کا ایک عمدہ حصہ قرار پا سکتی ہے، اسکی زبان صاف اور شستہ ہے اور طرز ادا

مین دلچسپی ہے۔

چونکہ مین اِس سلسلہ کی نسبت چند قواعد قرار دینا چاہتا ہون اور انکا اثر آپکی تالیف پر بھی پڑتا ہے، اسلیئے آپ کو بھی اُن سے مطلع کرنا چاہتا ہون۔ اِس قسم کی تالیفات کیلیئے پہلی شرط یہ ہے کہ مولف شروع کتاب مین بتائے کہ اسکی تالیف کے ماخذ کیا ہین مثلاً بو علی سینا، اسکے حالات حبیب السیر، و نامۂ دانشوران، اُردو کی تاریخ الحکما سب مین موجود ہین، ممکن ہے کہ ایک عامی شخص جس کو اُردو عبارت لکھنی آتی ہو ان کتابون سے بلکہ صرف مرۃ الحکما سے لیکر بو علی کی ایک لائف مرتب کر دے اور یہ یقین دلا دے کہ وہ بلند درجہ کی تصنیف ہے۔ اِس سے علاوہ اسکے کہ ایک قسم کی تمویہ ہے، ایک بڑا نقصان یہ پہنچتا ہے کہ ناظرین اِس تالیف کی نسبت غلطی و صحت کا فیصلہ نہین کر سکتے، کم سے کم یہ کہ اسکے اعتبار کیلیئے ان کے پاس کوئی معیار نہین ہوتا، وہ لوگ جو ان روایتون کو اصل ماخذ بھی ملا کر صحیح اور غلط دریافت کر سکتے ہین، ان کے لیے بھی یہ زحمت ہے کہ ہر روایت کی تطبیق کرتے پھرین اور اگر اسقدر تکلیف اُٹھائین تو اُنکو اِس تالیف کی کیا ضرورت ہے، اصل ماخذ کیون نہ دیکھ لین گے،

ایک اور مشکل یہ ہے کہ نامۂ دانشوران و روضۃ الصفا وغیرہ مین صریح متعصبانہ رنگ آمیزیان موجود ہین۔ سلطان محمود کا بو علی کے قتل کا خیال اِس بنا پر کہ بو علی شیعی تھا، صرف شیعہ مورخون کی گھڑت ہے۔ اور نامۂ دانشوران مین زیادہ چمکایا ہے

آپنے اڈیٹر حسن کے نامہ نگار نے جس نے حال مین بوعلی کی مثنوی [illegible]
اس واقعہ کو صحیح تسلیم کر کے لکھدیا ہی اور نامہ دانشوران کا حوالہ بھی نہین دیا جب ت
اس گمان کا موقع باقی رہتا کہ شاید شیعیانہ تعصب کا اثر ہو۔ اسطرح کے اور بھی بعض اُمور
ہین۔ اِس قسم کی تالیف مین دیباچہ مین تمام ماخذ بتانے چاہئیین اور بیچ بیچ مین جہان کوئی
اہم اور تحقیق طلب واقعہ ہو خاص کتاب کا نام لینا چاہیئے۔ اگر آپ اِس سلسلہ کی
نسبت مجھ سے خط کتابت کرنا پسند فرمائینگے تو مین اور بھی اُمور عرض کرونگا۔

آخر مین دوبارہ آپکی عمدہ کوشش کی داد دیتا ہون۔ والتسلیم

شبلی نعمانی　　علی گڈھ　　۲۹- دسمبر ۱۸۹۲ء

(۲۸) مولانا شاہ سُلیمان صاحب پھلواروی کے نام

مولانا۔

اللہ اکبر! آپ دار العلوم کیلئے چندہ مانگین تو کسکو انکار ہوگا۔

ع غازی چو تو ئی رواست کا فر بودن

بے شبہہ علاج کیلئے لکھنؤ آسکتا تھا۔ لیکن میرے خاص عادات ہین جنکے بغیر
مین بسر نہین کر سکتا تھا۔ مثلاً ایک حجرہ، اور ایک بیت الخلا کا غیر مشترک ہونا۔ د[illegible]
اِس کا بندوبست نہین ہو سکتا۔

۱ے شاہ صاحب اسوقت معتمد دار العلوم تھے۔

سنا ہے کہ آپ ندوہ کے نصاب کو پھر وہین کھینچ کے لیجانا چاہتے ہین، جہان دس سو برس پہلے تھا، خیر مردہ بدست زندہ، جو چاہیے سو کیجیے۔

شبلی نعمانی، اعظم گڈھ، ۲۰ ستمبر ۱۹۰۴ء

(۲۹) مولوی عبدالغنی صاحب بہاری (اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل ریاست حیدرآباد) کے نام

مکرمی، تسلیم،

والانامہ پہنچا، ممتحنی کیلیے غالباً شمس العلماء مولوی عبداللہ ٹونکی صاحب پرنسپل دارالعلوم ندوہ موزون ہونگے۔ قدیم طریقہ کے علماء مین بھی اُنکا اعتبار ہے اور مذاق حال سے بھی واقف ہین، فلسفہ مین مولوی لطف اللہ صاحب کے ارشد تلامذہ مین ہین۔ کتابین پوری پوری درس مین یا بعض ابواب ہین، اسکی تفصیل سے ممتحن کو اطلاع ہونی چاہیے۔

میرا وظیفہ اب تک نہین آیا، نوٹ بیمہ کراکے بھیجیے۔

سیرت کے اجزاء اب نظر ثالث ہو رہے ہین تاکہ جسقدر درست ہوتا جائے مطبع مین جانے کے قابل ہوتا جائے، لیکن بڑی دشواری مطبع کی انتخاب کی ہے، رعد کے سوا کوئی جچتا نہین، اور وہ ظالم برسون بلکہ قرنون لگا دیگا۔

شبلی۔ لکھنؤ ۱۵- جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

لہ آخر مولانا کی وفات کے بعد پہلی جلد وہین چھپ رہی ہے،

(۳۰) مولانا خلیل الرحمن[۱] صاحب کے نام

جناب مولانا، السلام علیکم و رحمۃ اللہ

والا نامہ پہنچا، رجسٹر اب مرتب کرا دیے گئے ہین اور مین انشاء اللہ ہر مہینہ مین جانچ لیا کرونگا۔ مولوی حفیظ اللہ صاحب کو سیکڑون کام مین دکھاوہ قاعدہ کی پابندی نہین کر سکتے تھے۔ مولوی شیر علی صاحب فلسفی آدمی تھے اور اُسکے اہل ہی نہ تھے، مولوی سید علی ہدایتون پر عمل کرتے ہین، اور ایک محرر روزانہ رجسٹر وغیرہ درست رکھتا ہی۔ مین آجکل تمام دن وقف کی مراسلات مین مصروف رہتا ہون۔ بہت نازک وقت ہی، مختلف لوگون کی رائین مخالف بھی ہو رہی ہین اور یہ سلسلہ بڑا تو سب کام بگڑ جائیگا، اسلیئے بڑی مستعدی سے سب کو ایک مرکز پر لانا ہی۔ مین چاہتا تھا کہ وقف ڈیپوٹیشن کا قافلہ سالار کوئی عالم ہوتا اور سب لوگ خوشی سے منظور کرتے لیکن کوئی اسقدر با اثر ہی نہ متفق علیہ عام ہی کسی دنیادار پر تو علما متفق ہی ہو جاینگے لیکن خود اپنے ہی گروہ مین سے کسی پر متفق ہونا مشکل ہے۔

حیدری صاحب اب ہوم سکریٹری ہوئے ہین اور افسر تعلیمات مین سے مولوی عبدالحی صاحب کے متعلق مجھکو بھی کچھ تائید اور تحریک کا موقع مل سکتا ہے کہ ان سے میرے خاص تعلقات ہین۔

---

[۱] قائم مقام ناظر ندوہ۔

فقیہ کے مشاہرہ کے متعلق منشی احتشام علی صاحب کو تحریر فرمائیے کہ وہ بجٹ
لکھکر بتائین کہ کہان تک گنجائش ہو، مشکل یہ ہو کہ اس سال آغا خان اور رامپور کا
روپیہ نہین آیا، دوبارہ کوشش کرنا ہو چندہ اس سال گویا بالکل نہین آیا سفیر کے مصارف
بھی اس سال نہین ادا ہو سکے۔

دارالعلوم کی موجودہ تنخواہین بھی مشکل سے چلینگی اور غالباً کچھ تخفیف کرنی پڑیگی۔
مکان ناتمام رہیگا جلسہ انتظامیہ مین دو دفعہ طے ہو چکا ہو کہ موجودہ مکان فروخت
کر دیا جائے، اگر منشی احتشام علی صاحب راضی ہوتے تو اسکی قیمت سے جدید عمارت
بالکل طیار ہو جاتی، اور اسمین تنگی کے ساتھ طلبہ بھی رہ سکتے۔ اسکے بعد بورڈنگ کیلئے
گورنمنٹ سے قرضہ لیا جا سکتا تھا، پہلا مرحلہ فروخت مکان کا ہو، اگر یہ مکان کرایہ پر
دیا جائے تو بہ مشکل ۵ر پر اُٹھے گا، حالانکہ جو قیمت مل سکتی ہو وہ اس سے زیادہ
نفع کی ہے۔

شبلی، ۱۰ مئی سنہ ۱۹۱۱ء

(۳۱) بنام اڈیٹر صاحب جرائد اسلامیہ

جناب من،

ندوۃ العلما کے سالانہ اجلاس سنہ ۱۹۰۶ء مین جو علمی نمائش ہوئی، اس مین فرامین
شاہی اور قطعات وغیرہ کے فوٹو لیئے گئے، ان کی متعدد کاپیان طیار کرائی گئین تاکہ

عام اشاعت ہو سکے، قیمتین حسب ذیل ہین، اور میرے پاس درخواست بھیجنے سے مل سکتی ہین، محصولڈاک قیمت کے علاوہ ہے۔

فرمان ہمایون شاہ جو ہندو گسائین کو جاگیر کے متعلق عطا ہوا تھا۔

فرمان اکبرشاہ۔

فرمان عالمگیر۔

قطعہ نوشتہ خاص شہزادہ داراشکوہ۔

قطعہ نوشتہ آغا رشید دیلمی خوشنویس خاص شاہجہان۔

سند منصب قضا۔

شبلی نعمانی۔

۱۵- اپریل ۱۹۰۶ء

(۳۲) مولوی عبداللہ صاحب بلوچی، بی اے علیگ ندوی کے نام

عزیزی،

آپ کا خط پہنچا۔ بے شبہہ دار الاقامۃ کی حالت نہایت خراب ہے، لیکن کیا کرون اگر مین ان کامون مین اُلجھون تو اور کام کون کرے۔

آپ کے آنے سے بہت تقویت ہوئی۔ سید سلیمان کے مشورہ سے جو نئے امور قرار دوگے مین اسکو جاری کرادونگا۔

نو مسلم[۱] صاحب کے لیئے مین نے منشی محمد علی کو لکھا ہی اور اور بند و بست بھی کردونگا،

وہ دل برداشتہ نہ ہونے پائین،

چونکہ مجھکو بخار ہی، زیادہ نہین لکھ سکتا، مختصر یہ کہ آپ کو اپنا کام سمجھکر ندوہ مین

رہنا، اور مدد دینا چاہیئے۔

افسوس آپ نے اتنے لمبے خط مین اپنا نام بھی نہ لکھا۔

شبلی۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۰۶ء

(۳۳) بنام مہتمم صاحب دار الاخبار انجمن اسلامیہ مظفر نگر

السلام علیکم۔ میری تصنیفات مین صرف علم الکلام، موازنہ، اور سوانحعمری

میرے پاس ہین، وہ آپ کے پاس پہنچ جائینگی۔ لیکن یہ اصول فی نفسہ صحیح نہین،

اسلیئے کہ مصنف تو ایک ذات واحد ہوتا ہی، اور انجمن ملک مین سیکڑون ہین،

اگر سب اس اصول پر عمل کرین تو مصنف کے پاس کیا رہیگا۔ انجمن آخر اشخاص

قائم کرتے ہین، اسلیئے انجمن کا مفت لینا اور اشخاص کا مفت لینا ایک بات ہی لیکن

چونکہ میری معاش کتابون پر نہین ہی، اسلیئے مین تعمیل ارشاد کرتا ہون۔

شبلی۔ لکھنؤ

۲۱۔ مارچ ۱۹۰۹ء

---

[۱] ایک انگریز نو مسلم تھے جنھون نے ندوہ مین بغرض تعلیم اقامت کی تھی دیکھو سلیمان۔ ۵۔

(۳۴) ایڈیٹر الناظر لکھنؤ کے نام

جناب ایڈیٹر صاحب ادام لطفہ۔ آپنے اپنے پرچہ مین لکھا ہی کہ مین خواجہ عزیز الدین صاحب[1] کا شاگرد ہون، خواجہ صاحب میرے مخدوم ہین لیکن مین ان کا شاگرد نہین، مین شاعر ہون نہ مین نے کسی شاعر سے اصلاح لی ہی، یہ جو کبھی کبھی موزون کر لیتا ہون یہ شاعری نہین تفریح طبع ہی۔

شبلی۔ لکھنؤ۔ ۲۔ اگست سنہ ۱۹۰۹ء

(۳۵) مسٹر شاکر صاحب ایڈیٹر رسالہ ادیب الہ آباد کے نام

تسلیم۔ یہ بالکل ناممکن ہی کہ مین اپنے حالات خود لکھ سکون۔ مسلم ریویو مین ایک صاحب نے کچھ واقعات لکھے تھے، وہ آپ لے سکتے ہین، اسکے سوا سید سلیمان پروفیسر ندوہ کو آپ تاکید لکھین تو وہ بہت کچھ لکھ سکتے ہین۔

مین اورینٹل کانفرنس شملہ مین آج شملہ جا رہا ہون۔

شبلی۔ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء لکھنؤ

---

[1] خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی سابق پروفیسر فارسی کیننگ کالج لکھنؤ مصنف قیصرنامہ [illegible] بہت مشہور [illegible] کو انکی خدمت مین عزیزانہ نیاز حاصل تھا فارسی مذاق کی [illegible] دونون مین [illegible] کبھی کبھی انھین کے گھر پر قیام کرتے تھے مکاتیب مین خواجہ صاحب کا تذکرہ [illegible] ۱۹۱۴ء [illegible] سے ہوگی دیکھو مکتوب ۳-۲-۹۲-۳۰ سنہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء مین وفات پائی۔

(۳۶) مولوی ظفر علی خان اڈیٹر زمیندار کے نام

عزیزی[1] مولوی ظفر علیخان صاحب دام قدرہٗ

السلام علیکم۔ مین نے جو فتوی[2] لکھا اُس سے علمائے فرنگی محل بھی متفق ہین، اور مولوی عبد الباری صاحب کا خط بھی شائع ہوچکا ہے، ہدایہ مین اس کا جزئیہ موجود ہے، البتہ ہدایہ مین صرف جواز ہے، اور مین نے افضلیت کا فتوی دیا ہے، اسقدر میرا اجتہاد ہے۔

بھائی! ترکونکی اعانت اسوقت فرض عین ہے، اور قربانی کا درجہ واجب سے زیادہ نہین آپ کہتے ہین کہ سنت ابراہیمی موقوف نہو، ہان وہی سنت مقصود ہے، فرق یہ ہے کہ آپ اس سنت کو لیتے ہین جسکا مینڈھے پر عمل ہوا، اور مین وہ پیش نظر رکھتا ہون جو اسمٰعیل[ؑ] پر مقصود تھی، کیا ترکون کی جان مینڈھے سے بھی کم ہے؟

یہان کے جلسے مین مین نے چند شعر پڑھے تھے، مناسبت موقع سے چند شعر درج ہین،

مراکش جاچکا فارس گیا اب دیکھنا یہ ہے ... کہ جیتا ہے یہ ٹرکی کا مریضِ سخت جان کب تک

بکھرتے جاتے ہین شیرازۂ اوراق اسلامی ... چلینگی تند بادِ کفر کی یہ آندھیان کب تک

حریفون کو گلہ ہے آسمان سے خشک سالی کا ... ہم اپنے خون سے سینچینگے انکی کھیتیان کب تک

---

[1] عزیزی کا خطاب اس بنا پر ہے کہ علی گڈھ کالج مین مولوی ظفر علی خان مولانائے مرحوم کے مخصوص تلامذہ مین تھے،

[2] اسوقت ٹرکی اور ریاستہائے بلقان مین جنگ عظیم قائم تھی، عید الضحیٰ کے موقع پر یہ تحریک تھی کہ قربانی کی قیمت ترکون کو چندۂ اعانت مین دیجائے، عام علما اس کو ناجائز کہتے تھے، لیکن مولانا نے ضرورت شدید اور بعض فقہی روایات کی سند سے اسکے جواز کا فتوی دیا تھا،

حرم کے سمت بھی صید افگنونکی جب نگاہین ہین — تو پھر سمجھو کہ مرغان حرم کا آشیان کب تک

جو ہجرت کر کے بھی جائین تو شبلی اب کہان جائین

کہ اب امن و امان شام و نجد و قیروان کب تک

شبلی۔ لکھنؤ ۱۶-نومبر ۱۹۱۲ء

(۳۷) جرائد اسلامیہ کے نام

جناب من! بعض صاحبون کا خیال ہی کہ ترکون کی ہمدردی مین اگر قربانی کے بجاے قیمت دیگئی تو اس سے احتمال ہوگا کہ قربانی خود غیر ضروری ہے،

لیکن یہ صحیح نہین، شریعت مین فرائض کے درجات مین بھی ترتیب ہے اور وقتی ضرورتونکا خیال رکھا گیا ہی، غزوہ خندق مین جہاد مین مصروف ہونے کی وجسے آنحضرتؐ کی نماز عصر قضا ہوئی، تو کیا یہ حجت ہوسکتی ہی کہ نماز کا قضا کرنا جائز ہی؟

ترکون کی اعانت اسوقت فرض عین ہی اس لیے اس خاص موقع اور ضرورت کے وقت اگر یہ فرض مقدم رکھا گیا تو اس سے آئندہ کیلئے کیا حجت ہوسکتی ہی۔

قربانی شعار اسلام ہی، مسلمان اسکو نہین چھوڑ سکتے۔ نہ کوئی قوم انکو اسپر مجبور کرسکتی ہی نہ وہ اسکے مقابلہ مین دُنیا کی کسی قوم کی پروا کرسکتے ہین،

اُمید ہی کہ میرا خط اور صاحبان اخبار بھی اپنے پرچون مین نقل کردین۔

شبلی۔ ۱۷-نومبر ۱۹۱۲ء

(۳۸) فاطمہ خانم[۱] کے نام

(۱)

فاطمہ! نہ میرا پہلے خیال تھا نہ اب ہی کہ تم کو جلد رخصت کردون تمھارا علاج سب سے مقدم ہے۔

تمنے خود ہی لکھا تھا کہ مجھکو دو چار دن مین جانے دیجئے۔ اسپر مین نے لکھدیا تھا، میری طبیعت اب تک اچھی نہین۔ ورنہ تمسے خود آکر یہ باتین کہتا۔

شبلی۔ ۲۹۔ جولائی سنہ ۱۹۰۹ء لکھنؤ

(۲)

عزیزی۔ گھبراؤ نہین۔ فاطمہ! مین کیا بتاؤن۔ میرے دلکو کیا قلق ہی۔ خیر ایسے خیالات دل مین نہ لاؤ۔ تمھاری بیماری تکلیف دہ ہی، لیکن مہلک نہین،

شبلی۔ ۴۔ اگست سنہ ۱۹۰۹ء۔ لکھنؤ۔

(۳)

قرۃ العین من! سخت افسوس سے سنا کہ تم کو ابھی تک افاقہ نہین ہوا۔ عزیزی میری اولاد مین جسکو مجھ سے پدری محبت ہی، صرف تمھین ہو۔ اسلیئے تم سمجھتی ہو کہ مجھکو کسقدر تمھاری بیماری کا رنج ہی۔ مین اسوقت لکھنؤ سے بہت دور ہون۔ ورنہ فوراً پہنچتا۔ خدا نے چاہا تو لکھنؤ پہنچکر سب سے پہلے بندول آؤنگا۔ ابھی چند روز اور سفر مین گذرین گے۔

---

[۱] مولانا کی صاحبزادی۔

فاطمہ! تم اپنا دل رنجیدہ نہ کرو، خدا تمکو صحت دیگا،
خدا کی مرضی پر قانع رہنا چاہیئے۔ آدمی کے فکر کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ جو خدا چاہتا
ہے وہی ہوتا ہے۔
اسوقت زہرا میرے پاس ہین، اور تمکو سلام کہتی ہین۔
شبلی از بمبئی۔ ۱۰۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۳۹) حامد حسن صاحب[۱] نعمانی کے نام

حامد،

ابتک اِس غریب کیڈٹ کا بھی کچھ فیصلہ نہ ہوا اور تم تو کوسون دور رہو،
میری نسبت کمیٹی نے فیصلہ کر دیا کہ محکمہ کو توڑ دینا چاہیئے، اب یہ رپورٹ گینٹ
کونسل مین جائیگی بس اتنی دیر ہے،
مین ایران جانے کی طیاری کر رہا ہون، گھر آتا لیکن وہان قرضخواہون ڈ
چپراسیون کے بچھو لپٹ جائینگے، بہتیرا چاہا کہ قرضہ کا کوئی انتظام ہو کوئی سنتا ہی نہین
بیشک تم کو اور کچھ بندوبست سوچنا چاہیئے،
میری زندگی عجیب پریشانی مین ہے۔ بُری آبنی ہے، نہ جیتے بنتا نہ مرتے۔ رہون تو
کہان رہون، اور جاؤن تو کہان جاؤن۔
شبلی، ۲۰۔ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

[۱] فرزند مولانائے مرحوم۔

(۴۰) ماسٹر محمد شفیع کے نام

عزیزی۔ تم ضرور کبھی کبھی خط لکھا کرو۔ تمھارے ہر خط مین ایسی باتین ہوتی ہین، جن سے دل کو تعلق ہوتا ہے،

میان عثمان کے صاحبزادہ کیلیئے نظم کیا لکھون؟ اب وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی، میان اسحق وہدی کو خدا اولاد دے تب بھی کچھ نہ لکھ سکونگا، شعر کہنا اب ایسا پہاڑ ہو گیا ہو کہ سابق کے اشعار دیکھکر تعجب ہوتا ہو کہ کیا مین نے ہی لکھے تھے،

میان کامل کی موقوفی سے پہلے تو کسی نے یہ خیالات ظاہر نہین کئے تھے، بہر حال اب تو وہ موقوف ہو چکے ایسا جلد تو رائے مین تبدل نہین ہو سکتا،

ہان مین لاہور گیا تھا، انجمن حمایت اسلام کا جلسہ تھا سید صاحب وغیرہ سب گئے تھے،

ابکی سالانہ انتخاب مین مین یونیورسٹی[1] کا ممبر فیکلٹی آف آرٹس و ممبر بورڈ آف اسٹینڈی دونون مقرر ہوا، رمضان کے بعد ایک مطول یادداشت کورسون کے متعلق طیار کرون گا،

والسلام،

شبلی۔ ۱۵۔ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء

[1] الٰہ آباد یونیورسٹی۔